کذابِ قادیان کے مادی عزائم اور خوابوں میں روپوں
کی جھنکار کا تحقیقی مطالعہ کتاب تذکرہ کی روشنی میں

مرزا قادیانی کی الہامی تجارت

مفتی مبشر شاہ

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	________	مرزا قادیانی کی الہامی تجارت
مصنف	________	مفتی مبشر شاہ
طبع اول	________	
تعداد	________	
قیمت	________	

اپیل

مخیر حضرات سے گزارش ہے کہ یہ خالص عقیدہ ختم نبوت کا کام ہے۔ ہماری تمام کتب فی سبیل اللہ تقسیم کی جاتی ہیں۔ ہماری بہت سی کتب ابھی تک زیرِ طبع ہیں اپنے رزق حلال سے حصہ نکال کر کم از کم کوئی ایک کتاب یا چھوٹے رسائل کی اشاعت میں حصہ ڈالئے اللہ آپ کے جان مال کی خیر فرمائے آمین۔ کتاب کی اشاعت یا جامعہ ختم نبوت کے لیے اگر آپ تعاون کرنا چاہتے ہیں تو درج ذیل وٹس ایپ پر رابطہ فرمائیں +923247448814

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

تذکرہ کتاب کی تلاوت

تذکرہ کے بارے میں جماعت کو پیغام: آپ کو علم ہوگا کہ جہاں حضرت امیر المومنین (قادیانی خلیفہ یعنی امیر الفاسقین) نے تین سال گزرے جلسہ سالانہ پر احباب جماعت کو ان کے تزکیہ نفس کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے الہامات کے مجموعہ کی بالالتزام تلاوت کرنے کی تاکید فرمائی تھی۔اور اس سے جو فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(مضامین بشیر صفحہ 214)

قادیانیوں کا "جدید قرآن" اور تلاوتِ الہامات کا ڈھونگ

مرزا قادیانی کذاب کے مریدوں کے اس دجل کو بے نقاب کرنے کے لیے کہ انہوں نے قرآنِ کریم کو پسِ پشت ڈال کر مرزا کے نام نہاد الہامات کے مجموعے "تذکرہ" کو اپنا "قرآن" بنالیا ہے۔

قادیانی جماعت دنیا بھر میں یہ مکروفریب پھیلاتی ہے کہ وہ قرآنِ کریم پر ایمان رکھتے ہیں،لیکن ان کی اپنی کتب اور ان کے نام نہاد خلفاء کے فرمودات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ان کے نزدیک اصل اہمیت قرآن کی نہیں بلکہ مرزا کذاب کے لایعنی الہامات کے مجموعے "تذکرہ" کی ہے۔انہوں نے جس طرح "تذکرہ" کی تلاوت کو اپنے مریدوں پر لازم کیا ہے،وہ ثابت کرتا ہے کہ یہ گروہ اسلام کے متوازی ایک نیا دین اور نئی کتاب کھڑی کر چکا ہے۔

قادیانیوں کے نام نہاد امیر الفاسقین (خلیفہ) نے جلسہ سالانہ پر یہ "فتویٰ" جاری کیا کہ

احبابِ جماعت اپنے تزکیہ نفس کے لیے مرزا کذاب کے الہامات کے مجموعے (تذکرہ) کی بالالتزام تلاوت کریں۔ ذرا غور کیجیے! تلاوت کا لفظ اور بالالتزام (لازمی) کرنے کا حکم صرف کلامِ الٰہی (قرآنِ مجید) کے لیے مخصوص ہے، لیکن اس فتنے نے مرزا کی خرافات کو وہی درجہ دے دیا جو مسلمانوں کے نزدیک قرآن کا ہے۔

جس طرح ایک مسلمان روزانہ قرآن کی تلاوت سے برکت حاصل کرتا ہے، قادیانیوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مرزا کے خوابوں اور جھوٹے الہامات کو پڑھ کر" فوائد" حاصل کریں۔ یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ ان کے نزدیک قرآنِ کریم (معاذ اللہ) اب کافی نہیں رہا یا وہ پرانا ہو چکا ہے، اسی لیے اب" تذکرہ" کی تلاوت کے ذریعے تزکیہ نفس تلاش کیا جا رہا ہے۔

مرزا قادیانی کذاب اور اس کی ذریت نے دین اسلام کی جڑوں پر کلہاڑی چلانے کے لیے" تذکرہ" جیسی کتاب کو الہامی لبادہ پہنایا۔ جو لوگ اللہ کے نبیوں کی توہین کرنے والے کے کلام کو" تلاوت" کے لائق سمجھیں، ان کا اسلام سے کیا واسطہ؟ یہ الہامی تجارت در حقیقت ابلیسی ضلالت ہے جس کا مقصد مسلمانوں کو راہِ راست سے بھٹکا کر ایک کذاب کی پرستش پر لگانا ہے۔

تذکرہ کی "تلاوت" یا روپوں پیسوں کی گنتی؟

قادیانی خلیفہ نے اپنی جماعت کو حکم تو دے دیا کہ" تذکرہ" (مرزا کے الہامات کا مجموعہ) کی بالالتزام تلاوت کیا کرو، لیکن کیا کبھی کسی ذی شعور نے سوچا ہے کہ اس کتاب کی تلاوت کرتے ہوئے ان مریدوں پر کیا گزرتی ہوگی؟ جہاں مسلمان صبح سویرے قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہوئے سبحان اللہ اور الحمدللہ کی صدائیں بلند کرتے ہیں، وہاں قادیانیوں کی" تلاوت" میں روپوں، پیسوں اور کوڑیوں کا حساب کتاب چلتا ہے۔

مرزا کذاب کے الہامات کی تلاوت کرنے والا جب" تذکرہ" کھولتا ہے، تو اسے اللہ

کی معرفت کے بجائے ایک بنئیے کی دکان کا حساب ملتا ہے۔ مرزا کو الہام ہوتے تھے:

☆ ایک روپیہ آیا

☆ دو روپے آئے

☆ دو روپے اور آئے

☆ چھوٹا الہام پانچ روپے کا

☆ بڑا الہام دس روپے کا

تعجب کا مقام ہے! کیا کائنات کے مالک کے پاس یہی کام رہ گیا تھا کہ وہ مرزا کو ایک ایک اور دو دو روپے کی رسیدیں جاری کرتا؟ قادیانی مرید جب صبح اٹھ کر ان الہامات کی "تلاوت" کرتے ہوں گے تو کیا وہ تزکیہ نفس پاتے ہوں گے یا ان کے دل میں مزید لالچ پیدا ہوتا ہوگا؟

ماجھے خان اور عبداللہ خان کا روپیہ: مرزا کے الہامات کی لسٹ میں اشخاص کے ناموں کے ساتھ رقم کا ذکر ایسے ہے جیسے کسی منشی کا رجسٹر ہو۔ تذکرہ میں لکھا ہے:

☆ ماجھے خان کا روپیہ آیا

☆ عبداللہ خان کا روپیہ

☆ چھوٹا الہام 5 روپے کا، بڑا الہام 10 روپے کا

دنیا کا کوئی بھی مذہب اٹھا کر دیکھ لیں، کسی سچے نبی پر ایسی "مالیاتی وحی" نازل نہیں ہوئی جس میں دونیوں، چونیوں اور روپوں کا حساب ہو۔ یہ تلاوت نہیں بلکہ "الہامی تجارت" کی وہ فہرست ہے جو مرزا کے مریضانِ ذہن کی تسکین کے لیے لکھی گئی تھی۔

جس کتاب میں "تلاوت" کے نام پر صرف پیسوں کی گنتی ہو، اسے قرآن کے مقابلے میں پیش کرنا انسانیت اور مذہب کی بدترین توہین ہے۔ قادیانیوں کو چاہیے کہ وہ صبح اٹھ کر

تذکرہ کی تلاوت کے بجائے اپنی عقل کا علاج کرائیں کہ وہ کس کذاب کے پیچھے چل رہے ہیں جس کی وحی کا معیار صرف "روپیہ پیسہ" تھا۔ یہ "تذکرہ" ہدایت کا سرچشمہ نہیں بلکہ ایک دنیا پرست شخص کی ہوسِ زر کا اشتہار ہے۔

مضامین بشیر ۲۱۴

تذکرہ کے بارے میں جماعت کو پیغام

آپ کو علم ہوگا کہ جہاں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تین سال گزرے جلسہ سالانہ پر احباب جماعت کو ان کے تزکیہ نفس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کے مجموعہ کی بالالتزام تلاوت کرنے کی تاکید فرمائی تھی۔ اور اس سے جو فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں ان کا ذکر فرمایا تھا وہاں نظارت تالیف وتصنیف کو بھی ارشاد فرمایا تھا کہ جلد تر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات مکاشفات اور رویاء کا صحیح اور مکمل مجموعہ شائع کرنے کا انتظام کرے تاکہ دوست اس سے پوری طرح مستفید ہوسکیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اس کی ترتیب وتدوین کے متعلق ایک سب کمیٹی تجویز فرمائی۔ جس نے باہمی مشورہ کے بعد ضروری اُمور طے کئے جن کے مطابق مکرمی مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل کی نگرانی میں سلسلہ احمدیہ کے دو نوجوان علماء کے سپرد یہ کام کیا گیا اور وقتاً فوقتاً خاکسار نے بھی بحیثیت ناظر تالیف وتصنیف ان کے کام کو دیکھا۔ اور ضروری مشورے دیئے۔ اس کی تیاری کے لئے مرتب کنندگان نے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا گہرا مطالعہ کیا وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہارات، مکتوبات، تقاریر اور ڈائریوں کا بھی مطالعہ کیا۔ مزید برآں سلسلہ کے اخبارات، رسائل اور دوسری ضروری کتب کو بھی پڑھا اور ان کے مطالعہ کے بعد جس قدر الہامات، مکاشفات اور رویاء وغیرہ مل سکے وہ سب کے سب تاریخی ترتیب کے ساتھ جمع کر لئے گئے۔ یہی نہیں بلکہ بعض ضروری تشریحات بھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی کتب سے لے کر ایزاد کی گئیں۔ اس کے سوا جن الہامات کی تاریخوں وغیرہ کے متعلق کچھ ابہام تھا اُن کے متعلق فٹ نوٹوں میں تشریح کی گئی۔ اور حضور کے جو الہامات عربی، فارسی اور انگریزی وغیرہ میں تھے ان کا ترجمہ بھی ساتھ ہی ساتھ دے دیا گیا۔ اور جن کا ترجمہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں فرمایا تھا۔ ان کا ترجمہ مرتب کی طرف سے حاشیہ میں دے دیا گیا۔ مزید برآں عربی عبارتوں پر اعراب بھی لگا دئے گئے۔ تاکہ پڑھنے والا صحت کے ساتھ پڑھ سکے۔

الغرض اس مجموعہ کو زیادہ سے زیادہ مکمل، صحیح اور مفید بنانے میں جو باتیں ضروری تھیں ان کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور اس کی موجودہ صورت کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ احباب جماعت اسے دیکھیں گے تو یقیناً خوش ہوں گے۔ علاوہ اس محنت اور مفید اضافوں اور ضروری فٹ نوٹوں کے اس کی

مقدمہ

مذہب کے لبادے میں ہوسِ زر کا تحقیقی مطالعہ

دنیا کی تاریخ میں جہاں سچے انبیاء علیہم السلام اور مصلحین نے انسانیت کو زہد، قناعت اور فقرِ اختیاری کا درس دیا، وہیں کچھ ایسے بہروپیوں نے بھی جنم لیا جنھوں نے مذہب کو ایک نہایت منافع بخش کاروبار کے طور پر استعمال کیا۔ زیرِ نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی، مرزا غلام احمد قادیانی کے ان کاشفاتی والہامی دعووں کا ایک تحقیقی اور دستاویزی مجموعہ ہے، جو براہِ راست اس کی اپنی کتاب **تذکرہ** (مرزا کے الہامات وکشوف کا مجموعہ) سے اخذ کیے گئے ہیں۔

اس کتاب کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ قادیانیت کا مطالعہ کرتے وقت اکثر لوگ اس کے پیچیدہ الہامات اور مبہم دعوؤں میں الجھ کر رہ جاتے ہیں۔ لیکن جب ہم مرزا قادیانی کے مجموعہِ الہامات کا بغور جائزہ لیتے ہیں، تو ایک نہایت بھیانک اور شرمناک حقیقت سامنے آتی ہے کہ جس شخص نے مسیحِ موعود اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا، اس کے خواب، کشوف اور وحی کا مرکز ومحور اللہ کی ذات یا انسانیت کی ہدایت نہیں، بلکہ محض روپیہ، پیسہ، چندہ، نذرانے اور مادی آسائشیں تھیں۔

اس مجموعے میں مرزا قادیانی کی ان تحریروں کو یکجا کیا گیا ہے جہاں اس نے:

☆ اپنے فرشتہ ٹیچی ٹیچی کو روپوں کی مٹھیاں بھر کر لانے والا مینیجر بنا کر پیش کیا۔

☆ اپنی دعاؤں کی قیمت تین ہزار روپے اور پچاس روپے مقرر کی۔

☆ ناک سے نکلنے والے خون اور عام پرندوں (چڑے) کو مالیاتی برکت اور آسمانی

رزق کی علامت قرار دیا۔

☆ بیوی سے ملنے والے ایک روپے یا ہندوؤں سے ملنے والے نذرانوں کو اپنی نبوت کا نشان بنا کر پیش کیا۔

اس کتاب کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں، بلکہ حقائق کو ان کے اصل روپ میں سامنے لانا ہے۔ یہ کتاب قاری کو یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ کیا ایک سچے نبی کی وحی کا معیار یہ ہو سکتا ہے کہ وہ چادر کے پلو میں 27 روپے باندھنے اور گورداسپور کے بقیہ چندے کے خواب دیکھے؟ یہ مجموعہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک ایسا تجارتی دین متعارف کروایا جہاں ہر الہام ایک نئی رسید تھی اور ہر کشف مریدوں کی جیب تک پہنچنے کا ایک راستہ۔

ہمیں امید ہے کہ یہ مختصر مگر جامع انتخاب، مرزا قادیانی کے باطنی نظریات اور اس کی مادی ہوس کو سمجھنے میں حق کے متلاشیوں کے لیے ایک مشعل راہ ثابت ہوگا اور قادیانیت کے طلسمِ ہوش ربا کو پاش پاش کرنے میں معاون ہوگا کہ کس طرح ایک شخص نے دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنایا۔

رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ فقر، استغنا اور توکل کی وہ اعلیٰ مثال ہے جس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ ﷺ نے کبھی دنیاوی مال و دولت کی طلب نہیں کی، بلکہ آپ ﷺ کا فقر اضطراری (مجبوری والا) نہیں بلکہ اختیاری (اپنی مرضی سے چنا ہوا) تھا۔

کیا حضور ﷺ نے کبھی دولت کی دعا فرمائی؟

رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنے لیے دنیاوی مال و متاع، محلات یا خزانوں کی دعا نہیں فرمائی۔ اس کے برعکس، آپ ﷺ کی دعائیں فقر اور مسکینی کی حالت کو پسند کرنے پر مبنی تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ " , فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: " إِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا، يَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّي الْمِسْكِينَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، يَا عَائِشَةُ أَحِبِّي الْمَسَاكِينَ وَقَرِّبِيهِمْ فَإِنَّ اللَّهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "

یا اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں وفات دے اور قیامت کے روز مسکینوں کے زمرے میں اٹھا، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا اللہ کے رسول! ایسا کیوں؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ مساکین جنت میں اغنیاء سے چالیس سال پہلے داخل ہوں گے، لہذا اے عائشہ کسی بھی مسکین کو دروازے سے واپس نہ کرو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی سہی، عائشہ! مسکینوں سے محبت کرو اور ان سے قربت اختیار کرو، بیشک اللہ تعالیٰ تم کو روز قیامت اپنے سے قریب کرے گا۔

(جامع ترمذی:2352)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

اللَّهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوتًا

اے اللہ! آلِ محمد ﷺ کا رزق اتنا دے جو ان کی ضرورت کے لیے کافی ہو (قُوتاً)۔

(صحیح بخاری:6460)

یعنی نہ ضرورت سے کم ہو کہ پریشانی ہو، اور نہ ضرورت سے اتنا زیادہ ہو کہ انسان سرکش ہو جائے۔

دولت کی پیشکش اور وحی کا نزول

قرآن کریم اور احادیث میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو مکہ کے پہاڑ سونا بن جائیں، لیکن آپ ﷺ نے اسے ٹھکرا دیا۔

سورہ الفرقان میں اللہ فرماتا ہے:

تَبَارَكَ الَّذِي إِن شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّن ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا

ترجمہ کنزالایمان: بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لیے بہت بہتر اس سے کر دے جنتیں جن کے نیچے نہریں بہیں اور کرے گا تمہارے لیے اونچے اونچے محل۔

(سورہ الفرقان:10)

مگر آپ ﷺ نے ان محلات کے بجائے اللہ کی بندگی اور فقر کو چنا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي عِنْدِي لَمُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُو حَظٍّ مِنَ الصَّلَاةِ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَأَطَاعَهُ فِي السِّرِّ وَكَانَ غَامِضًا فِي النَّاسِ لَا يُشَارُ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا فَصَبَرَ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ نَفَضَ بِيَدِهِ، فَقَالَ:

عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهُ قَلَّتْ بَوَاكِيهِ قَلَّ تُرَاثُهُ

میرے دوستوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ رشک کرنے کے لائق وہ مومن ہے جو مال اور اولاد سے ہلکا پھلکا ہو، نماز میں جسے راحت ملتی ہو، اپنے رب کی عبادت اچھے ڈھنگ سے کرنے والا ہو، اور خلوت میں بھی اس کا مطیع و فرماں بردار رہا ہو، لوگوں کے درمیان ایسی گمنامی کی زندگی گزار رہا ہو کہ انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ نہیں کیا جاتا، اور اس کا رزق بقدر (کفاف) ہو پھر بھی اس پر صابر رہے، پھر آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور فرمایا: جلدی اس کی موت آئے تاکہ اس پر رونے والیاں تھوڑی ہوں اور اس کی میراث کم ہو۔

(جامع ترمذی:2347)

فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن و حدیث کی روشنی میں

قرآن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابتدائی مالی حالت کا ذکر یوں ملتا ہے:

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔

(سورہ الضحیٰ:8)

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہاں غنیٰ سے مراد مال و دولت کا ڈھیر نہیں، بلکہ قناعت اور دل کا غنی ہونا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب فتوحات کے بعد مال آیا بھی، تو آپ نے اسے شام ہونے سے پہلے تقسیم فرما دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتَّى قُبِضَ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو مدینہ آنے کے بعد کبھی تین دن تک برابر گیہوں کی روٹی کھانے کے لیے نہیں ملی، یہاں تک کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوگئی۔

(صحیح بخاری:6454)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمڑے کے ایک بستر پر سوتے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔ کبھی چٹائی پر سوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو مبارک پر نشان پڑ جاتے۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ:

تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو گھر میں چراغ جلانے کے لیے تیل تک نہ تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے پاس کچھ جو کے بدلے رہن (قرض کے طور پر) رکھی ہوئی تھی۔

(صحیح بخاری:2916)

جہاں مرزا قادیانی کی زندگی میں عیش و عشرت، بہترین کھانوں کی فرمائشیں، ریشمی لباس اور مریدوں کے مال پر شاہانہ ٹھاٹھ نظر آتے ہیں، وہیں سچے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی فقر، سادگی اور ایثار کا نمونہ ہے۔ سچا نبی وہ ہوتا ہے جو دنیا کو ٹھکرا کر اللہ کی طرف بلاتا ہے، نہ کہ وہ جو خود کو مریم کہہ کر حمل اور حیض جیسے استعارے ایجاد کرے اور دنیاوی مال جمع کرنے کے نت نئے بہانے ڈھونڈے۔

پٹواری الہام اور دس روپے کی نبوت

1881ء: ایک دفعہ کشفی طور پر مجھے للع للعہ 44 یا للعہ 40 روپیہ دکھائے گئے اور پھر یہ الہام ہوا کہ:۔
ماجھے خاں کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع لاہور بھیجنے والے ہیں پھر بعد اس کے کارڈ آیا جس میں لکھا تھا۔کہ للعہ 40 ماجھے خان کے بیٹے کی طرف سے ہیں۔اور لعہ 4/ یا ے 5/ شمس الدین پٹواری کی طرف سے ہیں۔پھر اسی تشریح سے روپے آئے۔

(تذکرہ صفحہ 30)

مرزا قادیانی کے اس نام نہاد الہام سے اس کی مالی مسیحیت کا پہلا پردہ چاک ہوتا ہے۔ 1881ء کے اس واقعے میں جس طرح روپے کی گنتی (40 یا 44) اور بھیجنے والوں کے ناموں کی تفصیل بتائی گئی ہے، یہ کسی نبی کا معجزہ نہیں بلکہ ایک چندہ خور ذہن کی عکاسی ہے جو کوڑی کوڑی کا حساب رکھ کر اسے غیب کی خبر بنا کر پیش کر رہا ہے۔

روپے کی ہوس اور الہامی دعویٰ

مرزا قادیانی کے جعلی الہامات کی کتاب تذکرہ میں جس ڈھٹائی سے چند روپے کی آمد کو کشف اور الہام قرار دیا، وہ اس کی پست ذہنی سطح کو ظاہر کرتا ہے۔ایک طرف انبیاء کرام علیہم السلام کو پوری دنیا کے خزانے پیش کیے گئے اور انہوں نے ٹھکرا دیے، دوسری طرف یہ جھوٹا مدعی 40 اور 5 روپے کے لیے الہامات گھڑ رہا ہے۔

قرآنی تعلیمات اور سچے انبیاء کا شیوہ

قرآن کریم نے واضح کر دیا ہے کہ سچے انبیاء علیہم السلام کبھی اپنی تبلیغ یا دین کے کام کے بدلے مال و دولت کا مطالبہ نہیں کرتے اور نہ ہی ان کی توجہ روپے کی گنتی پر ہوتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ کنز الایمان: اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

(سورہ الشعراء:109)

مرزا قادیانی نے اس قرآنی اصول کی صریح خلاف ورزی کی۔ اس کا الہام اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ اس کے نفس کی پکار تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو 40 روپے کی گنتی گنوانے کے لیے وحی نازل نہیں فرماتا۔

مرزا قادیانی کے الہامات کا مرکز پٹواری اور عام کارندے تھے، جو اس کے زمینی ذرائع تھے۔ ان سے آنے والے پیسوں کو کشف کا نام دینا محض سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دینے کی ایک کوشش تھی۔

اگر یہ سچا مسیح ہوتا تو اس کی توجہ لوگوں کی اصلاح پر ہوتی، نہ کہ اس بات پر کہ کس کے بیٹے نے کتنے روپے بھیجنے ہیں۔

مرزے کی جعلی نبوت کا ثبوت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہزاروں اونٹ اور سونا صدقے کے لیے آتا تھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ فلاں کا بیٹا اتنے روپے لائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توکل ذاتِ باری تعالیٰ پر تھا، جبکہ مرزا قادیانی کی نظر مریدوں کی جیبوں پر تھی۔

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ثابت کرتا ہے کہ اس کے نزدیک روپیہ ہی اس کی نبوت کا سب سے بڑا نشان تھا، جبکہ حقیقت میں یہ اس کی دنیا پرستی کی بدترین مثال ہے۔

خواب آیا اور روپیہ آیا

1881ء: ایک دن صبح کے وقت کچھ تھوڑی غنودگی میں یکدفعہ زبان پر جاری ہو: ۔عبداللہ خاں ڈیرہ اسمٰعیل خاں

چنانچہ چند ہندو کہ جو اُس وقت میرے پاس تھے اور ابھی تک اسی جگہ موجود ہیں اُن کو بھی اُس سے اطلاع دی گئی اور اُسی دن شام کو جو اتفاقاً اُنہیں ہندوؤں میں سے ایک شخص ڈاک خانہ کی طرف گیا۔ تو وہ ایک صاحب عبداللہ خاں نامی کا ایک خط لایا۔ جس کے ساتھ ہی کسی قدر روپیہ بھی آیا۔

(تذکرہ صفحہ 38،37)

مرزا قادیانی کی یہ روایت بھی اس کی اسی مادی سوچ کی عکاسی کرتی ہے جس کا ذکر پچھلے حوالے میں گزرا۔ یہاں بھی مرکزِ نگاہ اللہ کی ذات یا دین کی ترویج نہیں، بلکہ ایک دور دراز علاقے کے شخص سے آنے والا روپیہ ہے۔ مرزا قادیانی نے اس اتفاقی واقعے کو الہامی رنگ دے کر اپنی دکان چمکانے کی کوشش کی ہے۔

عبداللہ خان اور روپے کا نفسیاتی گورکھ دھندا

مرزا قادیانی کا ہندوؤں کے سامنے اس بات کا تذکرہ کرنا اور پھر شام کو روپے موصول ہونا، ایک سوچی سمجھی سکیم معلوم ہوتی ہے تاکہ مریدوں اور گرد و نواح کے لوگوں پر اپنی دھاک بٹھائی جا سکے۔ ایک سچا مصلح یا نبی کبھی ایسی چھوٹی اور حقیر باتوں کو اپنی صداقت کا معیار نہیں بناتا۔

سچے انبیاء کا توکل اور استغنا

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ وہ

لوگوں کے مال سے بے نیاز ہوتے ہیں اور ان کا توکل صرف اپنے رب پر ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ میں نے تم سے اس پر کچھ اجر مانگا ہو تو وہ تمہیں کو میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

(سورہ سبا:47)

مرزا قادیانی کے برعکس، سچے انبیاء کی زندگی میں اگر مال آیا بھی تو انہوں نے اسے آزمائش سمجھا، نہ کہ اپنی نبوت کا اشتہار بنا کر لوگوں کو دکھایا۔

جعلی مسیحیت کا پردہ چاک

ڈاک خانے سے خط کا آنا اور اس میں رقم کا ہونا ایک عام سی بات ہے، خاص طور پر ایسے شخص کے لیے جو پہلے ہی مریدوں کا ایک حلقہ بنا چکا ہو۔ اسے الہام قرار دینا دراصل دین کے نام پر مالی مفادات حاصل کرنے کا ایک ڈھونگ ہے۔

مرزا قادیانی کا ہندوؤں کو گواہ بنانا اس کے عدم اعتماد کی دلیل ہے۔ اسے ڈر تھا کہ کوئی مسلمان اس کے اس مادی الہام کو تسلیم نہیں کرے گا، اس لیے اس نے غیر مسلموں کی گواہی کا سہارا لیا تاکہ اسے ایک معجزے کے طور پر پیش کر سکے۔

مرزا قادیانی کی غنودگی میں بھی زبان پر کسی اللہ والے کا نام یا تسبیح آنے کے بجائے عبداللہ خان اور اس کے ساتھ آنے والے روپے کا خیال آنا، اس کی دنیا پرستی کی انتہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس شخص کی نظر شام کو آنے والی ڈاک اور اس میں موجود روپوں پر لگی ہو، وہ اس پاکیزہ منصب کا اہل ہی نہیں ہو سکتا جو سراسر ایثار اور قربانی کا متقاضی ہے۔ مرزا

قادیانی نے مذہب کو ایک ایسا کاروبار بنالیا تھا جہاں ہر خط اور ہر روپیہ اس کے بقول خدا کا کلام بن کر آتا تھا۔

50روپے کا خواب

23یا24 نومبر 1881ء:محرّم 1299 ہجری کی پہلی یا دوسری تاریخ میں ہم کو خواب میں یہ دکھائی دیا کہ کسی صاحب نے مدد کتاب کے لئے پچاس روپیہ روانہ کئے ہیں۔اُسی رات ایک آریہ صاحب نے ہمارے لئے خواب دیکھی کہ کسی نے مددِکتاب کے لئے ہزار روپیہ روانہ کیا ہے۔اور جب انہوں نے خواب بیان کی تو ہم نے اُسی وقت اُن کو اپنی خواب بھی سنادی اور یہ بھی کہہ دیا کہ تمہاری خواب میں اُنیس حصے جھوٹ مل گیا ہے۔اور یہ اُسی کی سزا ہے کہ تم ہندو اور دین اِسلام سے خارج ہو۔شاید اُن کو گراں ہی گذرا ہوگا مگر بات سچی تھی۔ جس کی سچائی پانچویں یا چھٹی محرم میں ظہور میں آگئی۔یعنی پنجم یا ششم محرم الحرام میں مبلغ پچاس روپیہ جن کو جوناگڑھ سے شیخ محمد بہاؤالدین صاحب مدارالمہام ریاست نے کتاب کے لئے بھیجا تھا۔ کئی لوگوں اور ایک آریہ کے رُوبرو پہنچ گئے۔والحمدللہ علیٰ ذالک۔

(تذکرہ صفحہ 38)

مرزا قادیانی کے اس بیان میں اس کی تجارتی نفسیات اور الہامی جوہر بازی کا ایک اور نمونہ سامنے آتا ہے۔پچاس روپے کی حقیر رقم کے گرد خوابوں کا جال بننا اور پھر ایک غیر مسلم کے خواب کی تذلیل کر کے خود کو سچا ثابت کرنا، اس کے اخلاق اور جھوٹی مسیحیت پر گہری ضرب لگاتا ہے۔

پچاس روپے کا عظیم الشان معجزہ

ایک مدعیِ نبوت کا اس بات پر اترانا کہ اسے پچاس روپے کے آنے کا خواب آیا، اس کی مادی سوچ کو عریاں کرتا ہے۔ سچے انبیاء کو جب غیب کی خبریں دی جاتی تھیں تو وہ امت کی نجات، فتنوں کی خبر یا اللہ کی توحید کے متعلق ہوتی تھیں۔ مرزا قادیانی کی تمام تر غیبی پرواز پچاس روپے کی رقم سے آگے نہ بڑھ سکی۔

آریہ کے خواب کی تضحیک اور خود پسندی

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ آریہ کا خواب 19 حصے جھوٹ تھا کیونکہ اس میں ایک ہزار روپیہ دکھایا گیا، یہ اس کی تنگ نظری کی انتہا ہے۔ وہ شخص جو اسلام کی دعوت دینے نکلا ہو، وہ ایک غیر مسلم کے سامنے بدتمیزی اور طنز کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ تمہارے کافر ہونے کی سزا ہے۔ یہ اندازِ گفتگو کسی مصلح کا نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کا ہے جو اپنی جھوٹی انا کی تسکین کے لیے دوسروں کی تذلیل کرنا اپنا حق سمجھتا ہے۔

سچے نبی ﷺ کا اندازِ تجارت اور مال

نبی کریم ﷺ کے پاس بحرین کا خزان آیا جس میں ایک لاکھ درہم سے زائد کی رقم تھی، آپ ﷺ نے مسجد نبوی کے صحن میں اسے ڈھیر کروا دیا اور کھڑے کھڑے تقسیم فرما دیا، حتیٰ کہ اپنے لیے ایک درہم بھی نہ رکھا۔ آپ ﷺ کی نظر مال پر نہیں بلکہ اس کے بانٹنے پر تھی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ایسے مال پرستوں کے متعلق ارشاد فرمایا:

الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ﴿٢﴾ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ﴿٣﴾

ترجمہ کنز الایمان: جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا۔ کیا یہ سمجھتا ہے کہ

اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا۔

(سورہ الھمزہ 2,3)

جعلی نبوت کا پول

ریاست جونا گڑھ سے پچاس روپے کا آنا کوئی معجزہ نہیں تھا بلکہ مرزا قادیانی کی جانب سے کتاب (براہین احمدیہ) کی فروخت اور امداد کے لیے کی جانے والی مسلسل مہم کا نتیجہ تھا۔

مرزا قادیانی نے پچاس روپے کے آنے کو والحمدللہ علیٰ ذالک کہہ کر یوں بیان کیا جیسے (نعوذ باللہ) حق و باطل کا فیصلہ ان روپوں کی وصولی پر منحصر تھا۔

ایک ہزار روپے کے خواب کو انیس حصے جھوٹ قرار دے کر پچاس روپے کی وصولی کو اپنی صداقت بنانا صرف مرزا قادیانی جیسے ذہن کا ہی کام ہوسکتا ہے، جو ہر معمولی اتفاق کو اپنی جھوٹی نبوت کی تائید میں استعمال کرنے کا ماہر تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا تذکرہ دراصل اس کے روپوں کا رجسٹر ہے، جہاں اس نے اللہ کے نام پر آنے والے چندے کو الہام کا لبادہ اوڑھا کر اپنی دنیا بنائی۔

روپوں کی دعا

1882ء: کچھ عرصہ گذرا ہے کہ ایک دفعہ سخت ضرورت روپیہ کی پیش آئی۔ جس ضرورت کا ہمارے اس جگہ کے آریہ ہم نشینوں کو بخوبی علم تھا....... اِس لئے بلا اختیار دل میں اس خواہش نے جوش مارا کہ مشکل کشائی کے لئے حضرت ِ احدیت میں دعا کی جائے۔ تا اس دعا کی قبولیت سے ایک تو اپنی مشکل حل ہوجائے۔ اور دوسرے مخالفین کے لئے تائید الٰہی کا نشان پیدا ہو۔ ایسا نشان کہ اس کی سچائی پر وہ

لوگ گواہ ہو جائیں۔سو اُسی دن دعا کی گئی اور خدائے تعالیٰ سے یہ مانگا گیا کہ وہ نشان کے طور پر مالی مدد سے اطلاع بخشے۔تب یہ الہام ہوا:۔

دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں۔ اَلَآ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ۔ فِیۡ شَآئِلٍ مِّقۡیَاسٍ۔

دن وِل یُو گو ٹو امرت سر۔ Then will you go to Amirtsar

یعنی دس دن کے بعد روپیہ آئے گا۔خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے لئے اونٹنی دُم اُٹھاتی ہے۔تب اس کا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے۔ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہے۔اور پھر انگریزی فقرہ میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم امرت سر بھی جاؤ گے۔

تو جیسا اس پیش گوئی میں فرمایا تھا ایسا ہی ہندوؤں یعنی آریوں مذکورہ بالا کے روبرو وقوع میں آیا۔یعنی حسب منشاء پیش گوئی دس دن تک ایک خرمہرہ نہ آیا۔اور دس دن کے بعد یعنی گیارھویں روز محمد افضل خان صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی نے ایک سو دس روپیہ بھیجے۔اور بیست روپیہ ایک اور جگہ سے آئے۔اور پھر برابر روپیہ آنے کا سلسلہ ایسا جاری ہوگیا۔جس کی امید نہ تھی۔اور اُسی روز کہ جب دس دن کے گذرنے کے بعد محمد افضل خان صاحب

وغیرہ کا روپیہ آیا۔امرت سر بھی جانا پڑا۔کیونکہ عدالت خفیفہ امرت سر

سے ایک شہادت کے ادا کرنے کے لئے اس عاجز کے نام اُسی روز ایک سمن آ گیا۔

(تذکرہ صفحہ 48،47)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کے مالیاتی مفادات اور مذہبی لبادے میں چھپی پیسہ بٹورنے کی نفسیات کا ایک اور شرمناک نمونہ ہے۔ اس حوالے میں مرزا قادیانی نے نہ صرف اللہ کی تائید کو روپوں سے مشروط کیا، بلکہ الہام کے نام پر ایک ایسی کھچڑی تیار کی جس میں عربی، فارسی اور ٹوٹی پھوٹی انگریزی کا ملغوبہ بنا کر اپنی جہالت اور دنیا پرستی دونوں کا ثبوت دیا۔

مشکل کشائی کے لیے روپوں کی مانگ

مرزا قادیانی کا یہ اعتراف کہ اسے سخت ضرورت روپیہ کی پیش آئی اور اس نے اس کے لیے دعا کی، ایک مدعیِ نبوت کے مقام سے گری ہوئی بات ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام علیہم السلام جب دعا کرتے تھے تو وہ امت کی ہدایت، مغفرت اور اللہ کی رضا کے لیے ہوتی تھی۔ مرزا قادیانی کی نظر ہمیشہ اپنی جیب اور مریدوں کے مال پر رہتی تھی۔

اونٹنی کے بچہ جننے سے تشبیہ (بے ہودہ استعارہ)

مرزا قادیانی نے الہام کے نام پر جو الفاظ استعمال کیے جیسے جب جلنے کے لئے اونٹنی دُم اُٹھاتی ہے، یہ ایک انتہائی سوقیانہ اور بھونڈا استعارہ ہے۔ ایک طرف تو وہ خود کو مریم کہہ کر حمل کے استعارے استعمال کرتا ہے اور دوسری طرف اللہ کی مدد کو اونٹنی کے بچہ جلنے کی کیفیت سے تشبیہ دے رہا ہے۔ وحیِ الٰہی کا اسلوب نہایت باوقار اور مقدس ہوتا ہے، جبکہ مرزا قادیانی کی یہ زبان اس کے ذہنی خلفشار کی عکاسی کرتی ہے۔

ٹوٹی پھوٹی انگریزی: الہام یا مذاق؟

Then will you go to Amirtsar جیسے فقرے کو الہام قرار دینا اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہے۔ جس اللہ نے عربی مبین میں قرآن نازل کیا، کیا وہ (نعوذ باللہ) ایسی ٹوٹی پھوٹی اور غلط انگریزی بولتا ہے؟ یہ محض مرزا قادیانی کی انگریز نوازی اور مرعوبیت کا نتیجہ تھا کہ وہ اپنے نفسیاتی خیالات کو انگریزی الہام کا نام دے کر لوگوں کو مرعوب کرنا چاہتا تھا۔

سچے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معیارِ غنا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں کئی بار ایسی صورتحال آئی جب گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ مجھے روپیہ ملے گا تو یہ میری سچائی کا نشان ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو مال کو فتنہ قرار دیا تھا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ

ترجمہ کنزالایمان: اور اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کے لیے دی ہے جتنی دنیا کی تازگی کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور سب سے دیرپا ہے۔

(سورہ طٰہٰ:131)

جعلی مسیحیت کا پول

عدالت سے سمن کا آنا ایک قانونی عمل ہے، اسے الہام کی سچائی بنا کر پیش کرنا بیوقوفی

کی انتہا ہے۔

مرزا قادیانی کے لیے ایک سو دس روپے کا آنا اتنا بڑا واقعہ تھا کہ اس نے اسے موج دکھانا قرار دیا۔جس شخص کی موج محض چند روپوں تک محدود ہو، وہ کائنات کے لیے ہادی اور مسیح کیسے ہوسکتا ہے؟

مرزا قادیانی کی پوری کوشش یہ تھی کہ کسی طرح ہندوؤں اور آریوں کے سامنے یہ ثابت کرے کہ میں دعا کرتا ہوں تو پیسے ملتے ہیں۔ یہ نبوت نہیں بلکہ ایک قسم کی روحانی شعبدہ بازی ہے جس کا مقصد مالی منفعت حاصل کرنا تھا۔

مرزا قادیانی کا یہ نشان دراصل اس کے لالچ کا اشتہار ہے، جہاں وہ اللہ کی مدد کو اونٹنی کی دم اٹھانے اور روپے آنے سے تعبیر کر رہا ہے۔ یہ تحریر ثابت کرتی ہے کہ مرزا قادیانی کا دین صرف دنیا کمانے کا ایک ذریعہ تھا۔

دس روپے کا الہامی ڈاک خانہ

1882ء: ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ

آج حاجی ارباب محمد لشکر خاں کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے

یہ پیش گوئی بھی بدستورِ معمول اُسی وقت چند آریوں کو بتلائی گئی اور یہ قرار پایا کہ اُنہیں میں سے ڈاک کے وقت کوئی ڈاک خانہ میں جاوے۔ چنانچہ ایک آریہ ملاوامَل نامی اُس وقت ڈاک خانہ میں گیا اور یہ خبر لایا کہ ہوتی مردان سے دس عہ روپے آئے ہیں۔اور ایک خط لایا جس میں لکھا تھا کہ یہ دس عہ روپیہ ارباب سرور خاں نے بھیجے ہیں۔ چونکہ ارباب کے لفظ سے اتحادِ قومی مفہوم ہوتا تھا۔اس لئے اُن آریوں کو کہا گیا کہ ارباب میں دونوں صاحبوں کی شراکت ہونا پیش گوئی کی

صداقت کے لئے کافی ہے۔مگر بعض نے اُن میں سے اس بات کو قبول نہ کیا۔اور کہا کہ اتحادِ قومی شے دیگر ہے اور قرابت شے دیگر۔اور اس انکار پر بہت ضد کی۔ناچاران کے اصرار پر خط لکھنا پڑا۔اور وہاں سے یعنی ہوتی مردان سے کئی روز کے بعد ایک دوست منشی الٰہی بخش نامی نے جو اُن دنوں ہوتی مردان میں اکونٹنٹ تھے خط کے جواب میں لکھا کہ ارباب سرور خاں ارباب محمد لشکر خاں کا بیٹا ہے۔چنانچہ اُس خط کے آنے پر سب مخالفین لاجواب اور عاجز رہ گئے۔ فالحمدللّٰہ علی ذالک۔

(تذکرہ صفحہ 50)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کے پست ذہنی معیار اور رمالی مسیحیت کے ڈھونگ کا ایک اور واضح ثبوت ہے۔اس حوالے میں مرزا قادیانی نے دس روپے کی حقیر رقم کے گرد جو داستان بُنی ہے، وہ کسی عظیم المرتبت نبی کی شان نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کی عکاسی کرتی ہے جو کوڑی کوڑی کا حساب رکھ کر اسے غیب کی خبر بنا کر بیچتا ہے۔

دس روپے کا عالمی نشان

غور کیجیے کہ ایک شخص نبوت اور مسیحیت جیسے عظیم منصب کا دعویٰ کر رہا ہے، لیکن اس کے الہامات کا مرکز کیا ہے؟ صرف دس روپے۔سچے انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی وہ خبریں دیں جن سے انسانیت کی تقدیر بدل گئی، مگر مرزا قادیانی کی پوری روحانیت ہوتی مردان سے آنے والے دس روپوں میں قید ہو کر رہ گئی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا مقصد صرف مریدوں کی جیبوں پر نظر رکھنا تھا۔

ارباب اور بیٹا کی منطقی الجھن

جب مرزا قادیانی کا الہام (قرابتی کا روپیہ) ظاہری طور پر غلط ثابت ہوا اور بھیجنے والا ارباب سرور خان نکلا، تو مرزا نے اپنی جھوٹی ساکھ بچانے کے لیے پہلے اتحادِ قومی (ایک ہی قوم ہونا) کی لنگڑی تاویل پیش کی۔ جب آریوں نے اس دھوکے کو نہ مانا، تو خط وکتابت کا لمبا چکر چلا کر اسے بیٹا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ ایک سچا نبی اپنے معجزے کے لیے ڈاکیا نہیں دوڑاتا اور نہ ہی اسے ثابت کرنے کے لیے منشیوں کے خطوط کا محتاج ہونا پڑتا ہے۔

آریوں کے سامنے تماشہ اور شک وشبہ

مرزا قادیانی کا ہر الہام پہلے آریوں کو سنانا اور پھر انہیں ڈاک خانے بھیجنا ظاہر کرتا ہے کہ اسے خود اپنے اوپر بھروسہ نہیں تھا، یا وہ ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی (Planning) کے تحت یہ سب کرتا تھا۔ سچے نبی ﷺ کے معجزات مکہ کے کافروں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے، ان کے لیے کسی اکاؤنٹنٹ کی گواہی کی ضرورت نہیں پڑی۔

قرآنِ مجید اور سچے نبی کا وصفِ استغنا

قرآن کریم نے واضح کر دیا ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو لوگوں سے کہتا ہے کہ میرا اجر تمہارے ذمے نہیں، بلکہ اللہ کے ذمے ہے۔ مرزا قادیانی نے اس کے برعکس اجر (روپے) کو ہی اپنی صداقت کا معیار بنا لیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُل لَّآ أَقُولُ لَكُمۡ عِندِي خَزَآئِنُ ٱللَّهِ وَلَآ أَعۡلَمُ
ٱلۡغَيۡبَ وَلَآ أَقُولُ لَكُمۡ إِنِّي مَلَكٌۖ إِنۡ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا
يُوحَىٰٓ إِلَيَّ

ترجمہ کنزالایمان: تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے۔

(سورہ الانعام:50)

جعلی نبوت کا پول

مرزا قادیانی کے لیے دس روپے کا آنا اتنا بڑا معجزہ تھا کہ اس نے فالحمدللہ علیٰ ذالک کہہ کر شکر ادا کیا۔ جس کی نظر دوسروں کے مال پر ہو، وہ اللہ کا فرستادہ نہیں ہوسکتا۔

اگر الہام واضح تھا تو بھیجنے والے کا نام کیوں نہ بتایا گیا؟ قرابتی جیسا مبہم لفظ اس لیے استعمال کیا گیا تاکہ اگر باپ نہ ہو تو بھائی، بھائی نہ ہو تو بیٹا، اور کچھ نہ ملے تو اتحادِ قومی کا سہارا لیا جا سکے۔

مرزا قادیانی کی صداقت کا دارومدار منشیوں اور اکاؤنٹنٹ کے خطوط پر تھا، جبکہ اللہ کے سچے نبیوں کی صداقت پر کائنات کی ہر شے گواہی دیتی ہے۔

مرزا قادیانی کا یہ تذکرہ دراصل ایک مالیاتی رجسٹر ہے جہاں وہ اپنے چندوں کو وحی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔ اس کی جعلی مسیحیت کا مدار صرف اس بات پر تھا کہ کسی طرح روپیہ آتا رہے اور اسے وہ نشان قرار دیتا رہے۔

پینتالیس روپے کی وحی اور منی آرڈر مسیحیت

ایک دفعہ اپریل 1883ء میں صبح کے وقت بیداری ہی میں جہلم سے روپیہ روانہ ہونے کی اطلاع دی گئی۔ اور......اُس روپیہ کے روانہ ہونے کے بارہ میں جہلم سے کوئی خط نہیں آیا تھا......اور ابھی

پانچ روز نہیں گذرے تھے جو پینتالیس روپیہ کا منی آرڈر جہلم سے آگیا۔ اور جب حساب کیا گیا تو ٹھیک اُسی دن منی آرڈر روانہ ہوا تھا جس دن خداوند عالم الغیب نے اُس کے روانہ ہونے کی خبر دی تھی۔

(تذکرہ صفحہ 53)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کے مالیاتی مفادات پر مبنی نام نہاد الہامات کا ایک اور شاخسانہ ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب وہ اپنی کتابوں کی تشہیر اور مریدوں سے رابطے میں تھا، جہلم سے چند روپوں کے آنے کو عالم الغیب کی خبر قرار دینا محض ایک مادی چال ہے تاکہ سادہ لوح مریدوں کو یہ باور کرایا جا سکے کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ مرزا کے منی آرڈرز کی نگرانی کر رہا ہے۔

جہلم سے روپیہ اور مادی نبوت

مرزا قادیانی کے اکثر الہامات کا مرکز پنجاب کے مختلف شہروں سے آنے والا چندہ ہی رہا ہے۔ 45 روپے کی رقم کے لیے بیداری میں اطلاع کا دعویٰ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی توجہ ہمہ وقت اس مادی دنیا اور ڈاک خانے کے نظام پر لگی رہتی تھی۔ سچے انبیاء کی وحی کائنات کے عظیم اسرار اور انسانیت کی فلاح کے لیے ہوتی تھی، جبکہ مرزا کی وحی کا مرکز صرف منی آرڈر کی رقم ہوتی تھی۔

سچے انبیاء اور مال کی حقیقت

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ جو لوگ اللہ کی آیتوں کے بدلے دنیاوی مال سمیٹتے ہیں، ان کا انجام کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے ہر مالی فائدے کو نشان بنا کر پیش کیا، جو کہ سراسر گمراہی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی کتاب اور اسکے بدلے ذلیل قیمت لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں۔

(سورہ البقرہ:174)

جعلی مسیحیت کا پول

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ حساب کیا گیا تو ٹھیک ٹھیک اسی دن روانہ ہوا تھا، ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی معلوم ہوتی ہے۔ مریدوں سے خط وکتابت کے ذریعے اسے معلوم ہوتا تھا کہ کون کب پیسے بھیج رہا ہے، اور پھر اسے الہام کا لبادہ پہنا دیا جاتا تھا۔

کائنات کا خالق، جس کے قبضے میں زمین و آسمان کے خزانے ہیں، کیا وہ (نعوذ باللہ) ایک جھوٹے مدعی کو 45 روپے کی اطلاع دینے کے لیے فرشتے بھیجتا تھا؟ یہ تصور ہی توہین باری تعالیٰ ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تذکرہ کو الہامات کے بجائے اکاؤنٹ بک بنا دیا ہے، جہاں ہر شہر سے آنے والے روپوں کا اندراج بطور معجزہ کیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس شخص کی نظر جہلم کے منی آرڈر اور اس کی تاریخ پر ہو، وہ مسیحِ موعود نہیں بلکہ ایک دنیا دار تاجر ہے جو دین کے نام پر کاروبار کر رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس فقر کو فخر قرار دیا، مرزا قادیانی نے اس کے مقابلے میں منی آرڈر کی وصولی کو اپنی سچائی کا نشان بنا کر اپنی جعلی نبوت کو خود ہی بے نقاب کر دیا۔

نوابوں کے نذرانے اور الہامی چندہ مہم

1883 یا اس سے قبل: کچھ عرصہ ہوا ہے کہ خواب میں دیکھا تھا کہ حیدرآباد سے نواب اقبال الدولہ صاحب کی طرف سے خط آیا ہے اور اس میں کسی قدر روپیہ دینے کا وعدہ لکھا ہے.....پھر تھوڑے دنوں کے بعد حیدرآباد سے خط آ گیا۔ اور نواب صاحب موصوف نے سو روپیہ بھیجا۔

(تذکرہ صفحہ 56)

مرزا قادیانی کی مالی ہوس کا یہ ایک اور نمونہ ہے، جہاں وہ بڑے نوابوں اور جاگیرداروں سے ملنے والے روپوں کو خواب اور نشان کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ یہ طرزِ عمل کسی اللہ والے کا نہیں بلکہ ایک ایسی شخصیت کا ہے جس کی نظریں معاشرے کے مالدار طبقے پر لگی رہتی تھیں تاکہ ان کے نذرانوں سے اپنی جھوٹی مسیحیت کا کاروبار چلایا جا سکے۔

نوابوں کے نام اور روپوں کا خواب

مرزا قادیانی کا خواب میں نواب اقبال الدولہ کو دیکھنا اور ان سے روپیہ مانگنا یا ان کے وعدے کا تذکرہ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ مرزا کی سوچ کا مرکز غریبوں کی فلاح یا دین کی اشاعت نہیں، بلکہ شاہانہ درباروں سے وابستہ مفادات تھے۔ ایک سچے مصلح کی فکر امت کی اصلاح ہوتی ہے، جبکہ مرزا کی فکر یہ تھی کہ کس نواب سے کتنے سو روپے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

سچے انبیاء اور دنیاوی اعزازات

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ انبیاء کرام علیھم السلام نے کبھی دنیاوی عہدوں یا مالداروں کے مال کی تمنا نہیں کی۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو تحائف بھیجے گئے تو انہوں نے فرمایا کہ جو اللہ نے مجھے دیا ہے وہ تمہارے تحائف سے بہتر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب وہ سلیمان کے پاس آیا فرمایا کیا مال سے میری مدد کرتے ہو تو جو مجھے اللہ نے دیا وہ بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا بلکہ تمہیں اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو۔

(سورہ النمل:36)

جعلی نبوت اور سو روپے کی حقیقت

مرزا قادیانی کا نواب صاحب سے سو روپے وصول کرنا اور اسے اپنی صداقت کا معیار بنانا ثابت کرتا ہے کہ اس کے نزدیک دین صرف ایک ذریعہ تھا جس سے وہ صاحبِ ثروت لوگوں کو متاثر کر کے مال بٹورنا چاہتا تھا۔

مرزا قادیانی کی جانب سے نوابوں کو خطوط لکھنا اور امداد کی اپیلیں کرنا ایک معلوم حقیقت ہے۔ان خطوط کے جواب میں آنے والے مال کو خواب کی تعبیر قرار دینا محض ایک شعبدہ بازی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام (حقیقی مسیح) نے کبھی کسی نواب یا بادشاہ سے مال طلب نہیں کیا، بلکہ انہوں نے فقر اور زہد کی زندگی گزاری۔اس کے برعکس مرزا قادیانی کے نشانات صرف نوابوں کے بھیجے ہوئے سو سو روپوں تک محدود تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تذکرہ کو ایک ایسی فہرست میں بدل دیا ہے جہاں وہ ہر اس شخص کا نام فخر سے لکھتا ہے جس نے اسے پیسے بھیجے۔جس شخص کی روحانیت نوابوں کے سو روپے کی محتاج ہو، وہ پوری کائنات کے لیے ہدایت کا سرچشمہ کیسے

بن سکتا ہے؟

اکیس روپے کی وحی اور غیب دانی کا ڈھونگ

6 ستمبر 1883ء: بتاریخ 6 ستمبر 1883ء روز پنج شنبہ خداوند کریم نے عین ضرورت کے وقت میں اس عاجز کی تسلی کے لئے اپنے کلامِ مبارک کے ذریعہ یہ بشارت دی کہ

بست و یک روپیہ آنے والے ہیں۔

کیونکہ اس بشارت میں ایک عجیب بات یہ تھی کہ آنے والے روپیہ کی تعداد سے اطلاع دی گئی۔ اور کسی خاص تعداد سے مطلع کرنا ذاتِ غیب دان کا خاصہ ہے کسی اور کا کام نہیں ہے۔ دوسری عجیب برعجیب یہ بات تھی کہ یہ تعداد غیر معہود طرز پر تھی۔ کیونکہ قیمت مقررہ کتاب سے اس تعداد کا کچھ تعلق نہیں۔ پس انہیں عجائبات کی وجہ سے یہ الہام قبل از وقوع بعض آریوں کو بتلایا گیا۔

(تذکرہ صفحہ 96)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کی ذہنی پستی اور مادی غرض و غایت کا ایک اور شاہکار ہے۔ ایک شخص جو کلامِ مبارک (وحی) کا دعویٰ کر رہا ہے، وہ باری تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کو (نعوذ باللہ) محض (بست و یک) 21 روپے کی گنتی گنوانے کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ یہ نہ صرف توہین رسالت ہے بلکہ توہین باری تعالیٰ بھی ہے۔

21 روپے کا عجیب نشان

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ 21 روپے کی تعداد بتانا ذاتِ غیب دان کا خاصہ ہے، اس کی جہالت پر مہرِ تصدیق ثبت کرتا ہے۔ کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے پاس کائنات کے

اسرار ختم ہو گئے تھے کہ وہ ایک مدعی کو یہ بتانے کے لیے وحی بھیجتا کہ اکیس روپے آنے والے ہیں؟ سچے انبیاء کو اللہ نے غیب کی وہ خبریں دیں جن سے کفر و شرک کی بنیادیں ہل گئیں، جبکہ مرزا کی وحی کا سارا زور چند روپوں کے گرد گھومتا رہا۔

غیر معہود طرز کا بہانہ

مرزا قادیانی نے 21 روپے کو غیر معہود (غیر معمولی) قرار دے کر اسے معجزہ بنانے کی کوشش کی کیونکہ کتاب کی قیمت اس سے مختلف تھی۔ یہ ایک ایسی لنگڑی تاویل ہے جو کسی بھی چندہ خور کے لیے فٹ بیٹھ سکتی ہے۔ کیا پتا کسی مرید نے کتاب کی قیمت کے ساتھ کچھ اضافی رقم (صدقہ یا ہدیہ) شامل کر دی ہو؟ اسے عجائبات میں شمار کرنا عقلِ سلیم کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔

سچے نبی ﷺ کی شانِ استغنا اور قرآنی حکم

سچے انبیاء علیہم السلام نے مال کی تعداد گننے کو کبھی معجزہ نہیں سمجھا، بلکہ اسے فتنے سے تعبیر کیا۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے مال جمع کرنے اور اسے گننے والوں کی مذمت فرمائی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۙ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ

ترجمہ کنزالایمان: جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا۔ کیا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا۔

(سورہ الھمزہ: 2,3)

جعلی مسیحیت کا پول

مرزا قادیانی کا ہر مادی بات کو پہلے آریوں کو بتانا ظاہر کرتا ہے کہ وہ ایک مخصوص

نفسیاتی دباؤ کے تحت یہ کام کرتا تھا تاکہ کسی طرح اپنی جھوٹی کرامتوں کا سکہ بٹھا سکے۔

کسی مرید کا روپیہ بھیجنا ایک مادی عمل ہے۔ اسے الہام قرار دینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی دکاندار کہے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ کل پانچ گاہک آئیں گے۔

جس شخص کی تسلی کے لیے اللہ کو (نعوذ باللہ) اکیس روپے کی بشارت دینی پڑے، اس کا اللہ پر توکل کتنا کمزور ہوگا؟ سچے انبیاء تو فاقوں میں بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتے تھے، انہیں روپوں کی گنتی سے تسلی نہیں ملتی تھی۔

مرزا قادیانی نے نبوت کے پاکیزہ تصور کو منی آرڈر اور چندے کی سطح پر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ یہ 21 روپے کا الہام ثابت کرتا ہے کہ اس کی جعلی مسیحیت کی عمارت صرف اور صرف مادی مفادات پر کھڑی تھی۔

منی آرڈر کی گنتی اور ایک روپے کا ایمان

10 ستمبر 1883ء: پھر 10 ستمبر 1883ء کو تاکیدی طور پر سہ بارہ الہام ہوا کہ

بست و یک روپیہ آئے ہیں

جس الہام سے سمجھا گیا کہ آج اس پیش گوئی کا ظہور ہو جائے گا۔ چنانچہ ابھی الہام پر شاید تین منٹ سے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا ہوگا کہ ایک شخص وزیر سنگھ نامی بیمار دار آیا اور اُس نے آتے ہی ایک روپیہ نذر کیا۔ ہر چند علاج معالجہ اِس عاجز کا پیشہ نہیں اور اگر اتفاقاً کوئی بیمار آجاوے۔ تو اگر اُس کی دوا یاد ہو تو محض ثواب کی غرض سے لِلّٰہ فی اللہ دی جاتی ہے۔ لیکن وہ روپیہ اس سے لیا گیا۔ کیونکہ فی الفور خیال آیا۔ کہ یہ اُس پیش گوئی کی ایک جُز ہے۔ پھر بعد اس کے ڈاک خانہ میں

ایک اپنا معتبر بھیجا گیا اس خیال سے کہ شاید دوسری جُز بذریعہ ڈاک خانہ پوری ہو۔ ڈاک خانہ سے ڈاک منشی نے جو ایک ہندو ہے جواب میں یہ کہا کہ میرے پاس صرف ایک منی آرڈر پانچ روپیہ کا جس کے ساتھ ایک کارڈ بھی نتھی ہے۔ ڈیرہ غازیخاں سے آیا ہے سو ابھی تک میرے پاس روپیہ موجود نہیں۔ جب آئے گا تو دوں گا۔ اس خبر کے سننے سے سخت حیرانی ہوئی۔ اور وہ اضطراب پیش آیا۔ جو بیان نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ یہ عاجز اسی تردّد میں سر بزانو تھا اور اِس تصوّر میں تھا کہ پانچ اور ایک مل چھ ہوئے۔ اب اکیس کیونکر ہوں گے، یا الٰہی یہ کیا ہوا۔ سو اسی استغراق میں تھا کہ یک دفعہ یہ الہام ہوا:۔

بست و یک آئے ہیں۔ اِس میں شک نہیں

اس الہام پر دو پہر نہیں گذرے ہوں گے کہ اسی روز ایک آریہ کہ جو ڈاک منشی کے پہلے بیان کی خبر سن چکا تھا ڈاک خانہ میں گیا اور اس کو ڈاک منشی نے کسی بات کی تقریب سے خبر دی کہ دراصل بست روپے آئے ہیں اور پہلے یونہی منہ سے نکل گیا تھا جو میں نے پانچ روپیہ کہہ دیا۔ چنانچہ وہی آریہ بیس روپیہ معہ ایک کارڈ کے جو منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کی طرف سے تھا لے آیا اور معلوم ہوا کہ وہ کارڈ بھی منی آرڈر کے کاغذ سے نتھی نہ تھا اور نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ روپیہ آیا ہوا تھا اور نیز منشی الٰہی بخش صاحب کی تحریر سے جو بحوالہ ڈاکخانہ کی رسید کے تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ منی آرڈر 6 ر ستمبر 1883ء کو یعنی اُسی روز جب الہام ہوا۔ قادیان میں پہنچ گیا تھا۔ پس ڈاک منشی کا سارا املا انشاء غلط نکلا

اور حضرتِ عالم الغیب کا سارا بیان صحیح ثابت ہوا۔ پس اس مبارک دن کی یاد داشت کے لئے ایک روپیہ کی شیرینی لے کر بعض آریوں کو بھی دی گئی۔ فالحمدللہ علی آلائہٖ ونعمائہٖ ظاهرها و باطنها۔"

(تذکرہ صفحہ 96)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کی مادی ذہنیت اور چندہ بردار نبوت کی ایسی مثال ہے جس پر ہنسی بھی آتی ہے اور افسوس بھی۔ ایک شخص جو کائنات کے سربستہ رازوں کا امین ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، وہ ایک ایک روپے کے لیے ڈاک خانے کے منشیوں کے بیان پر کبھی سخت حیران ہو رہا ہے اور کبھی اضطراب کا شکار ہو کر سر جھکائے (سر بزانو) بیٹھا ہے۔ یہ کسی نبی کی شان نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کی تصویر ہے جس کی کل کائنات مریدوں کی جیبوں سے نکلنے والے روپے ہیں۔

تین منٹ میں نذرانہ وصولی

مرزا قادیانی نے لکھا کہ الہام کے تین منٹ بعد ایک بیمار (وزیر سنگھ) آیا اور اس نے ایک روپیہ نذر کیا۔ مرزا کا اعتراف کہ وہ روپیہ اس سے لیا گیا ثابت کرتا ہے کہ اسے ثواب کی کوئی فکر نہیں تھی، بلکہ اس کی نظر صرف اس بات پر تھی کہ کسی طرح اس کے الہام کی گنتی (21 روپے) پوری ہو جائے۔ ایک سچا مصلح تو بیماروں کی مفت خدمت کرتا ہے، مگر مرزا نے بیمار سے بھی نذرانہ لینے کو اپنی نبوت کی جز قرار دیا۔

ڈاک خانے کے منشی پر اضطرابِ نبوت کا دارومدار

جب ڈاک منشی نے 5 روپے کا کہا، تو مرزا قادیانی پر وہ اضطراب طاری ہوا جو بیان سے باہر ہے۔ ذرا سوچیے! جس کے پاس (بقول اس کے) عرش کا خدا کلام کر رہا ہو، وہ

ایک معمولی ہندو منشی کی بات پر اتنا پریشان ہو جائے کہ یا الٰہی یہ کیا ہوا کے نعرے مارنے لگے؟ کیا سچے نبیوں کا توکل اتنا کمزور ہوتا ہے؟ یہ اضطراب ثابت کرتا ہے کہ مرزا کو خود اپنے الہام پر یقین نہیں تھا اور اس کا سارا دارومدار ڈاک خانے کی رسیدوں پر تھا۔

حساب کتاب اور شیرینی کی تقسیم

مرزا قادیانی نے 20 روپے (منی آرڈر) اور 1 روپیہ (بیمار کی نذر) کو ملا کر 21 کا ہندسہ پورا کیا اور اس عظیم الشان معجزے کی خوشی میں ایک روپے کی مٹھائی بانٹی۔ یہ منظر کسی گلی کے مداری کا تو ہو سکتا ہے، کسی پیغمبر کا نہیں۔ کائنات کا خالق 21 روپے کی گنتی پوری کرنے کے لیے (نعوذ باللہ) فرشتے نہیں بھیجتا۔

سچے نبی ﷺ کا استغنا اور قرآنی معیار

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ اللہ کی تائید مال کے ڈھیروں سے نہیں بلکہ تقویٰ اور نصرتِ الٰہی سے ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی نے اللہ کے دین کو حساب دان پٹواریوں اور ڈاک منشیوں کا کھیل بنا دیا تھا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ ﴿٥٥﴾
نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَل لَّا يَشْعُرُونَ ﴿٥٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیٹوں سے۔ یہ جلد جلد ان کو بھلائیاں دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں۔

(سورہ المؤمنون:55,56)

جعلی مسیحیت کا خلاصہ

مرزا قادیانی کے نزدیک اللہ کی سچائی کا واحد ثبوت یہ تھا کہ روپے پورے آجائیں۔ اگر 21 کے بجائے 20 رہ جاتے تو اس کی پوری نبوت خطرے میں پڑ جاتی۔

مرزا قادیانی کے اکثر مالیاتی معجزات منشی الٰہی بخش (اکاؤنٹنٹ) کے گرد گھومتے ہیں۔ یہ کوئی غیب کی خبر نہیں تھی بلکہ مریدوں کی طرف سے بھیجے گئے چندوں کا ایک طے شدہ سلسلہ تھا۔

اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب کہہ کر اسے منی آرڈر کی رسیدوں کی تصدیق کے لیے پیش کرنا مرزا کی ذہنی کجی کی انتہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس شخص کی مبارک دن کی یاد داشت ایک روپے کی شیرینی اور ڈاک خانے کے منشی کی غلطی درست ہونے پر مبنی ہو، وہ کائنات کا ہادی نہیں بلکہ ایک ادنیٰ درجے کا مادی مفاد پرست ہے۔ مرزا قادیانی نے ثابت کر دیا کہ اس کی مسیحیت کا قبلہ ڈاک خانہ اور معبود روپیہ تھا۔

جنگل میں پچاس روپے کی دعا

3 جنوری 1884ء: (الف) آپ کے مبلغ پچاس روپیہ عین ضرورت کے وقت پہنچے۔ بعض آدمیوں کے بیوقوف تقاضا سے بالفعل پچاس روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔ دُعاء کے لئے یہ الہام ہوا۔

بحسن قبولی دعاء بنگر کہ چہ زود دُعاء قبُول میکنم

3 جنوری 1884ء کو یہ الہام ہوا۔ 6 تاریخ کو آپ کا روپیہ آگیا۔ والحمدللہ علیٰ ذالک۔

(ب) ایک دفعہ ہمیں اتفاقاً پچاس روپیہ کی ضرورت پیش آئی۔اور جیسا کہ اہل فقر اور توکل پر کبھی کبھی ایسی حالت گذرتی ہے۔اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا سو جب ہم صبح کے وقت سیر کے واسطے گئے۔تو اس ضرورت کے خیال نے ہم کو یہ جوش دیا کہ اس جنگل میں دُعا کریں۔پس ہم نے ایک پوشیدہ جگہ میں جا کر اس نہر کے کنارہ پر دُعا کی جو قادیان سے تین میل کے فاصلہ پر بٹالہ کی طرف واقع ہے۔ جب ہم دُعا کر چکے تو دعا کے ساتھ ہی ایک الہام ہوا۔جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں

تب ہم خوش ہو کر قادیان کی طرف واپس آئے۔اور بازار کا رُخ کیا تا کہ ڈاکخانہ سے دریافت کریں کہ آج ہمارے نام کچھ روپیہ آیا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ہمیں ایک خط ملا۔جس میں لکھا تھا کہ پچاس روپیہ لدھیانہ سے کسی نے روانہ کئے ہیں۔ اور غالباً وہ روپیہ اُسی دن یا دوسرے دن ہمیں مل گیا۔

(تذکرہ صفحہ 103،104)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کی مادی ضروریات اور الہامی دعوؤں کے درمیان موجود گہرے تعلق کو واضح کرتی ہے۔جہاں انبیاء کرام علیھم السلام کی دعائیں اللہ کی رضا اور امت کی ہدایت کے لیے ہوتی تھیں، مرزا کی تڑپ اور جنگل میں جائی جانے والی آہیں صرف پچاس روپے کی وصولی کے گرد گھومتی نظر آتی ہیں۔

بیوقوفوں کے تقاضے اور الہامی پناہ

مرزا قادیانی کا یہ اعتراف کہ بعض آدمیوں کے بیوقوف تقاضا سے پچاس روپیہ کی سخت ضرورت تھی ثابت کرتا ہے کہ وہ مالی معاملات میں لوگوں کا مقروض یا ان کے دباؤ میں رہتا تھا۔ ایک مدعیِ نبوت کا لوگوں کے تقاضوں سے بچنے کے لیے الہام کا سہارا لینا اس کی بے بسی اور دنیا پرستی کو ظاہر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام لوگوں کے قرض اتارنے یا تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے بنگر (دیکھ) جیسے الفاظ کے ساتھ نازل نہیں ہوتا۔

نہر کا کنارہ اور مادی آہ و بکا

مرزا قادیانی نے پچاس روپے کے لیے قادیان سے تین میل دور نہر کے کنارے جا کر جو دعا کی، اسے اہلِ فقر اور توکل کی حالت قرار دینا فقر و توکل کی توہین ہے۔ اہل اللہ کا توکل یہ ہوتا ہے کہ وہ دنیا کی پرواہ نہیں کرتے، جبکہ مرزا کا توکل پچاس روپے کے لیے اسے جنگل جنگل دوڑا رہا تھا۔ سچے نبی ﷺ کا فقر تو یہ تھا کہ سونے کے پہاڑ پیش کیے گئے مگر آپ ﷺ نے فاقوں کو ترجیح دی۔

ڈاک خانہ، مرزا کا اصل قبلہ

دعا کے فوراً بعد بازار کا رخ کرنا اور ڈاک خانے سے دریافت کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ مرزا کی نظریں آسمان کے بجائے ڈاک خانے کی کھڑکی پر لگی ہوئی تھیں۔ جس شخص کا پورا نظامِ وحی لدھیانہ کے خطوط اور منی آرڈرز پر چل رہا ہو، وہ پوری کائنات کے لیے مسیحِ موعود ہونے کا دعویٰ کیسے کرسکتا ہے؟

قرآنی معیار اور دنیا دار مدعی

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو دین کے نام پر دنیا سمیٹتے ہیں اور ان کے تضادات کو واضح کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ وَمَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِن نَّصِيبٍ

ترجمہ کنزالایمان: جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

(سورہ الشوریٰ:20)

جعلی مسیحیت کا خلاصہ

مرزا قادیانی کے لیے پچاس روپے کا مل جانا اتنا بڑا واقعہ تھا کہ اس نے اسے حسنِ قبولی (دعا کی بہترین قبولیت) قرار دیا۔ کیا اللہ کی قدرت صرف پچاس روپے تک محدود تھی؟

لدھیانہ سے کسی مرید کا روپیہ بھیجنا ایک معمول کی بات تھی جسے مرزا نے اپنی جادوئی دعا اور الہام بنا کر پیش کیا۔

ایک مصلحِ وقت کی دعائیں کفر و شرک کے خاتمے کے لیے ہوتی ہیں، نہ کہ بازار کے لین دین اور لوگوں کے تقاضوں کو نمٹانے کے لیے۔

مرزا قادیانی کا یہ تذکرہ دراصل ایک مالیاتی ڈائری ہے جس میں وہ ہر وصول ہونے والی رقم کو زبردستی معجزہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ حوالہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کا دین صرف دنیاوی غرض اور مالی فائدے کا نام تھا۔

پچاس روپے میں نجات کی بشارت اور مالیاتی دعا

مئی 1884ء: پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتاب کے معاون ہیں کسی اپنی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت پچاس روپیہ بھیجے اور جس روز یہ خواب آئی اس روز سے دو چار دن پہلے ان کی طرف سے دعا کے لئے الحاح ہو چکا تھا۔ مگر یہ عاجز نواب صاحب کے لئے مشغول تھا۔ اس لئے ان کے لئے دُعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا اور جس روز نواب صاحب کے لئے بشارت دی گئی تھی تو اس دن خیال کیا کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے توجہ سے دعا کریں سو بعد نماز عصر جب وقت صفا پایا اور دعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے سو اس وقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کی گئی۔ بعد دُعا اسی جگہ الہام ہوا۔

نُنَجِّیْهِمَا مِنَ الْغَمِّ

یعنی ہم دونوں کو غم سے نجات دیں گے.............پھر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آگیا کہ سرائے کا کام جاری ہو گیا ہے۔

(تذکرہ صفحہ 108)

مرزا قادیانی کا یہ بیان اس کے دعا کے کاروبار کو پوری طرح ننگا کر دیتا ہے۔ یہاں اللہ کے دین کی کوئی خدمت نہیں، بلکہ نوابوں اور اکاؤنٹنٹس سے ملنے والے روپوں کے بدلے میں الہامات کی فروخت کا ایک واضح منظر نظر آتا ہے۔

دعا کی ترجیحات اور روپوں کا اثر

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ منشی الٰہی بخش نے بطورِ خدمت پچاس روپے بھیجے اور پھر ان کے لیے دعا کی گئی، یہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا کی بارگاہ میں دعا کا استحقاق روپے پیسے سے وابستہ تھا۔ منشی صاحب کی مشکل پہلے سے موجود تھی، مگر مرزا نواب صاحب کے لیے مشغول تھا (کیونکہ نوابوں سے بڑے فوائد کی امید ہوتی ہے)۔ جب منشی کے پچاس روپے پہنچے، تب مرزا کو وقتِ صفا میسر آیا۔ یہ خالصتاً ایک تجارتی ذہن ہے جو زیادہ نفع دینے والے کلائنٹ کو ترجیح دیتا ہے۔

نُنَجِّیۡهِمَا اور قرآنی تحریف

مرزا قادیانی نے اپنی اس مالیاتی ڈیل کو مقدس رنگ دینے کے لیے قرآنی الفاظ میں تحریف کی۔ قرآنِ مجید میں حضرت یونس علیہ السلام کے واقعے میں لفظ نُنۡجِي (ہم نجات دیتے ہیں) آیا ہے، مگر مرزا نے اسے نُنَجِّیۡهِمَا (ہم ان دونوں کو نجات دیں گے) بنا کر نواب صاحب اور اکاؤنٹنٹ صاحب پر فٹ کر دیا۔ اللہ کا کلام کسی نواب کی سرائے کا کام شروع کروانے یا منشی کے پچاس روپے حلال کرنے کے لیے نازل نہیں ہوتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ وَنَجَّيۡنٰهُ مِنَ الۡغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـنۡجِي الۡمُؤۡمِنِيۡنَ

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور سے غم سے نجات بخشی اور ایسی ہی نجات دیں گے مسلمانوں کو۔

(سورہ الانبیاء:88)

مرزا قادیانی نے اس آفاقی بشارت کو صرف اپنے دو مالی معاونین تک محدود کر کے

قرآن کی توہین کی۔

جعلی مسیحیت کا پول

مرزا قادیانی کا انداز ایک پیشہ ور تعویذ گنڈے کرنے والے کا ہے جو رقم ملنے پر ہی توجہ دیتا ہے۔ سچے انبیاء کی دعائیں کسی مالی خدمت کی محتاج نہیں ہوتیں۔

نواب صاحب کی سرائے کا کام شروع ہو جانا ایک مادی اور انتظامی معاملہ تھا، اسے غم سے نجات اور الہام کی سچائی قرار دینا مضحکہ خیز ہے۔ کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ مرزا کو نوابوں کی تعمیراتی رپورٹیں دینے کے لیے الہام کرتا تھا؟

ایک طرف مرزا خود کو اہلِ فقر کہتا ہے اور دوسری طرف اس کی تمام تر دلچسپی نوابوں کے خطوط اور اکاؤنٹنٹ کے پچاس روپوں میں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دعا کو ایک ایسی پروڈکٹ (Product) بنا دیا تھا جس کی قیمت پچاس روپے یا نوابی تعلقات تھے۔ یہ حوالہ اس کی جعلی نبوت پر مہرِ تصدیق ثبت کرتا ہے کہ اس کا مقصد صرف اور صرف دنیاوی جاہ و جلال اور مال سمیٹنا تھا۔

گمشدہ رومال اور بیابان کی خجل خواری

1888ء (قریباً): ایک دفعہ ہمیں لدھیانہ سے پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا۔ روانہ ہونے سے پہلے الہام ہوا کہ

اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ ہمّ وغم پیش آئے گا

اس پیشگوئی کی خبر ہم نے اپنے ہمراہیوں کو دے دی۔ چنانچہ جبکہ ہم پٹیالہ سے واپس آنے لگے تو عصر کا وقت تھا۔ ایک جگہ ہم نے نماز پڑھنے کے لئے اپنا چوغہ اُتار کر سید محمد حسین خاں صاحب وزیر ریاست کے ایک نوکر کو دیا تاکہ وضو کریں۔ پھر جب نماز سے فارغ ہو کر ٹکٹ

لینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ جس رومال میں روپے باندھے ہوئے تھے وہ رومال گر گیا ہے۔تب ہمیں وہ الہام یاد آیا کہ اس نقصان کا ہونا ضروری تھا۔

پھر جب ہم گاڑی پر سوار ہوئے تو راستہ میں ایک سٹیشن دور آہہ پر ہمارے ایک رفیق کو کسی مسافر انگریز نے محض دھوکہ دہی سے اپنے فائدہ کے لئے کہہ دیا کہ لدھیانہ آ گیا ہے۔ چنانچہ ہم اُس جگہ سب اُتر پڑے اور جب ریل چل دی تب ہم کو معلوم ہوا کہ یہ کوئی اور سٹیشن تھا۔ اور ایک بیابان میں اُترنے سے سب جماعت کو تکلیف ہوئی اور اس طرح پر الہام مذکور کا دوسرا حصہ بھی پورا ہو گیا۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 133)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کی ذہنی پستی اور نام نہاد الہامات کی لغویت کا ایک اور شاہکار ہے۔جس شخص نے اپنی جھوٹی نبوت کی بنیاد ہی روپوں کے آنے پر رکھی تھی، جب وہی مال اس کی اپنی لاپرواہی سے ضائع ہوا تو اس نے اپنی سبکی مٹانے کے لیے اسے الہامی نقصان کا نام دے دیا۔

روپوں کا غم اور نبوت کا اضطراب

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ جب جیب میں ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ جس رومال میں روپے باندھے ہوئے تھے وہ گر گیا ہے، اس کے مادی وجود کی عکاسی کرتا ہے۔انبیاء کے دل تو اللہ کی یاد سے معمور ہوتے ہیں، مگر اس کذاب کا دل رومال میں بندھے روپوں میں اٹکا ہوا تھا۔ ایک معمولی مسافر کی طرح پیسوں کے گم ہونے پر پریشان ہونا اور پھر اسے وحی ثابت کرنا ظاہر کرتا ہے کہ اس کے پاس اپنی صداقت کے لیے کوئی ٹھوس دلیل نہیں تھی، اس لیے وہ

اپنے حادثات کو بھی معجزات بنا کر پیش کرتا تھا۔

انگریز کا دھوکہ اور مسیح کی لاعلمی

کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ جو شخص عالم الغیب سے خبریں لینے کا دعویٰ کرتا تھا، اسے ایک عام انگریز مسافر نے محض دھوکہ دہی سے ایک بیابان اسٹیشن پر اتار دیا۔ مرزا قادیانی کی پوری جماعت ایک عام سے دھوکے کا شکار ہو کر جنگل میں خوار ہوتی رہی۔ کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو اس طرح بیابانوں میں ذلیل کرواتا ہے؟ یہ ہم وغم کسی الہیٰ آزمائش کا حصہ نہیں بلکہ مرزا کی اپنی بے وقوفی اور انگریزوں سے مرعوبیت کا نتیجہ تھا۔

سچے انبیاء کی حفاظت اور قرآنی فرمان

اللہ تعالیٰ اپنے سچے رسولوں کی حفاظت فرماتا ہے اور انہیں دشمنوں کے مکر و فریب سے بچاتا ہے۔ مرزا قادیانی کی حالت یہ تھی کہ اسے نہ اپنے مال کی حفاظت کی توفیق تھی اور نہ ہی راستے کی پہچان۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

ترجمہ کنزالایمان: اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے بیشک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔

(سورہ المائدہ:67)

مرزا قادیانی کی نگہبانی کا یہ عالم تھا کہ ایک عام مسافر اسے دھوکہ دے کر گاڑی سے اتار

دیتا ہے اور وہ اسے اپنی سچائی کا نشان قرار دیتا ہے۔

جعلی مسیحیت کا پول

مرزا کے لیے روپوں کا ضائع ہونا اتنا بڑا صدمہ تھا کہ اس نے اسے الہام کا پہلا حصہ قرار دیا۔ یہ اس کی مال پرستی کی انتہا ہے۔

اگر اسے پہلے سے علم تھا کہ نقصان ہوگا، تو اس نے روپوں کی حفاظت کیوں نہ کی؟ اور اگر اسے پتا تھا کہ تکلیف ہوگی، تو انگریز کے کہنے پر کیوں اترا؟ یہ تضاد ثابت کرتا ہے کہ الہام بعد میں گھڑا گیا تاکہ اپنی حماقت پر پردہ ڈالا جا سکے۔

سچے مسیح علیہ السلام نے تو مردوں کو زندہ کیا، اندھوں کو بینائی دی، جبکہ اس جعلی مسیح کا کارنامہ یہ ہے کہ اس کا اپنا مال چوری ہو رہا ہے اور وہ اسٹیشنوں پر ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس کا الہام رومال میں بندھے روپوں اور غلط اسٹیشن پر اترنے تک محدود ہو، وہ کائنات کا امام نہیں بلکہ ایک نفسیاتی مریض اور کذاب ہے جو اپنی ہر ناکامی کو مذہب کا لبادہ اوڑھانے کا ماہر تھا۔

حیدرآباد کے چندے کی وحی

19 اکتوبر 1892ء: زرِ چندہ حیدرآباد۔

(ترجمہ از مرتّب) حیدرآباد کے چندے کا روپیہ۔

(تذکرہ صفحہ 183)

مرزا قادیانی کی مادی ہوس کا یہ ایک اور واضح ثبوت ہے، جہاں کائنات کے خالق کی طرف سے نازل ہونے والے مبینہ کلام کا کل خلاصہ صرف حیدرآباد کے چندے کا روپیہ ہے۔ یہ الہام نہیں بلکہ ایک ایسی آمدنی کی اطلاع ہے جو کسی بھی منشی یا اکاؤنٹنٹ کو اپنی کارروائی کے دوران موصول ہو سکتی ہے۔

الہام کی پستی اور مال کا ذکر

غور کیجیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو وہ توحید، رسالت، آخرت اور انسانیت کی ہدایت کے عظیم پیغام پر مشتمل ہوتی تھی۔ لیکن مرزا قادیانی کی وحی کی پرواز حیدرآباد کے سکوں اور نوٹوں سے آگے نہیں بڑھ سکی۔ اللہ تعالیٰ کی پاک بارگاہ کو محض چندے کی وصولی کی اطلاع کے لیے استعمال کرنا مرزا کی ذہنی کجی اور کذب بیانی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

سچے انبیاء اور مالِ دنیا کی حقیقت

قرآنِ کریم نے واضح کیا ہے کہ اللہ کے سچے رسول علیہم السلام لوگوں سے مال طلب نہیں کرتے بلکہ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا الہام ثابت کر رہا ہے کہ اس کی توجہ کا مرکز صرف مریدوں کی جیبیں اور ریاستوں کے چندے تھے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۖ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ۗ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ

ترجمہ کنزالایمان: یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم انہیں کی راہ چلو تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو۔

(سورہ الانعام:90)

جعلی مسیحیت اور مالیاتی کشف

مرزا قادیانی نے حیدرآباد سے آنے والے چندے کو باقاعدہ الہام بنا کر تذکرہ میں درج کیا، تاکہ لوگوں پر یہ رعب ڈالا جاسکے کہ غیب سے اسے پیسوں کی اطلاع ملتی ہے۔

ایک سچا مصلح اپنی ڈائری میں ہدایت کے موتی درج کرتا ہے، جبکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب کو ایک بینک پاس بک بنا دیا ہے جہاں ہر شہر کے چندے کا اندراج بطور الہام کیا گیا ہے۔

وحیِ الٰہی کا مقصد انسانوں کا تزکیہ کرنا ہے، نہ کہ کسی مدعی کو یہ بتانا کہ فلاں جگہ سے تمہارے پیسے آ گئے ہیں۔

مرزا قادیانی کا یہ الہام اس کی جھوٹی مسیحیت کا پول کھول دیتا ہے۔ جس شخص کی روحانیت کا دارومدار حیدرآباد کے چندوں پر ہو، وہ اس پاکیزہ منصب کا اہل کیسے ہوسکتا ہے جو دنیا سے بے رغبتی اور زہد و تقویٰ کا متقاضی ہے؟ یہ محض ایک کذاب کی عکاسی ہے جس نے دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لیا تھا۔

فرشتوں کا ہدیہ یا حاجی سیٹھ کا روپیہ

مارچ 1895ء: کچھ تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ مجھ کو خواب آیا تھا کہ ایک جگہ مَیں بیٹھا ہوں۔ یکدفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ غیب سے کسی قدر روپیہ میرے سامنے موجود ہو گیا ہے۔ مَیں حیران ہوا کہ کہاں سے آیا۔ آخر میری یہ رائے ٹھہری کہ خدا تعالیٰ کے فرشتہ نے ہماری حاجات کے لئے یہاں رکھ دیا ہے۔ پھر ساتھ الہام ہوا کہ

اِنِّیْ مُرْسِلٌ اِلَیْکُمْ ھَدِیَّۃً

کہ مَیں تمہاری طرف ہدیہ بھیجتا ہوں اور ساتھ ہی میرے دل میں پڑا کہ اس کی یہی تعبیر ہے کہ ہمارے مخلص دوست حاجی سیٹھ عبدالرحمن صاحب اس فرشتہ کے رنگ میں متمثل کئے گئے ہوں گے اور غالباً وہ روپیہ بھیجیں گے اور مَیں نے اس خواب کو عربی زبان میں اپنی کتاب

میں لکھ لیا۔ چنانچہ کل اس کی تصدیق ہوگئی۔ الحمد للہ قبولیت کی نشانی
ہے کہ مولیٰ کریم نے خواب اور الہام سے تصدیق فرمائی۔''

(تذکرہ صفحہ 243)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کے مالیاتی مکر اور الہامی شعبدہ بازی کی ایک اور قبیح مثال ہے۔ اس حوالے میں وہ اپنی مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے فرشتوں اور وحی کا سہارا لے کر ایک مخلص دوست کی جیب سے نکلنے والے مال کو آسمانی نشان بنا کر پیش کر رہا ہے۔

غیب سے روپیہ اور مادی حیرت

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ غیب سے روپیہ سامنے موجود ہو گیا اور پھر اس پر حیران ہونا، اس کی اس مخصوص نفسیات کو ظاہر کرتا ہے جہاں ہر چیز کا مرکز صرف اور صرف دولت ہے۔ ایک سچا نبی غیب کی حقیقتوں، جنت کے نظاروں یا جہنم کے احوال پر حیران ہوتا ہے، جبکہ اس کذاب کی کل حیرت اس بات پر ہے کہ پیسے کہاں سے آئے؟

فرشتہ یا حاجی سیٹھ؟ (استعاراتی مکر)

مرزا قادیانی نے نہایت چالاکی سے اپنے مرید حاجی سیٹھ عبدالرحمن کو فرشتے کے رنگ میں متمثل کر دیا۔ یہ سراسر ایک نفسیاتی کھیل ہے تاکہ مریدوں کو یہ تاثر دیا جاسکے کہ اگر وہ مرزا کو پیسے بھیجیں گے تو گویا وہ اللہ کے فرشتے بن جائیں گے۔ یہ دین کے نام پر مریدوں سے مال بٹورنے کا ایک ایسا فن ہے جس میں مرزا قادیانی کو مہارت حاصل تھی۔

قرآنی الفاظ کا غلط استعمال

مرزا قادیانی نے اپنی اس ہوس کو الہام کا نام دینے کے لیے قرآنی الفاظ کا سہارا لیا:
اِنِّي مُرْسِلٌ اِلَيْكُمْ هَدِيَّةً ۔ یہ جملہ قرآن میں ملکہ بلقیس کے قول کے طور پر آیا ہے

جب اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو آزمانے کے لیے ہدیہ بھیجا تھا۔ مرزا نے اسے اللہ کا کلام بنا کر خود پر چسپاں کرلیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھوں گی کہ ایلچی کیا جواب لے کر پلٹے۔

(سورہ النمل:35)

مرزا قادیانی نے ملکہ بلقیس کے الفاظ کو اللہ کی وحی بنا کر اپنی جھوٹی مسیحیت کی دکان چمکانے کی کوشش کی۔

جعلی نبوت کا پول

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میرے دل میں پڑا کہ حاجی سیٹھ روپیہ بھیجیں گے، ثابت کرتا ہے کہ اسے اپنے مریدوں کی مالی حالت اور ان کے جذبات کا بخوبی علم تھا، جسے اس نے کشف کا نام دے دیا۔

مرزا کے نزدیک اللہ کی قبولیت کا معیار نماز، روزہ یا تقویٰ نہیں، بلکہ روپیہ ہے۔ وہ کھلے عام کہہ رہا ہے کہ روپے کا آنا قبولیت کی نشانی ہے۔

سچے انبیاء کی پیش گوئیاں قوموں کے عروج و زوال کے متعلق ہوتی تھیں، جبکہ مرزا کی کل کائنات مریدوں کے بھیجے ہوئے تحائف اور ہدیوں تک محدود تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مذہب کو ایک ایسا ذریعہ بنا لیا تھا جہاں وہ اپنے مریدوں کے مال کو فرشتوں کا ہدیہ قرار دے کر اپنی عیاشیوں کا سامان کرتا تھا۔ جس شخص کی



نبوت کا مدار حاجیوں کے بھیجے ہوئے روپوں پر ہو، وہ ہدایت کا امام نہیں بلکہ ایک مکار کذاب ہے جس نے اللہ کے کلام کو مال کمانے کا ذریعہ بنایا۔

عدالتی مکر اور 25 روپے کا الہامی طلبانہ

13 مئی 1905ء: خواب میں دیکھا کہ ہم ایک عدالت میں ہیں اور ایک مقدمہ ہے۔ شبہ گذرتا ہے کہ مجسٹریٹ ایک شخص ڈپٹی قائم علی ہے اور اس کا سر رشتہ دار ہمارے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم ہیں اور ہم تینوں ایک ہی جگہ بیٹھے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم مدعی ہیں اور مدعا علیہ کو بلوانا ہے۔ مجسٹریٹ نے سر رشتہ دار کے کان میں کچھ کہا جس کو ہم نے بھی سن لیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ 25 روپے طلبانہ داخل کر دیں اور فریق ثانی کو بلایا جاوے۔ ہم نے جیب سے 25 روپے دے دیئے اور فریق مخالف کو طلب کیا گیا۔

(تذکرہ صفحہ 512)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کے اعصابی تناؤ اور قانونی الجھنوں کی عکاسی کرتی ہے۔ وہ شخص جو کائنات کے فیصلے کرنے کا دعویٰ کرتا تھا، اس کے خوابوں کا محور بھی کچہری کی پیشیاں، مجسٹریٹ کی سرگوشیاں اور طلبانہ کی رقم ہے۔ یہ کسی روحانی شخصیت کا خواب نہیں بلکہ ایک ایسے مقدمہ باز شخص کی ذہنی تصویر ہے جو دن بھر عدالتوں کے چکر کاٹتا ہو اور رات کو وہی فکریں اسے خوابوں میں ستاتی ہوں۔

عدالت اور مقدمہ کا مستقل خبط

مرزا قادیانی کی پوری زندگی عدالتوں میں گزر گئی۔ سچے انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عدالت میں سرخرو کیا، جبکہ مرزا قادیانی کا الہام اسے دنیاوی مجسٹریٹ قائم علی کے سامنے

ایک مدعی کے طور پر کھڑا کر رہا ہے۔ جس کے خوابوں میں بھی مجسٹریٹ اور سر رشتہ دار گھومتے ہوں، اس کی فکر کی بلندی کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔

پچیس روپے کا الہامی طلبانہ

کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ مرزا قادیانی کے خواب میں مجسٹریٹ نے جو حکم دیا وہ بھی مادی رقم (25 روپے) کے بارے میں تھا۔ وہ روپیہ جو اس نے مریدوں سے دین کی اشاعت کے نام پر اکٹھا کیا تھا، اسے وہ ان مقدمات میں طلبانہ کے طور پر دے رہا ہے جو اس کی اپنی جھوٹی ضد اور انا کی پیداوار تھے۔ کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ مرزا کو یہ بتانے کے لیے وحی بھیجتا تھا کہ اسے عدالت میں کتنا طلبانہ جمع کروانا ہے؟

سچے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام اور مرزا کی پستی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہوں گے۔ اب ذرا موازنہ کیجیے کہ ایک طرف وہ صحابہ و صالحین ہیں جنہوں نے قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیے، اور دوسری طرف یہ جعلی مسیح ہے جو خواب میں بھی ڈپٹی قائم علی کے سامنے 25 روپے جیب سے نکال کر پیش کر رہا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ﴿١٠﴾ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ﴿١١﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿١٢﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل، بہت طعنے دینے والا بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار۔

(سورہ القلم: 10 تا 12)

جعلی مسیحیت کا پول

مرزا قادیانی نے لوگوں سے مال مدِ کتاب اور خدمتِ دین کے نام پر لیا، لیکن اس کا مصرف یہ عدالتی چکر اور طلبانے تھے۔

خواب میں اپنے بھائی مرزا غلام قادر کو سر رشتہ دار دیکھنا مرزا کی موروثی جائیدادوں اور مقدمہ بازی کی اس تاریخ کو ظاہر کرتا ہے جس میں وہ برسوں الجھا رہا۔

الہام کا مقصد انسان کو دنیا کی قید سے نکالنا ہوتا ہے، جبکہ مرزا کے الہامات اسے مزید دنیاوی جھگڑوں اور پیسوں کے لین دین میں دھکیل رہے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی تمام تر ذہنی صلاحیتیں اور مریدوں کا پیسہ صرف اپنی جھوٹی ساکھ بچانے اور مخالفین پر مقدمات کرنے میں ضائع کر دیا۔ جس کا مسیح خواب میں 25 روپے کا طلبانہ جمع کروا رہا ہو، اس کے پیروکاروں کو سوچنا چاہیے کہ وہ کس کے پیچھے چل رہے ہیں۔

آسمان سے ایک روپیہ اترا

> 24 مئی 1895ء: جب یہ پیدا ہوا تھا۔ تو اُس وقت عالم کشف میں مَیں نے دیکھا کہ آسمان پر سے ایک روپیہ اُترا اور میرے ہاتھ پر رکھا گیا۔ اس پر لکھا تھا مُعَمَّرُ اللّٰہِ۔'
>
> (تذکرہ صفحہ 245)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کی مادی سوچ کے اس عروج کو ظاہر کرتی ہے جہاں اسے (نعوذ باللہ) آسمانی برکات اور فرشتے بھی روپوں کی صورت میں نظر آنے لگتے ہیں۔ یہ محض ایک کشف نہیں بلکہ ایک ایسی ذہنیت کا عکاس ہے جس کی کل کائنات کا محور سکہ ورائج الوقت تھا۔

آسمان سے روپیہ کیوں اترا؟

غور کیجیے کہ جب سچے انبیاء علیہم السلام پر غیب کے دروازے کھلتے تھے تو انہیں کائنات کی بادشاہت، جنت کی نعمتیں یا اللہ کی تجلیات دکھائی جاتی تھیں۔ لیکن مرزا قادیانی کا کشف بھی پٹیالہ اور لدھیانہ کے ڈاک خانے سے باہر نہ نکل سکا۔ آسمان سے (نعوذ باللہ) روپے کا اترنا ثابت کرتا ہے کہ مرزا کے نزدیک اللہ کی سب سے بڑی نعمت اور نشانِ صداقت صرف روپیہ ہی تھا۔

مُعَمَّرُ اللّٰهِ کی من گھڑت اصطلاح

روپے پر مُعَمَّرُ اللّٰهِ لکھا ہونا مرزا کی ایک اور لسانی شعبدہ بازی ہے۔ وہ یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ یہ بچہ (یا یہ نشان) اللہ کی طرف سے آباد کیا گیا یا لمبی عمر پانے والا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے نشانات دکھانے کے لیے انسانی کرنسی (روپے) کا محتاج ہے؟ یہ سراسر ایک کذاب کی اختراع ہے جو اپنے مریدوں کو یہ یقین دلانا چاہتا تھا کہ اس کے گھر پیدا ہونے والا بچہ بھی نقدی کی علامت بن کر اترا ہے۔

سچے نبی ﷺ کی تعلیمات اور مال کی حقیقت

نبی کریم ﷺ نے مال و دولت کو فتنہ قرار دیا اور امت کو اس کی محبت سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر امت کا ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کے ہاں مال کا آنا ہی نبوت کا سب سے بڑا نشان ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ
وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ
الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ

الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ

ترجمہ کنزالایمان: لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت عورتوں اور بیٹے اور تلے او پر سونے چاندے کے ڈھیر اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا۔

(سورہ آل عمران:14)

مرزا قادیانی کا کشف اسی حبِ شہوات کی ایک شکل ہے جسے اس نے دین کا لبادہ اوڑھا دیا۔

جعلی مسیحیت کا پول

وحیِ الٰہی کو ایک روپے کے سکے پر کندہ دکھانا اللہ کے کلام کی توہین ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنی اولاد کی پیدائش کو بھی روپے سے تشبیہ دی، جو اس بات کی علامت ہے کہ اس کے نزدیک انسانوں اور رشتوں کی قدر بھی صرف مالی فائدے تک محدود تھی۔

جس شخص کو ہر جگہ روپیہ، پچاس روپیہ، یا اکیس روپیہ نظر آئے، وہ روحانیت کے کسی اعلیٰ مقام پر نہیں بلکہ مادی ہوس کے کسی نچلے درجے پر فائز ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے خودساختہ کشوف کے ذریعے روپے کو ایک مقدس درجہ دے دیا تھا تاکہ مریدین جب اسے چندہ دیں تو وہ اسے آسمانی نشان سمجھیں۔ یہ ایک ایسا کذاب تھا جس نے خوابوں، کشفوں اور الہامات کو صرف اور صرف اپنی تجوری بھرنے کے لیے استعمال کیا۔

خواب میں بھی نذرانے کا خبط اور دو روپے کا حساب

16 مارچ 1896ء: عین ایک بجے رات پر 29/ رمضان شب دوشنبہ کو یعنی 16/ مارچ 1896ء کو مَیں نے امام علی شاہ کو خواب میں دیکھا۔ گویا پہلے مَیں ان کے مکان پر گیا اور پھر وہ میرے چھوڑنے کے لئے ایک جماعت کے ساتھ آئے جو شاید قریب دس آدمی کے ہوں گے اور انہوں نے مجھ سے میرا طریق پوچھا اور مَیں نے بجواب ان کے فارسی زبان میں ان کو کہا کہ "آنچہ در ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مے کردید آں نظر اجمالی بود و ناقص۔ و آنچہ ما مے کنیم آں نظر مبسُوط است و محیط۔ بہ بینید ایں طریق است کہ کارِشما مثل غنچہ بود وہمہ اجزاء نہفتہ (اس میں مَیں نے ہاتھ کو غنچہ کی شکل بنا کر دکھلایا) پھر مَیں نے کہا۔ وکار ما ہمہ شگفتہ است و مثل گُل۔ و در ذکرِ ما نظر برہمہ تفاصیل نفی غیر عبور مے کند۔ و ایں چنیں شکل است۔ (پھر مَیں نے ہاتھ کو غنچہ شگفتہ کی طرح کر کے دکھلایا' اور کہا بہ بینید ایں چنیں است لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ۔ ایں نفی برہمہ اجزاء زروئے تفصیل است۔ میں نے جب یہ بات کہی تو ان کو ایک لذّت آئی جیسا کہ کسی کو ایک جدید اور عجیب نکتہ سُننے سے لذت آتی ہے اور یہ لذّت ان کی اُن کی ایک منہ کی حالت سے مجھ کو معلوم ہوئی اور انہوں نے ایک روپیہ نذر کیا۔ مجھے خیال آیا کہ مَیں نے تو کسی وقت ان کو دو رَوپے دیئے تھے۔ انہیں میں سے انہوں نے مجھے ایک روپیہ دیا پھر اسی جگہ کھڑے ہونے کی حالت میں ایک گلی میں جو ہمارے مکان کے قریب شمالی طرف ہے انہوں

نے مجھ سے پوچھا کہ آپ گورداسپور کب جائیں گے۔ مَیں نے جواب دیا۔ نمے دانم۔ قدمے برزمین استوار نمے شود تا خدا نخواہد۔ پھر مَیں اسی گلی میں اُن کو وہیں چھوڑ کر نکل آیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور اُسی وقت 2 بجے رات کے یہ چند سطریں لکھیں گئیں۔

(تذکرہ صفحہ 246،247)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کے باطنی تضاد اور پست ذہنی سطح کا ایک اور شاہکار ہے۔ ایک طرف وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی ایسی مبسوط تشریح کا دعویٰ کر رہا ہے جو اس کے بقول اگلوں کے پاس نہ تھی، اور دوسری طرف اسی خواب میں اس کی نظریں سامنے والے کی جیب اور دو روپے کے پرانے حساب پر لگی ہوئی ہیں۔

کلمہ طیبہ کی من گھڑت تشریح اور تکبر

مرزا قادیانی نے خواب میں امام علی شاہ کے سامنے اپنے ذکر کو محیط ومبسوط اور ان کے ذکر کو ناقص قرار دیا۔ یہ اس کے اس تکبر کی علامت ہے جس کے تحت وہ تمام اولیاء امت اور بزرگوں کی توہین کر کے خود کو سب سے بڑا ثابت کرنا چاہتا تھا۔ کلمہ طیبہ کی حقیقت نفی و اثبات (غیر اللہ کی نفی اور اللہ کا اثبات) ہے، اسے ہاتھ کی غنچہ نما شکل بنا کر پیش کرنا کسی روحانیت کا نہیں بلکہ شعبدہ بازی کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔

خواب میں بھی نذرانے کی وصولی

کتنی حیرت کی بات ہے کہ مرزا قادیانی کے خوابوں کا انجام بھی ہمیشہ روپے پر ہی ہوتا ہے۔ امام علی شاہ جیسے بزرگ کو خواب میں دکھا کر ان سے ایک روپیہ نذر کروانا دراصل مرزا کی اس نفسیاتی خواہش کا اظہار ہے کہ تمام مشائخ اور صوفیاء اس کے سامنے سرنگوں ہوں اور اسے نذرانے پیش کریں۔

دو روپے کا بخیلانہ حساب

خواب کے عین وسط میں مرزا کو یہ خیال آنا کہ میں نے تو کسی وقت ان کو دو روپے دیئے تھے، انہیں میں سے انہوں نے مجھے ایک روپیہ دیا، اس کی انتہائی پست سوچ اور مال پرستی کی دلیل ہے۔ ایک سچا اللہ والا جب غیب کی سیر کرتا ہے تو وہ دنیاوی لین دین اور دو دو روپے کے حساب سے کوسوں دور ہوتا ہے۔ مرزا کا دماغ خواب میں بھی ایک بنیے کی طرح کام کر رہا ہے جو دیے ہوئے پیسوں کی واپسی کا حساب لگا رہا ہے۔

سچے انبیاء کی بے نیازی اور قرآنی تعلیم

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ اللہ کے محبوب بندے اور انبیاء لوگوں سے اجر نہیں مانگتے، جبکہ مرزا قادیانی خوابوں میں بھی مریدوں اور بزرگوں سے نذرانے وصول کرنے کے نقشے بناتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ

ترجمہ کنزالایمان: یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو وہ چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں۔

(سورہ الطور:40)

جعلی مسیحیت کا پول

مرزا کا رات دو بجے اٹھ کر یہ لکھنا کہ اسے ایک روپیہ ملا اور اسے دو روپے یاد آئے، ثابت کرتا ہے کہ اس کی نیندیں بھی مال و دولت کے گرد گھومتی تھیں۔

جب خواب میں گورداسپور جانے کا پوچھا گیا تو جواب دیا نمی دانم (میں نہیں جانتا)۔ جو شخص غیب کی خبریں دینے کا دعویٰ کرے، وہ ایک شہر جانے کے بارے میں لاعلمی کا

اظہار کر کے اپنی نام نہاد وحی کا پول خود ہی کھول رہا ہے۔

اولیاء اللہ کے ذکر کو ناقص کہنا مرزا کی اس مہم کا حصہ تھا جس کے ذریعے وہ مسلمانوں کو ان کے اکابرین سے بدظن کر کے اپنی جھوٹی نبوت کی طرف لانا چاہتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی مبسوط نظر صرف دوسروں کی جیبوں پر تھی اور اس کا محیط علم صرف روپے پیسوں کے حساب کتاب تک محدود تھا۔ یہ خواب ثابت کرتا ہے کہ مرزا کی روحانیت کا کل سرمایہ نذرانہ اور وصولی کے گرد گھومتا تھا۔

سو روپے میں رضائے الٰہی کی فروخت اور کشفی رسید

یکم اکتوبر 1896ء: کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آں محب مجھ کو پہنچا۔ اُس کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ اس روپیہ کے پہنچنے سے تخمیناً سات گھنٹہ پہلے مجھ کو خدائے عزّوجلّ نے اس کی اطلاع دی۔ سو آپ کی اس خدمت کے لئے یہ اجر کافی ہے کہ خدا تعالیٰ آپ سے راضی ہے اس کی رضا کے بعد اگر تمام جہان ریزہ ریزہ ہو جاوے تو کچھ پرواہ نہیں۔ یہ کشف اور الہام آپ ہی کے بارہ میں مجھ کو دو دفعہ ہوا ہے۔ فالحمدللہ۔ الحمد اللہ۔"

(تذکرہ صفحہ 258)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کے مالیاتی مکر کا ایک اور شاہکار ہے، جہاں وہ مرید کی طرف سے بھیجے گئے سو روپے کو رضائے الٰہی کا پروانہ بنا کر پیش کر رہا ہے۔ اس حوالے میں مرزا نے جس طرح مادی مال کو اللہ کی رضا سے جوڑا ہے، وہ کسی مصلح کا نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کا انداز ہے جو نذرانوں کے بدلے جنت اور رضا کی نویدیں بانٹتا ہو۔

سات گھنٹے پہلے کی کمرشل اطلاع

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ سو روپے پہنچنے سے سات گھنٹہ پہلے اللہ نے اطلاع دی، اس کے نام نہاد الہامات کی مادی حدوں کو واضح کرتا ہے۔ کائنات کا مالک، جس کی بارگاہ سے تقدیریں بدلتی ہیں، کیا وہ (نعوذ باللہ) مرزا کو یہ بتانے کے لیے وحی بھیجتا تھا کہ تیاری کرلو، سو روپے کا پارسل پہنچنے والا ہے؟ یہ عجائبات نہیں بلکہ ڈاک خانے کے نظام اور مریدوں کے بھیجے ہوئے چندوں کو الہامی رنگ دے کر لوگوں کو مرعوب کرنے کی ایک بھونڈی کوشش ہے۔

سو روپے میں خدا کی رضا کا سودا

مرزا قادیانی نے لکھا کہ آپ کی اس خدمت کے لئے یہ اجر کافی ہے کہ خدا تعالیٰ آپ سے راضی ہے۔ یہ جملہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا کی بارگاہ میں خدا کی رضا کی قیمت صرف سو روپے تھی۔ جس نے سو روپے دے دیے، اس سے اللہ راضی ہوگیا، چاہے وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ یہ دین اسلام کی اس اساسی تعلیم کی توہین ہے جہاں رضاِ الٰہی کا مدار تقویٰ اور ایمان پر ہے، نہ کہ مرزا کی جیب بھرنے پر۔

جذباتی بلیک میلنگ اور تضاد

مرزا کا یہ کہنا کہ رضا کے بعد اگر تمام جہان ریزہ ریزہ ہو جاوے تو کچھ پرواہ نہیں، ایک ایسی جذباتی مبالغہ آرائی ہے جس کا مقصد مرید کو مزید مال خرچ کرنے پر اکسانا تھا۔ ایک طرف وہ کہتا ہے کہ جہان کی پرواہ نہیں، اور دوسری طرف اس کی اپنی پوری زندگی مریدوں سے ایک ایک سو روپے بٹورنے اور ان کا حساب رکھنے میں گزر گئی۔

سچے نبی ﷺ کا معیارِ انفاق

حضور ﷺ کی بارگاہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جان و مال کے نذرانے پیش کیے،

مگر آپ ﷺ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے سو روپے آنے کی مجھے سات گھنٹے پہلے وحی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے تو مال دینے والوں کو عاجزی اور اخلاص کی تلقین فرمائی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ

ترجمہ کنزالایمان: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے۔

(سورہ آل عمران:92)

مرزا قادیانی نے اس راہِ خدا کو راہِ مرزا بنا دیا تھا، جہاں بھلائی کا معیار صرف اس کی اپنی ذات کو پہنچنے والا فائدہ تھا۔

جعلی مسیحیت کا پول

مرزا قادیانی کے الہامات دراصل چندے کی رسیدیں (Receipts) تھے، جو وہ مرید کو اس لیے بھیجتا تھا تا کہ اس کا اعتماد بحال رہے اور وہ مستقبل میں بھی پیسے بھیجتا رہے۔

ایک ہی سو روپے کے لیے دو دفعہ کشف ہونا ظاہر کرتا ہے کہ مرزا کے دماغ پر اس رقم کا کتنا گہرا اثر تھا۔

جس مذہب کی بنیاد ہی روپوں کی وصولی اور ان کی پیشگی اطلاع پر ہو، وہ اللہ کا سچا دین نہیں بلکہ ایک انسانی کاروبار ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے کشف اور الہام کو مریدوں سے مال نکالنے کے ایک اوزار کے طور پر استعمال کیا۔ سو روپے کے عوض اللہ کی رضا کی بشارت دینا ثابت کرتا ہے کہ اس کذاب کی نظریں صرف مریدوں کی جیبوں پر تھیں، عرشِ بریں پر نہیں۔



پچاس روپے کی درگاہی قبولیت اور مادی خوشی

4 نومبر 1898ء: آج 4/نومبر 1898ء میں خواب میں مجھ کو دکھلایا گیا کہ ایک شخص روپیہ بھیجتا ہے۔ مَیں بہت خوش ہوا اور یقین رکھتا تھا کہ آج روپیہ صہ 50 آئے گا۔ چنانچہ آج ہی 4/نومبر 1898ء کو آپ کا روپیہ صہ 50 آ گیا۔ فالحمدللہ، وجزاکم اللہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روپیہ بھیجنا درگاہِ الٰہی میں قبول ہے

(تذکرہ صفحہ 289،288)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کے پست روحانی معیار اور مال پرستی کی ایک اور واضح مثال ہے۔ ایک مدعیِ نبوت کا پچاس روپے کی رقم پر بہت خوش ہونا اور اسے درگاہِ الٰہی میں قبولیت کی دلیل بنانا ثابت کرتا ہے کہ اس کی پوری کائنات مادی مفادات کے گرد گھوم رہی تھی۔

بہت خوش ہوا: نبوت یا دنیاداری؟

مرزا قادیانی کا اعتراف کہ وہ پچاس روپے کی آمد کی خبر سن کر بہت خوش ہوا، اس کی مادی ذہنیت کو بے نقاب کرتا ہے۔ سچے انبیاء علیہم السلام کو جب فتوحات کی خبر دی جاتی تھی یا لاکھوں انسانوں کے ایمان لانے کی بشارت ملتی تھی، تب وہ اللہ کا شکر ادا کرتے تھے۔ مگر یہاں نام نہاد مسیحِ موعود کی خوشی کا کل اثاثہ محض پچاس روپے ہیں۔ یہ کسی پیغمبر کا مقام نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کی حالت ہے جو پیسے کا انتہائی حریص ہو۔

پچاس روپے اور درگاہِ الٰہی کا سودا

مرزا قادیانی نے نہایت ڈھٹائی سے لکھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روپیہ بھیجنا درگاہِ الٰہی میں قبول ہے۔ اس جملے سے وہ اپنے مرید کو یہ پیغام دے رہا ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں تمہاری

عبادتوں یا اخلاق کی اتنی اہمیت نہیں جتنی مرزا کو پچاس روپے بھیجنے کی ہے۔ یہ دین اسلام کے اساسی تصورِ عبادت کی توہین ہے، جہاں قبولیت کا معیار تقویٰ ہے، نہ کہ کسی کذاب کی جیب بھرنا۔

یقین کا مرکز اللہ یا روپیہ؟

مرزا کہتا ہے کہ اسے یقین تھا کہ آج روپیہ آئے گا۔ اس کا سارا یقین، اس کی تمام توجہ اور اس کی تمام روحانیت صرف اس بات پر مرکوز رہتی تھی کہ کس دن، کہاں سے اور کتنے پیسے آئیں گے۔ جس شخص کی وحی کی صبح روپوں کے انتظار میں طلوع ہو اور شام ان کی وصولی پر ختم ہو، وہ روحانی پیشوا نہیں بلکہ ایک مالیاتی مکار ہے۔

سچے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندازِ فقر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب سونا اور چاندی کے ڈھیر آتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تب تک چین نہیں آتا تھا جب تک وہ غریبوں میں تقسیم نہ ہو جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی مال کے آنے کو اپنی خوشی یا صداقت کا نشان قرار نہیں دیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا هٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ ۚ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے۔

(سورہ العنکبوت:64)

جعلی مسیحیت کا پول

مریدوں کا اپنے پیر کو پیسے بھیجنا ایک معمول کا عمل ہے۔ اسے خواب اور پیش گوئی کا

رنگ دینا محض ایک چال ہے تا کہ مرید مستقبل میں بھی یہ قبولیت حاصل کرنے کے لیے پیسے بھیجتا رہے۔

مرزا قادیانی نے ثابت کر دیا کہ اس کی درگاہ کا دروازہ صرف ان لوگوں کے لیے کھلا ہے جو نقد نذرانے پیش کرتے ہیں۔

جس اللہ نے کائنات کے نظام کو بنایا، کیا وہ (نعوذ باللہ) مرزا کو پچاس روپے کی گنتی کروانے کے لیے خواب دکھاتا تھا؟ یہ تصور ہی توہین الوہیت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اللہ کے نام کو چندہ وصولی کے لیے ایک برانڈ کے طور پر استعمال کیا۔ پچاس روپے ملنے پر اسے قبولیتِ درگاہ قرار دینا اس کے کذب اور دنیا پرستی کی بدترین مثال ہے۔

ہندو اوتار بننے کا ڈھونگ اور روپوں کی ہوس

1900ء: ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے۔ جس پر مَیں بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے۔ کرشن جی کہاں ہیں۔ جس سے سوال کیا گیا۔ وہ میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے۔ پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اتنے ہجوم میں سے ایک ہندو بولا۔

’’ہے کرشن جی رُودّر گوپال‘‘

(یہ ایک عرصہ دراز کی رؤیا ہے)

(تذکرہ صفحہ 359)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کے کذب اور مذہبی ابن الوقتی کا بدترین نمونہ ہے۔ اپنی نام نہاد مسیحیت اور مہدویت کے دعوؤں سے جب اس کا جی نہ بھرا، تو اس نے ہندوستان کے

اکثریتی طبقے (ہندوؤں) کو اپنی جال میں پھنسانے کے لیے کرشن ہونے کا سوانگ رچایا۔ اس حوالے میں بھی مرزا کی وہی پرانی مادی فطرت صاف جھلک رہی ہے کہ جس مقام پر بھی بیٹھو، مقصد صرف نذرانے اور روپے بٹورنا ہے۔

کرشن بننے کا تماشہ

مرزا قادیانی نے یہاں خود کو ہندوؤں کے مذہبی پیشوا کرشن جی کے طور پر پیش کیا۔ ایک طرف وہ مجددِ اسلام بنتا ہے اور دوسری طرف بت پرستوں کے اوتار کا روپ دھار لیتا ہے۔ یہ تضاد ثابت کرتا ہے کہ اسے نہ اسلام سے کوئی ہمدردی تھی اور نہ ہی کسی اور مذہب سے۔اس کا اصل مقصد صرف ایک ایسی شخصیت بننا تھا جس کے سامنے ہر مذہب کا ماننے والا اپنا مال ڈھیر کر دے۔

تختِ مربع اور نذرانوں کا میلہ

خواب میں تختِ مربع پر بیٹھنا اور ہندوؤں کا چاروں طرف سے روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینا مرزا کی دلی حسرتوں کا عکاس ہے۔ایک سچا مصلح تو مشرکین کو توحید کی دعوت دیتا ہے اور ان کے باطل عقائد کی تردید کرتا ہے، مگر اس کذاب کا کشف اسے ہندوؤں کے درمیان بٹھا کر ان سے روپے وصول کروا رہا ہے۔ یہ کوئی روحانی مشاہدہ نہیں بلکہ ایک سیٹھ کی وہ خواہش ہے جو وہ خواب میں پوری ہوتے دیکھ رہا ہے۔

اسلام کی توحید اور مرزا کا کفر

اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید ہے، جبکہ ہندو مذہب میں کرشن جی کو بھگوان کا اوتار مانا جاتا ہے۔مرزا قادیانی کا خود کو کرشن کہلوانا اور اس پر خوش ہونا سراسر شرک اور کفر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ

فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے۔

(سورہ آل عمران:85)

جعلی مسیحیت کا پول

آپ مرزا کے کسی بھی الہام یا خواب کو اٹھا کر دیکھ لیں، انجام روپے پر ہی ہوتا ہے۔ چاہے وہ مسیح بنے یا کرشن، اسے صرف نقد نذرانے سے غرض ہے۔

مرزا نے ہندوؤں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے ان کی مذہبی اصطلاحات استعمال کیں تا کہ کسی طرح پٹیالہ، جموں اور دیگر ہندو ریاستوں سے بھی چندے وصول کیے جا سکیں۔

جس طرح گرگٹ رنگ بدلتا ہے، مرزا نے بھی اپنے دعوے بدلے۔ کبھی وہ امتی نبی بنا، کبھی مسیح، کبھی مہدی اور اب ہندوؤں کا کرشن۔ یہ سب صرف مال و جاہ کی خاطر تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کے مقدس لبادے میں ایک ایسی دکان کھولی تھی جہاں وہ ہر گاہک کی پسند کا اوتار بننے کو تیار تھا۔ جس شخص کی خوشی کا دارومدار ہندوؤں کے دیے ہوئے روپوں پر ہو، وہ اللہ کا نبی نہیں بلکہ ایک مکار بہروپیا ہے جس نے دین کی آڑ میں ہوسِ زر کا بازار گرم کر رکھا تھا۔

قادیان کا کمرشل کشف اور مادی جنت کا خواب

1902ء: حضرت اقدس ایک روز فرماتے تھے۔ ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے اُونچی اُونچی دو منزلی یا چو منزلی یا اس سے

بھی زیادہ اُونچے اُونچے چبوتروں والی دوکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ، بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے، بیٹھے ہیں۔ اور اُن کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں، روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں۔ اور قسما قسم کی دوکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکّے، بگھیاں، ٹمٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے، شکر میں، پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔

(تذکرہ صفحہ 392)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کے باطنی نظریات کا نچوڑ ہے۔ جہاں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امت کو آخرت کی فکر، جنت کی ابدی نعمتوں اور دنیا کی بے ثباتی کا درس دیتے تھے، وہاں اس جعلی مسیح کی کل کائنات کا نقشہ ایک تجارتی منڈی، موٹے سیٹھوں اور ہیروں جواہرات کے ڈھیروں تک محدود ہے۔ یہ کوئی روحانی مشاہدہ نہیں بلکہ ایک دنیا پرست انسان کی مادی حسرتوں کا وہ عروج ہے جو اسے کشف کی صورت میں نظر آ رہا ہے۔

موٹے پیٹ والے سیٹھ

مرزا قادیانی نے اپنی روحانی بستی (قادیان) کی رونق کا معیار موٹے پیٹ والے سیٹھوں کو قرار دیا۔ یہ لفظی تصویر کشی ثابت کرتی ہے کہ مرزا کے نزدیک انسانیت کی فلاح کا معیار تقویٰ یا علم نہیں بلکہ پیٹ کی موٹائی اور تجوری کی بھرائی ہے۔ ایک سچے مصلح کی بستی میں ذکرِ الٰہی کی گونج اور زہد و اتقاء کا غلبہ ہوتا ہے، مگر مرزا کے قادیان میں صرف ہوسِ زر کا بازار گرم ہے۔

جواہرات اور اشرفیوں کے ڈھیر

کشف میں ہیروں، موتیوں اور روپوں کے ڈھیر دیکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ مرزا کا ذہن ہر وقت اسی فکر میں رہتا تھا کہ کس طرح قادیان کو ایک مالیاتی مرکز بنایا جائے۔ یہ وہ عظیم الشان شہر ہے جہاں کی پہچان اللہ کی عبادت نہیں بلکہ مادی دولت کی ریل پیل ہے۔ یہ نقشہ کسی نبی کے شہر کا نہیں بلکہ قارون کی بستی کا معلوم ہوتا ہے۔

بگھیاں، ٹمٹم اور فٹن، شاہانہ ٹھاٹ باٹ کی تڑپ

مرزا قادیانی نے جس طرح سواریوں کا ذکر کیا، وہ اس کی اس شاہانہ زندگی کی خواہش کو ظاہر کرتا ہے جس کے لیے اس نے دین کا لبادہ اوڑھا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کی گلیوں میں وہی ٹھاٹ باٹ ہوں جو اس دور کے نوابوں اور انگریزوں کو میسر تھے۔

قرآن کا معیارِ فلاح اور مرزا کی پستی

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی کثرت کو آزمائش اور فتنہ قرار دیا ہے، نہ کہ کسی بستی کی روحانی کامیابی کی علامت۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿١﴾ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿٢﴾

ترجمہ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے، یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

(سورہ التکاثر:1,2)

مرزا قادیانی جس تکاثر (زیادہ طلبی) کو کشف بنا کر پیش کر رہا ہے، قرآن اسے غفلت اور ہلاکت قرار دے رہا ہے۔

جعلی مسیحیت کا پول

جس شخص کا کشف دکانوں کے چبوتروں اور اشرفیوں کے ڈھیروں سے شروع ہو کر بگھیوں پر ختم ہو، وہ روحانی پیشوا نہیں بلکہ ایک مالیاتی خواب فروش ہے۔

مرزا نے قادیان کو بیت الذکر بنانے کے بجائے ایک بیت التجارہ (تجارت کا گھر) بنانے کا خواب دیکھا، تاکہ مریدین وہاں آئیں اور اپنا مال اس کے قدموں میں نچھاور کریں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام (حقیقی مسیح) کی زندگی زہد اور فقر کی انتہا تھی، جبکہ اس کذاب کی مسیحیت کا خواب ہیروں اور جواہرات کی چمک دھمک میں چھپا ہوا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں کو آخرت کے بدلے دنیا کی منڈی کا خواب دکھایا۔ جس عظیم الشان شہر کا فخر موٹے پیٹ والے سیٹھ ہوں، وہ شہرِ ایمان نہیں بلکہ ابلیس کی وہ جولان گاہ ہے جہاں صرف مال کی پوجا ہوتی ہے۔

روپیہ، چھوارے اور شکرِ مصائب کا مادی صلہ

19 دسمبر 1902ء: مغرب و عشاء کی نماز باجماعت ادا کر کے حضرت اقدس تشریف لے گئے اور پھر تشریف لائے تو آپ نے اپنی تین رؤیا سنائیں جو کہ آپ نے پے در پے دیکھی تھیں۔ کہ ایک شخص نے ایک روپیہ اور پانچ چھوارے رؤیا میں دیئے۔ اس کے بعد پھر غنودگی ہوئی تو دیکھا کہ تریاق القلوب کا ایک صفحہ دکھایا گیا ہے جس پر

عَلٰی شُکْرِ الْمَصَآئِبِ

لکھا ہوا ہے جس کے یہ معنے ہوئے کہ ھٰذِہٖ صِلَۃٌ عَلٰی شُکْرِ الْمَصَآئِبِ گویا یہ روپیہ اور چھوارے شکر المصائب کا صلہ ہے۔

تیسری دفعہ پھر کچھ ورق دکھائے گئے جن پر بیٹوں کے بارے میں
کچھ لکھا ہوا تھا اور جو اس وقت یاد نہیں ہے۔

(تذکرہ صفحہ 417،416)

مرزا قادیانی کی یہ پے در پے آنے والی رؤیا اس بات کی شاہد ہیں کہ اس کا تخیل مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیانی وقفے میں بھی مادی اشیاء اور معمولی خوراک سے بلند نہ ہو سکا۔ ایک شخص جو خود کو نبوت کے بلند مرتبے پر فائز سمجھتا ہو، اس کے کشوف کا خلاصہ محض ایک روپیہ اور مٹھی بھر چھوارے ہونا اس کی روحانیت کے کھوکھلے پن کی دلیل ہے۔

ایک روپیہ اور پانچ چھوارے

غور فرمائیں کہ کائنات کا خالق اپنے جس بندے سے کلام کرے، کیا اسے انعام کے طور پر خواب میں ایک روپیہ اور پانچ چھوارے دکھائے گا؟ یہ کسی بچے کی خوشی کا سامان تو ہو سکتا ہے، مگر ایک عظیم مصلح کے لیے اسے نشان یا صلہ قرار دینا عقل و دانش کی توہین ہے۔ مرزا کی نفسیات میں وصولی کا عنصر اتنا غالب تھا کہ اسے خواب میں بھی ایک ایک روپے کا حساب دیا جا رہا ہے۔

شکرِ المصائب کی من گھڑت تاویل

مرزا نے اپنی کتاب تریاق القلوب کے ایک فرضی صفحے پر عَلٰی شُکْرِ الْمَصَآئِبِ لکھا دیکھا اور اسے اس روپے اور چھواروں کا سبب قرار دیا۔

اسلام میں مصائب پر صبر اور شکر کا صلہ رضائے الٰہی اور جنت کی دائمی نعمتیں ہیں۔

مرزا کے نزدیک مصائب جھیلنے کا صلہ صرف ایک روپیہ اور چند چھوارے ہیں۔ یہ صلہ کم اور مذاق زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ کیا (نعوذ باللہ) مرزا کے خدا کے پاس دینے کے لیے صرف یہی بچا تھا؟

بیٹوں کے بارے میں بھولا ہوا الہام

تیسری رؤیا میں بیٹوں کے بارے میں لکھا ہوا دیکھا مگر یاد نہیں رہا۔ یہ ایک پرانا طریقہ واردات ہے کہ جب کوئی بات ذہن میں نہ آئے یا بعد میں حالات دیکھ کر کوئی نئی بات گھڑنی ہو، تو اسے بھولنے کا نام دے دیا جائے۔ سچے انبیاء پر جب وحی اترتی تھی تو وہ ان کے سینوں میں محفوظ ہو جاتی تھی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰٓ

ترجمہ کنزالایمان: اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۔

(سورہ الاعلیٰ:6)

مرزا قادیانی کا الہام بھول جانا ثابت کرتا ہے کہ یہ رحمانی وحی نہیں بلکہ اس کے اپنے ذہن کے بکھرے ہوئے خیالات تھے جو بیداری میں روپوں اور بیٹوں کے گرد گھومتے تھے۔

جعلی مسیحیت کا پول

مغرب وعشاء کے درمیان مسجد میں بیٹھ کر روپوں اور چھواروں کے خواب دیکھنا ظاہر کرتا ہے کہ عبادت کے دوران بھی مرزا کا دل مادی نذرانوں میں اٹکا ہوا تھا۔

اگر کوئی عام انسان بھی کسی مصیبت پر شکر کرے تو وہ اللہ سے اس سے بہتر صلے کی امید رکھتا ہے۔ مرزا نے اللہ کی شانِ سخاوت کو ایک روپے تک محدود کر کے اپنی توہین کے ساتھ ساتھ باری تعالیٰ کی بھی گستاخی کی۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی ہر چھوٹی مادی خواہش اور مریدوں سے ملنے والی معمولی اشیاء کو الہامی لبادہ پہنا کر اپنی پارسائی کا جال بچھا رکھا تھا۔ جس کا صلہِ شکر ایک

روپیہ ہو، اس کی پوری تحریک کی قیمت بھی اس سے زیادہ نہیں۔

گھریلو نذرانہ اور الہامی روپے کا خبط

12 جنوری 1903ء: مَیں نے دیکھا کہ میری بیوی نے ایک روپیہ مجھ کو دیا ہے اور کہا کہ یہ تمہارے لئے روپیہ نذر ہے۔

(تذکرہ صفحہ 422)

مرزا قادیانی کی یہ رؤیا اس کی مادی ہوس اور نذرانہ وصولی کے اس جنون کو ظاہر کرتی ہے جو اب اس کے گھر کی چاردیواری تک پہنچ چکا تھا۔ ایک شخص جو پوری دنیا کا مصلح ہونے کا دعویٰ کرے، اس کے خوابوں کا معیار یہ ہے کہ وہ اپنی ہی بیوی سے ایک روپے کا نذرانہ وصول کر رہا ہے۔

گھر سے بھی نذرانہ وصولی کی تڑپ

مرزا قادیانی کی پوری زندگی مریدوں سے نذرانے بٹورنے میں گزری، لیکن اس کی پیسے کی تڑپ اتنی شدید تھی کہ وہ خواب میں اپنی بیوی کو بھی ایک مرید کی حیثیت سے دیکھ رہا ہے جو اسے ایک روپیہ نذر کر رہی ہے۔ یہ کسی بلند پایہ روحانی شخصیت کا خواب نہیں بلکہ ایک ایسے مادی انسان کی عکاسی ہے جس کے نزدیک عزت اور محبت کا معیار صرف نقد روپیہ ہے۔

ایک روپے کی عظیم الشان وحی

غور کیجیے کہ یہ تذکرہ (مرزا کے الہامات کی کتاب) میں درج ہے! کیا کائنات کے مالک کے پاس مرزا کو دکھانے کے لیے کائنات کے اسرار ختم ہو گئے تھے کہ اسے یہ دکھایا جا رہا ہے کہ اس کی بیوی اسے ایک روپیہ دے رہی ہے؟ اس معمولی بات کو الہام و کشف کے طور پر درج کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مرزا کے نزدیک ایک روپے کی اہمیت وحیِ

الٰہی سے بھی زیادہ تھی۔

سچے انبیاء اور گھریلو زندگی

نبی کریم ﷺ کی گھریلو زندگی زہد، ایثار اور قربانی کی مثال تھی۔ آپ ﷺ نے کبھی اپنی ازواج مطہرات سے نذرانے طلب نہیں کیے، بلکہ جو کچھ گھر میں آتا وہ غریبوں میں بانٹ دیتے۔ دوسری طرف مرزا قادیانی کا کشف ہے جہاں وہ اپنی بیوی سے بھی ایک روپے کی نذر لے کر خوش ہو رہا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

ترجمہ کنز الایمان: کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرلے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

(سورہ الانفال:67)

جعلی مسیحیت کا خلاصہ

جس شخص کے دماغ پر دن بھر روپے پیسوں کا قبضہ ہو، اسے خواب میں بھی بیوی سے روپیہ ہی ملتا نظر آتا ہے۔

ایک روپے کے گھریلو لین دین کو نذر کا نام دینا ثابت کرتا ہے کہ مرزا ہر رشتے کو صرف مالی فائدے کی عینک سے دیکھتا تھا۔

اگر یہ سچی نبوت ہوتی تو اسے امت کی فکر، دین کی سربلندی یا ہدایتِ خلق کے مناظر

دکھائے جاتے، نہ کہ ایک روپے کا سکہ۔

مرزا قادیانی کا یہ حوالہ اس کے کذب اور مادی پستی پر مہرِ تصدیق ثبت کرتا ہے۔جس مسیح کی کل کائنات بیوی سے ملنے والا ایک روپیہ ہو، وہ انسانیت کو فلاح کے راستے پر کیا لے کر جائے گا؟

روپوں سے نور کی کرنیں، مرزا کی مادی جادوگری

1903ء: آج بوقت چار بجے صبح کو مَیں نے ایک خواب دیکھا۔مَیں حیرت میں ہوں کہ اس کی کیا تعبیر ہے۔مَیں نے آپکی بیگم صاحبہ عزیزہ سعیدہ امتہ الحمید بیگم کو خواب میں دیکھا کہ جیسے ایک اولیاء اللہ خدا تعالیٰ سے تعلّق رکھنے والی ہوتی ہیں۔اور ان کے ہاتھ میں دس روپیہ سفید اور صاف ہیں۔ یہ میرے دل میں گذرا ہے کہ دس روپیہ ہیں۔مَیں نے صرف دُور سے دیکھے ہیں۔تب انہوں نے وہ دس روپیہ اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی طرف پھینکے ہیں۔اور ان روپوں میں سے نور کی کرنیں نکلتی ہیں جیسا کہ چاند کی شعاعیں ہوتی ہیں نہایت تیز اور چمکدار کرنیں ہیں جو تاریکی کو روشن کر دیتی ہیں اور مَیں اس وقت تعجب میں ہوں کہ روپیہ میں سے کس وجہ سے اس قدر نُورانی کرنیں نکلتی ہیں۔اور خیال گذرتا ہے کہ ان نورانی کرنوں کا اصل موجب خود وہی ہیں۔اس حیرت سے آنکھ کُھل گئی۔

(تذکرہ صفحہ 433)

مرزا قادیانی کا یہ خواب اس کی مادی ہوس کو تقدس کا لبادہ پہنانے کی بدترین کوشش ہے۔اس حوالے میں وہ نہ صرف روپے کو مرکزِ نگاہ بنا رہا ہے، بلکہ نہایت ڈھٹائی

سے چاندی کے سکوں سے نور کی کرنیں نکلتی دکھا کر اپنے مریدوں کو یہ باور کرا رہا ہے کہ اسے دیا جانے والا مال محض کاغذ یا دھات نہیں بلکہ روحانی نور ہے۔

دس روپے سے نور کی شعاعیں

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ دس روپیہ سفید اور صاف ہیں اور ان میں سے چاند کی شعاعوں جیسی تیز کرنیں نکل رہی ہیں، ثابت کرتا ہے کہ اس کے نزدیک نور کا منبع اللہ کی ذات یا ایمان نہیں، بلکہ مریدوں کی جیب سے نکلنے والے روپے ہیں۔ یہ سراسر ایک نفسیاتی شعبدہ بازی ہے تاکہ مرید خوش ہو کر مزید مال نچھاور کریں کہ ان کے دیے ہوئے دس روپے اندھیرے میں روشنی کر دیتے ہیں۔

مریدوں کی خواتین کو اولیاء اللہ بنانا

مرزا قادیانی نے یہاں ایک مرید کی بیگم کو اولیاء اللہ کے طور پر پیش کیا اور ان کے ہاتھ میں دس روپے دکھائے۔ یہ مریدوں کے خاندانوں کو متاثر کرنے اور انہیں مالی قربانی پر اکسانے کا ایک پرانا طریقہ تھا۔ مرزا کے نزدیک ولایت کا معیار بھی یہی تھا کہ ہاتھ میں صاف اور سفید روپے ہوں اور وہ مرزا کی طرف پھینکے جائیں۔

تعجب اور حیرت کا ڈرامہ

مرزا کہتا ہے کہ میں حیرت میں ہوں کہ روپوں میں سے نور کیوں نکلتا ہے۔ یہ حیرت دراصل ایک سوچی سمجھی چال تھی تاکہ مرید خود ہی یہ نتیجہ نکالے کہ چونکہ یہ مال مسیح موعود (نعوذ باللہ) کی راہ میں دیا جا رہا ہے، اس لیے یہ نورانی بن گیا ہے۔ سچے انبیاء اللہ کے کلام اور ہدایت کے نور پر بات کرتے تھے، جبکہ اس کذاب کا نور صرف کرنسی نوٹوں اور سکوں تک محدود تھا۔

قرآنی نور بمقابلہ مرزائی نور

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایمان، وحی اور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کو نور قرار دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ

ترجمہ کنزالایمان: بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

(سورہ المائدہ:15)

مرزا قادیانی نے اس مقدس نور کو دس روپے کے سکوں کے ساتھ جوڑ کر دین اسلام کا مذاق اڑایا۔

جعلی مسیحیت کا پول

مرزا کے کشوف میں کبھی سو روپے، کبھی پچاس اور اب یہ نورانی دس روپے اس بات کی گواہی ہیں کہ اس کی نبوت کا پورا ڈھانچہ مالیاتی رسیدوں پر کھڑا تھا۔

مرزا کا یہ دعویٰ کہ ان روپوں کی کرنیں تاریکی کو روشن کر دیتی ہیں ثابت کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی یاد کے بجائے مال کی چمک سے متاثر کرنا چاہتا تھا۔

جس شخص کی آنکھ اس حیرت سے کھلے کہ روپے اتنے چمکدار کیوں ہیں، اس کی روحانیت کا جنازہ تو اسی وقت نکل گیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے نورِ الٰہی جیسی عظیم اصطلاح کو مریدوں سے ملنے والے دس روپے کے سکوں کی نذر کر دیا۔ یہ حوالہ ثابت کرتا ہے کہ وہ ایک ایسا مکار تھا جس نے روپے کو خدا اور اس کی چمک کو وحی بنا کر پیش کیا۔

کچہری کا خواب اور 27 روپے کی گمشدگی

3 جون 1903ء: خواب میں دیکھا کہ کسی شخص نے مجھ کو کچھ روپیہ دیا کہ یہ سرکار سے تجھ کو ملا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ڈگری کا روپیہ تھا۔ مَیں نے اس کو ایک چادر کے پلّے سے باندھ کر رکھ لیا اور مَیں نے دینے والے کو پوچھا کہ کیا اس کی رسید لو گے۔ اس نے کہا کہ رسید کی حاجت نہیں، مَیں اعتباری آدمی ہوں۔ پھر دیکھا کہ وہ روپیہ گم ہوگیا۔ کوئی لے گیا۔ مَیں نے اُس شخص سے پوچھا کہ وہ کتنا روپیہ تھا۔ اُس نے کہا 27 روپے تھے۔ اور مَیں نے ایک شخص کو جو اپنے ملازموں میں سے معلوم ہوتا ہے پکڑ لیا کہ تو نے لیا ہے اور وہ انکار کرتا ہے۔ اب تک پتہ نہیں کہ کس نے لیا۔ ہم کچہری کے مقام پر ہیں مگر وہاں حاکم کوئی نہیں۔ بعد اس کے الہام ہوا:۔

اِنِّیْ مَعَکَ وَ مَعَ اَھْلِکَ۔ اِنِّیْ مَعَ کَثْرَۃِ رِزْقِکَ۔

(تذکرہ صفحہ 442)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کی نفسیاتی الجھنوں، قانونی مقدمات کے خوف اور مال کی شدید ہوس کا ایک ایسا ملغوبہ ہے جسے تذکرہ میں وحی کے طور پر درج کر دیا گیا۔ یہ حوالہ اس کذب کو پوری طرح بے نقاب کرتا ہے کہ مرزا کی نبوت کا ہر موڑ روپے کی گنتی اور گمشدگی پر ختم ہوتا ہے۔

ڈگری کا روپیہ اور قانونی جنون

مرزا قادیانی کا خواب میں خود کو کچہری میں دیکھنا اور اسے سرکار کی ڈگری کا روپیہ ملنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کے لاشعور میں ہر وقت قانونی فتوحات اور سرکاری مراعات کا لالچ

بسا رہتا تھا۔ ایک سچا نبی سلطنتِ الٰہیہ کی بات کرتا ہے، جبکہ مرزا کی کل سلطنت انگریز سرکار کی کچہریوں اور ڈگریوں تک محدود تھی۔

27 روپے کی گنتی اور چادر کا پلو

غور فرمائیں کہ جس کے پاس جبریل امین (بقولِ مرزا) وحی لے کر آتے تھے، وہ خواب میں بھی اپنی چادر کے پلو میں روپے باندھ رہا ہے! پھر 27 روپے کی مخصوص گنتی بتانا یہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا کا دماغ ایک کیشیئر کی طرح کام کر رہا تھا، جہاں ایک ایک روپے کا حساب وحی سے بھی زیادہ اہم تھا۔

رسید کی حاجت نہیں، مادی اعتبار کی تڑپ

خواب میں یہ مکالمہ کہ میں اعتباری آدمی ہوں، رسید کی حاجت نہیں دراصل مرزا کی اپنی اس خواہش کا عکس ہے کہ لوگ اس سے حساب کتاب نہ مانگیں اور جو مال وہ دین کے نام پر بٹور رہا ہے، اس کی کسی سے رسید نہ لینی پڑے۔

الہام کی پستی، کثرتِ رزق کی بشارت

جب روپیہ گم ہو گیا اور مرزا نے اپنے ہی ملازم پر چوری کا الزام لگا کر اسے پکڑ لیا، تو اس بیہودہ صورتحال میں الہام ہوتا ہے: اِنِّیْ مَعَ كَثْرَةِ رِزْقِكَ (میں تمہارے رزق کی کثرت کے ساتھ ہوں)۔

ایک طرف 27 روپے گم ہونے پر مرزا بدحواس ہے اور ملازموں کو پکڑ رہا ہے، اور دوسری طرف اللہ اسے کثرتِ رزق کی تسلی دے رہا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) مرزا کو یہ تسلی دینے کے لیے تھا کہ گھبراؤ مت، 27 روپے گئے تو کیا ہوا، مزید مال آنے والا ہے؟

سچے انبیاء کی بے نیازی بمقابلہ مرزا کی ہوس

قرآنِ مجید نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو مال کو گن گن کر رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ان

کا سہارا بنے گا۔

جعلی مسیحیت کا پول

خواب میں اپنے ہی ملازم پر چوری کا شک کرنا اور اسے پکڑنا مرزا کی بدظن طبیعت کو ظاہر کرتا ہے۔

مرزا کا یہ جملہ کہ ہم کچہری میں ہیں مگر حاکم کوئی نہیں اس کے اس خوف کی علامت ہے کہ اس کا کوئی پرسانِ حال نہیں اور اس کے معاملات الجھے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے کلام کو 27 روپوں کی گمشدگی اور چادر کے پلو کے تذکرے کے ساتھ جوڑنا وحیِ الٰہی کی بدترین توہین ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا الہام صرف اس کی تجوری کو سہارا دینے کے لیے تھا۔ جس کا خدا اسے گمشدہ روپوں کے بدلے مزید مال کی کثرت کا لالچ دے، وہ ایک ایسا کذاب ہے جس نے مذہب کو صرف اور صرف معاشی فائدہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔

پیسوں کی کشمش اور چندے کی ہوس

27 جولائی 1903ء: خواب میں مَیں نے دیکھا کہ ایک شخص گویا چراغ یا فجّا گورداسپور سے آیا ہے اور اس کے پاس کچھ روپے اور کچھ پیسے ہیں اور کہتا ہے کہ یہ بقیہ چندہ گورداسپور سے لایا ہوں۔ مَیں نے ایک خوان میں یعنی برتن میں وہ روپے پیسے جمع کرادیئے تو معلوم ہوا کہ بہت سے پیسے ہیں۔ مَیں نے چاہا کہ یہ چندہ کا روپیہ ہے اِس کو گِن لیں۔ جب مَیں گننے لگا تو وہ تمام پیسے کشمش کی شکل پر ہو گئے ہیں۔

(تذکرہ صفحہ 445)

مرزا قادیانی کی یہ رؤیا اس کے لاشعور کی ایسی عکاسی ہے جہاں دین، وحی، اور نبوت سب کچھ صرف چندہ وصولی کے گرد گھوم رہے ہیں۔ ایک مدعیِ مسیحیت کے خوابوں میں گورداسپور کے چندے کا آنا اور پھر ان سکوں کو گننے کی تڑپ اس کے مادی وجود کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

بقیہ چندہ کی فکر اور بے چینی

مرزا کا خواب میں یہ دیکھنا کہ کوئی شخص گورداسپور سے بقیہ چندہ لایا ہے، ظاہر کرتا ہے کہ اسے بیداری میں بھی ایک ایک شہر کے چندے کا حساب رہتا تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ابھی کچھ رقم باقی ہے (بقیہ)۔ سچے انبیاء کی بے چینی قوم کی ہدایت کے لیے ہوتی تھی، جبکہ مرزا کی بے چینی بقیہ چندے کی وصولی کے لیے تھی۔

برتن میں روپے پیسے اور گننے کا شوق

مرزا کہتا ہے میں نے چاہا کہ یہ چندہ کا روپیہ ہے اس کو گن لیں۔ یہ جملہ اس کی بخیلی اور مال سے رغبت کی انتہا ہے۔ وہ مسیح جو کائنات کو بدلنے نکلا تھا، خواب میں بھی ایک خوان (برتن) کے سامنے بیٹھ کر سکے گننے کی خواہش کر رہا ہے۔ کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی شامیں اور راتیں اس طرح سکے گننے کے تصور میں گزرتی ہیں؟

پیسوں کا کشمش بن جانا

جب مرزا نے ان سکوں کو گننا چاہا تو وہ کشمش کی شکل اختیار کر گئے۔ یہ ایک واضح نفسیاتی علامت ہے۔

مرزا کے نزدیک پیسہ صرف پیسہ نہیں تھا، بلکہ وہ لذت اور میٹھاس (کشمش) تھی جسے وہ ہر حال میں حاصل کرنا چاہتا تھا۔

یہ کشمش بننا اس بات کی علامت ہے کہ اس کے دعوے اور الہامات دراصل

دنیاوی لذتوں کے حصول کا ایک ذریعہ تھے۔وہ دین کے سکوں کو دنیا کی لذت میں بدل کر دیکھ رہا تھا۔

قرآن کا فرمان اور جمعِ مال کا وبال

قرآنِ مجید نے ایسے لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جن کی نظریں صرف جمع شدہ مال پر رہتی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ

ترجمہ کنزالایمان: جس دن تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔

(سورہ التوبہ:35)

جعلی مسیحیت کا خلاصہ

مرزا کے لیے ہر شہر سے آنے والا چندہ ایک معجزہ تھا، چاہے وہ گورداسپور ہو یا حیدرآباد۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ تم خدا اور دولت دونوں کی بندگی ایک ساتھ نہیں کر سکتے ،مگر مرزا قادیانی کا کشف دولت کو گننے اور اسے کشمش کی طرح چکھنے کا درس دے رہا ہے۔

جس کا تذکرہ (الہامی ڈائری) سکوں، پیسوں، روپوں اور چندوں کی وصولی کی

رپورٹوں سے بھرا ہو، وہ مصلحِ وقت نہیں بلکہ مریدوں کے مال پر پلنے والا ایک دنیا پرست کذاب ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی روحانیت کی بنیاد ہی چندہ پر رکھی تھی۔ سکوں کو کشمش کی طرح دیکھنا اس کی اس لذتِ زر کا عکاس ہے جس نے اسے جھوٹے دعوے کرنے پر اکسایا۔

سفید رومال، پیسوں کا تھیلہ اور انگور

2 مارچ 1904ء: وقت صبح کے دیکھا کہ ایک کاغذ کا تھیلہ ہے جو روپیہ سے بھرا ہوا ہے وہ مجھ کو کسی نے دیا اور مَیں نے لے لیا اور رومال سفید میں اس کو باندھنے لگا ہوں اور باندھتے وقت یہ دعا پڑھی رَبِّ اجْعَلْ بَرَکَۃً فِیْہِ اور یہ کلمہ بطور الہام تھا اور غنودگی ہوگئی اور دیکھا کہ ایک ٹوکرا انگوروں کے ڈبوں کا بھرا ہوا آیا ہے۔

(تذکرہ صفحہ 472)

مرزا قادیانی کی یہ رؤیا اس کے لاشعور میں رچی بسی مادی ہوس اور دنیاوی تعیّشات کی ایک اور بولتی تصویر ہے۔ یہاں بھی مرکزِ نگاہ وہی روپوں کا تھیلہ ہے، جسے تقدس دینے کے لیے ایک دعا کا تڑکا لگایا گیا اور آخر میں پیٹ کی تسکین کے لیے انگوروں کا ٹوکرا بھی شامل کر لیا گیا۔

روپوں سے بھرا تھیلہ

مرزا قادیانی کا یہ دیکھنا کہ اسے کسی نے روپیہ سے بھرا ہوا کاغذ کا تھیلہ دیا، اس کے ان مادی خوابوں کی عکاسی ہے جو وہ مریدوں سے وصولیوں کے سلسلے میں دیکھتا تھا۔ ایک سچا نبی علم و حکمت اور ہدایت کے خزانے بانٹنے آتا ہے، جبکہ مرزا کے خوابوں کا کل سرمایہ وہ

تھیلے ہیں جو اسے لوگوں سے ملتے تھے۔

سفید رومال میں برکت کی دعا

مرزا کہتا ہے کہ اس نے روپوں کو سفید رومال میں باندھتے وقت یہ دعا پڑھی: رَبِّ اجْعَلْ بَرَكَةً فِيْهِ (اے میرے رب! اس میں برکت ڈال دے)۔

ایک مدعیِ نبوت کا روپوں کے ڈھیر کے لیے ایسی دعا کرنا ثابت کرتا ہے کہ اس کے نزدیک سب سے بڑی نعمت نقد روپیہ ہی ہے۔

اس کلمے کو الہام قرار دینا دراصل مال کی ہوس کو رحمانی رنگ دینے کی ایک ناپاک کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام بندوں کو دنیا سے بے رغبت کرنے کے لیے آتا ہے، نہ کہ ان کی مالیاتی گٹھڑیوں میں برکت کی نوید سنانے کے لیے۔

انگوروں کے ڈبے، شکم پروری کا کشف

روپوں کے تھیلے کے فوراً بعد انگوروں کے ڈبوں سے بھرا ہوا ٹوکرا دیکھنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ مرزا کی روحانیت کا دائرہ کار صرف مال اور کھال (روپیہ اور کھانا) تک محدود تھا۔

جس کا خواب پیسوں سے شروع ہو کر انگوروں پر ختم ہو، وہ کائنات کا امام نہیں بلکہ ایک انتہا درجے کا دنیادار انسان ہے جس کی فکر پیٹ اور جیب سے آگے نہیں بڑھ سکی۔

قرآنی معیار اور دنیا دار مدعی

قرآنِ مجید نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ اصل کامیابی اور برکت اللہ کی یاد میں ہے، نہ کہ مال و اسباب کے ڈھیروں میں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ

هُمُ الْخَاسِرُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

(سورہ المنافقون:9)

مرزا قادیانی کا یہ تذکرہ ثابت کر رہا ہے کہ وہ اسی خسارے (نقصان) کا شکار تھا جہاں اس کی نمازیں اور خواب سب مال کی گنتی میں ضائع ہو رہے تھے۔

جعلی مسیحیت کا پول

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی فقر اور زہد کا نمونہ تھی، جبکہ مرزا قادیانی خواب میں بھی رومالوں میں روپے باندھنے کے مشغلے میں مصروف ہے۔

مرزا نے برکت کی دعا کو صرف اپنی جیب کے لیے مخصوص کر لیا۔

انگوروں کا ٹوکرا دیکھ کر خوش ہونا اس کی اس مرغن پسندی کی علامت ہے جس کے لیے وہ مریدوں سے پے در پے فرمائشیں اور چندے طلب کرتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے الہام کو ایک ایسا جادو بنا لیا تھا جس کے ذریعے وہ اپنی ہر نفسانی خواہش اور مادی ہوس کو جائز قرار دیتا تھا۔ جس کا الہامی صلہ انگور اور روپے ہوں، اس کی پیروی سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں۔

سفید گھوڑے کی سواری اور دوبارہ وصولی کا ڈھونگ

17 اکتوبر 1904ء: چودھری محمد علی خان صاحب اشرف ہیڈ ماسٹر بیرم پور نے بیان کیا کہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے) اسی مقدمہ کرم دین کی آخری پیشی پر تاریخ فیصلہ سے ایک دن قبل بوقت

نماز عصر.....فرمایا کہ ہم نے رؤیا دیکھی ہے ہم سفید گھوڑے پر سوار باہر سے گھر کو آرہے ہیں۔(مفہوم) اور ہمارے گھر والے یہ الفاظ کہہ رہے ہیں کہ ہمارا نقصان ہوگیا ہے (غالباً روپوں کا) تو مَیں نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں مَیں تو سلامت آگیا ہوں۔

(تذکرہ صفحہ 769)

مرزا قادیانی کا یہ حوالہ اس کے مادی فلسفے اور مالیاتی نبوت کا نچوڑ پیش کرتا ہے۔ جہاں انبیاء کرام علیھم السلام کی سلامتی سے مراد ایمان کی سلامتی اور امت کی ہدایت ہوتی تھی، وہاں اس کذاب کے نزدیک اس کی اپنی ذاتی سلامتی دراصل دوبارہ مال سمیٹنے کی ایک گارنٹی تھی۔

مقدمہ بازی اور الہامی سرمایہ کاری

مرزا قادیانی نے مریدوں سے خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے نام پر جو لاکھوں روپے اکٹھے کیے، وہ سب کرم دین جیسے معمولی مقدمات کی نذر ہو گئے۔ یہاں وہ خود اعتراف کر رہا ہے کہ تاریخِ فیصلہ سے ایک دن پہلے اسے روپے ضائع ہونے کا فکر لاحق تھا۔ جس کا توکل اللہ پر ہو، وہ عدالتی فیصلوں سے پہلے روپوں کے نقصان کے خواب نہیں دیکھتا۔

نقصان ہوگیا ہے، گھر والوں کا بین اور مرزا کی چال

خواب میں گھر والوں کا یہ کہنا کہ ہمارا نقصان ہوگیا ہے (غالباً روپوں کا)، اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ مرزا کے گھر کا پورا ماحول ہی صرف مال و دولت کے گرد گھومتا تھا۔ ان کے نزدیک نقصان سے مراد صرف نقدی کا چلا جانا تھا، چاہے وہ کذاب کی جھوٹی نبوت کا پردہ ہی کیوں نہ چاک ہو رہا ہو۔

میں تو سلامت آگیا ہوں، یعنی دکان ابھی کھلی ہے!

مرزا کا یہ جواب کہ کچھ مضائقہ نہیں، میں تو سلامت آ گیا ہوں، دراصل ایک ایسی مکارانہ تسلی ہے جو وہ اپنے گھر والوں اور خود کو دے رہا تھا۔ اس کا چھپا ہوا مطلب یہ تھا:

اگر مقدمے میں روپے ہار بھی گئے تو کوئی بات نہیں، میرا الہامی کاروبار تو ابھی سلامت ہے۔ میں پھر کوئی نیا الہام گھڑوں گا، پھر کسی مرید کو رضائے الٰہی کا لالچ دوں گا اور دوبارہ روپوں کے تھیلے بھر لوں گا۔

تکبر اور شاہانہ مزاج

خواب میں سفید گھوڑے پر سوار ہو کر گھر آنا مرزا کے اس شاہانہ مزاج اور تکبر کی علامت ہے جس کے لیے اس نے دین کا لبادہ اوڑھا تھا۔ وہ خود کو ایک فاتح کی طرح دیکھنا چاہتا تھا، چاہے وہ فتح مریدوں کی جیبوں پر ہی کیوں نہ ہو۔

قرآنی تنبیہ اور مال پرست مدعی

قرآنِ مجید نے ان لوگوں کی سخت مذمت کی ہے جو اللہ کی آیات کو دنیاوی فائدے کے لیے بیچتے ہیں اور مال کے ضائع ہونے پر حیلے بہانے تراشتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑتے دھڑے (آتش کدے) میں جائیں گے۔

(سورہ النساء:10)

مرزا قادیانی نے مریدوں کا مال مقدمہ بازی میں اڑا کر ثابت کر دیا کہ وہ حبل اللہ

(اللہ کی رسی) نہیں بلکہ حبل المال (مال کی رسی) تھامے ہوئے تھا۔

کذاب کی پہچان

ایک سچا مصلح اپنے نقصان پر اللہ کی رضا پر راضی رہتا ہے، جبکہ مرزا اپنے جینے کو دوبارہ کمانے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

مرزا کا پورا نظامِ فکر اس یقین پر قائم تھا کہ جب تک وہ زندہ ہے، اس کے الہامی ہتھکنڈے اسے بھوکا نہیں مرنے دیں گے۔

یہ حوالہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا کے نزدیک اس کی اپنی زندگی کی اہمیت صرف اس لیے تھی کہ وہ اس مال کے نقصان کی تلافی نئے چندوں سے کر سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مذہب کو ایک ایسی انشورنس کمپنی بنالیا تھا جہاں وہ ہر نقصان کے بعد ایک نیا الہامی کلیم (Claim) کر کے مریدوں کو لوٹ لیتا تھا۔ جس کا سلامت آنا صرف مال کی واپسی کی نوید ہو، وہ مسیح نہیں بلکہ ایک گھناؤنا کذاب ہے۔

ٹیچی ٹیچی فرشتہ اور مرزا کی مالیاتی جنونیت

3 مارچ 1905ء: وہ رات جس کے بعد جمعہ 3 مارچ 1905ء ہے ایک بجنے کے بعد پینتیس 35 منٹ اس رات مَیں نے خواب دیکھا کہ کچھ روپیہ کی کمی اور سخت مشکلات پیش ہیں اور بہت فکر دامن گیر ہے۔ مَیں کسی کو کہتا ہوں کہ ایک کاغذ بناؤ جس میں لکھا ہو کہ جمع یہ تھا اور خرچ یہ ہوا۔ کوئی میری بات کی طرف توجہ نہیں کرتا اور سامنے ایک شخص کچھ حساب کے کاغذات لکھ رہا ہے۔ مَیں نے شناخت کیا کہ یہ تو لچھمی داس جمع خرچ نویس ہے جو کسی زمانہ میں خزانہ سیالکوٹ میں اسی عہدہ پر نوکر تھا۔ مَیں نے اس کو بُلانا چاہا۔ وہ بھی نہ آیا۔ لاپرواہ رہا۔

اور مَیں نے دیکھا کہ روپیہ کی بہت کمی ہے۔کسی طرح بات نہیں بنتی۔ اسی اثناء میں ایک صالح مرد سادہ طبع سادہ پوش آیا۔اس نے اپنی بھری ہوئی مٹھی روپیہ کی میری جھولی میں ڈال دی اور ایسے جلدی چلا گیا کہ مَیں اس کا نام بھی نہیں پوچھ سکا مگر پھر بھی روپیہ کی کمی رہی۔ پھر ایک اَور صالح مرد آیا جو محض نورانی شکل سادہ طبع کوٹلہ کے ایک صوفی کی شکل کے مشابہ تھا جس کا نام غالباً کرم الٰہی یا فضل الٰہی ہے جس نے کُرتہ بیچ کر ہمیں روپیہ دیا تھا صورت انسان کی ہے مگر علیٰحدہ خلقت کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔اس نے دونوں ہاتھ روپیہ سے بھر کر میری جھولی میں وہ روپیہ ڈال دیا اور وہ بہت سارو پیہ ہوگیا۔مَیں نے پوچھا آپ کا نام کیا۔اس نے کہا۔نام کیا ہوتا ہے نام کچھ نہیں۔مَیں نے کہا کچھ بتلاؤ۔نام کیا ہے۔اس نے کہا۔ **ٹیچی**۔اور مَیں اُس وقت چشمِ پُر آب ہوگیا کہ ہماری جماعت میں ایسے بھی ہیں جو اِس قدر روپیہ دیتے اور نام نہیں بتلاتے' اور ساتھ ہی کہتا ہوں کہ یہ تو آدمی نہیں یہ تو فرشتہ ہے۔اور جب بہت سے مال کا نظارہ میرے سامنے آیا مَیں نے کہا مَیں اس میں سے منظور محمد کی بیوی کو دوں گا کہ وہ حاجتمند ہے اور جب مَیں نے یہ خواب دیکھا اس وقت رات کا ایک بج کر اس پر پینتیس منٹ زیادہ گذر چکے تھے۔

(تذکرہ صفحہ 494)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کے کذب، مادی ہوس اور ذہنی انتشار کا وہ شاہکار ہے جسے پڑھ کر ہنسی بھی آتی ہے اور اس کی جسارت پر افسوس بھی ہوتا ہے۔ یہ حوالہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا

کے الہامی نظام میں فرشتے بھی مریدوں کی شکل میں آ کر صرف روپوں کی بوریاں بھرنے کا کام کرتے تھے۔

لچھمی داس اور حساب کتاب کی فکر

مرزا قادیانی کا خواب میں سیالکوٹ کے ایک پرانے جمع خرچ نویس (اکاؤنٹنٹ) لچھمی داس کو دیکھنا اور اس کے پیچھے بھاگنا ظاہر کرتا ہے کہ مرزا کے دماغ پر ہر وقت ڈیبٹ اور کریڈٹ (جمع خرچ) سوار رہتا تھا۔ ایک مدعیِ نبوت کا خواب میں حسابات کے کاغذات کے لیے ایک ہندو منشی کی منتیں کرنا اس کی مادی فکر کی پستی کی انتہا ہے۔

ٹیچی فرشتہ، مضحکہ خیز نام اور روپے کی مٹھی

مرزا قادیانی نے اپنی مالی تنگی کو دور کرنے کے لیے ایک فرشتہ گھڑا جس کا نام ٹیچی رکھا۔ پوری اسلامی تاریخ اور قرآن و حدیث میں جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل جیسے معزز نام ملتے ہیں، مگر کذابِ قادیان کے پاس ایک ایسا فرشتہ آتا ہے جس کا نام ٹیچی ہے! یہ نام کسی نبوی وحی کا نہیں بلکہ کسی مداری کے کرتب کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔

یہ فرشتہ بھی کسی ہدایت یا وحی کے بجائے دونوں ہاتھ روپوں سے بھر کر لاتا ہے اور مرزا کی جھولی میں ڈال دیتا ہے۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا کی نظر میں فرشتوں کا اصل کام صرف نقد رقوم کی فراہمی تھا۔

کرتہ بیچ کر روپیہ دینے والا صوفی

مرزا نے خواب میں ایک ایسے شخص کو فرشتہ بنا کر پیش کیا جس نے بقول اس کے کرتہ بیچ کر اسے پیسے دیے تھے۔ یہ مریدوں کو جذباتی طور پر بلیک میل کرنے کا ایک بدترین طریقہ تھا تاکہ وہ اپنی بنیادی ضروریات (یہاں تک کہ لباس) بیچ کر بھی مرزا کی تجوری بھرتے رہیں۔

روپوں پر گرنے والے آنسو

مرزا کہتا ہے کہ جب اسے بہت سارو پیہ ملا تو اس کی آنکھیں بھر آئیں۔سبحان اللہ! سچے انبیاء اللہ کی خشیت اور امت کے غم میں روتے تھے، جبکہ مرزا قادیانی بہت سے مال کا نظارہ دیکھ کر رو رہا ہے۔یہ آنسو رحمانی نہیں بلکہ شیطانی اور مادی لالچ کے آنسو ہیں۔

جعلی مسیحیت کا پول

ایک بج کر پینتیس منٹ جیسی جزئیات لکھنا صرف مریدوں پر رعب ڈالنے کے لیے تھا، ورنہ حقیقت میں یہ محض ایک دنیا دار شخص کا خواب تھا جسے پیسوں کی قلت نے پریشان کر رکھا تھا۔

خواب میں مال میں سے دوسروں کو دینے کا ذکر کرنا بھی ایک چال تھی تاکہ مرید سمجھیں کہ مرزا بہت سخی ہے اور اسے مزید مال دیا جائے۔

مرزا نے اسے علیحدہ خلقت کا آدمی کہا، مگر نام ٹیچی رکھ کر اپنی ہی بات کا مذاق اڑوا دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ جس کا فرشتہ ٹیچی ہو اور جس کی کل روحانیت پچھمی داس کے حساب کتاب اور مٹھی بھر روپوں پر منحصر ہو، وہ کائنات کا بدترین کذاب ہی ہو سکتا ہے۔مرزا قادیانی نے اللہ کے مقدس فرشتوں کی توہین کی اور دین کو ایک مضحکہ خیز مالیاتی ڈرامہ بنا کر پیش کیا۔

آسمانی چڑا یا پچاس روپے کی قیمت

> 4 جون 1906ء:(الف) رؤیا۔ دیکھا کہ مَیں ایک جگہ ہوں اور وہاں ایک چادر ایک اُونچی جگہ پر رکھی ہوئی ہے۔اتنے میں ایک چڑا آیا اور اس چادر پر بیٹھ گیا۔تب مَیں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ جس طرح بنی اسرائیل کے واسطے آسمان سے پرند اُترتے تھے اسی طرح ہمارے واسطے ہے۔

(ب) مجھے یاد ہے کہ جب نظام الدین کیلئے مَیں نے دعا کی تب خواب میں دیکھا کہ ایک چڑا اُڑتا ہوا میرے ہاتھ میں آگیا اور اُس نے اپنے تئیں میرے حوالہ کر دیا اور مَیں نے کہا کہ یہ ہمارا آسمانی رزق ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر آسمان سے رزق اُترا کرتا تھا۔

حاشیہ: نظام الدین نام سیالکوٹ میں ایک مستری ہے۔ چند روز ہوئے اس کا ایک خط میرے نام آیا.......اس کا مضمون یہ تھا کہ مَیں فوجداری جُرم میں گرفتار ہوگیا ہوں اور کوئی صورت رہائی کی نظر نہیں آتی۔ اس بیقراری میں مَیں نے یہ نذر مانی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اِس خوفناک مقدمہ سے رہا کر دے تو مَیں مبلغ پچاس روپیہ نقد آپ کی خدمت میں بلا توقف ادا کر دوں گا۔ اِتفاق ایسا ہوا کہ جب اس کا خط پہنچا تو مجھے خود روپیہ کی ضرورت تھی۔ تب مَیں نے دعا کی کہ اے خدائے قادر و کریم! اگر تُو اس شخص کو اس مقدمہ سے رہائی بخشے تو تین طور کا فضل تیرا ہوگا۔ اوّل یہ کہ یہ مضطر آدمی اس بَلا سے رہائی پا جائے گا۔ دوم مجھے جو اِس وقت روپیہ کی ضرورت ہے میرا مطلب کسی قدر پُورا ہوگا۔ سوم تیرا نشان ظاہر ہو جائے گا۔ دُعا کرنے سے چند روز بعد نظام الدین کا خط آیا.........اور دوسرے روز پچاس روپے آگئے۔

(تذکرہ صفحہ 593،592)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کے مادی نظریات کی ایک اور پست ترین مثال ہے۔ جہاں بنی اسرائیل پر من وسلویٰ (آسمانی رزق) ان کی جسمانی بقا اور اللہ کی نعمت کے طور پر اترتا تھا، وہاں مرزا قادیانی نے ایک چڑے کو محض پچاس روپے کے عوض آسمانی رزق

قرار دے دیا۔ یہ حوالہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا کی دعا، الہام اور نشانات سب ایک نذرانے کے مرہونِ منت تھے۔

چڑا اور بنی اسرائیل کا مضحکہ خیز موازنہ

مرزا کہتا ہے کہ جیسے بنی اسرائیل پر آسمان سے پرندے اترتے تھے، ویسے ہی میرے لیے یہ چڑا اترا۔

بنی اسرائیل پر بٹیر (سلویٰ) اترتے تھے تا کہ ایک پوری قوم کی بھوک مٹ سکے۔

مرزا کے لیے آسمانی رزق کا مطلب ہدایت یا روحانیت نہیں بلکہ ایک ایسے مستری کی رہائی ہے جو اسے نقد رقم دے سکے۔ مرزا نے اللہ کی عظیم نعمتوں کا موازنہ پچاس روپے کی وصولی سے کر کے اپنی پست ذہنی سطح کا ثبوت دیا۔

دعا میں تین فضل: پہلے پیسہ، پھر نشان

مرزا کی دعا کے الفاظ غور طلب ہیں، وہ اللہ کے سامنے تین شرطیں رکھتا ہے:

1. مستری رہا ہو جائے۔

2. مجھے جو اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے میرا مطلب پورا ہو گا (اصل مقصد یہی تھا)۔

3. نشان ظاہر ہو گا۔

یعنی مرزا کے نزدیک نشانِ الٰہی تیسرے نمبر پر ہے، جبکہ اس کی اپنی مالی ضرورت پہلے اور دوسرے نمبر پر ہے۔ یہ کسی نبی کی عاجزی نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کی سودے بازی ہے جو اللہ کے نام پر اپنا کاروبار چلا رہا ہو۔

نذرانہ اور مقدمہ بازی کا تعلق

مستری نظام الدین نے صاف لکھا کہ اگر رہا ہوا تو پچاس روپے دوں گا۔ مرزا کا اس پر

دعا کرنا اور اسے آسمانی رزق کہنا ثابت کرتا ہے کہ:

مرزا کی دعائیں صرف ان کے لیے تھیں جو نذرانے کی بولی لگاتے تھے۔

اگر مستری پچاس روپے کی نذر نہ مانتا، تو شاید مرزا کو اس کی اضطرابی حالت پر رحم نہ آتا۔

اللہ کی آیات کو بیچنا

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سخت وعید سنائی ہے جو اللہ کی آیات اور دعاؤں کو تھوڑی سی قیمت (دنیاوی مال) کے عوض بیچتے ہیں۔

وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ

ترجمہ: اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو اور مجھی سے ڈرو۔

(سورہ البقرہ:41)

مرزا قادیانی نے پچاس روپے کے لیے اللہ کے نشان کا سودا کر کے اسی جرم کا ارتکاب کیا۔

جعلی مسیحیت کا پول

خواب میں چڑے کا ہاتھ میں آنا دراصل اس مادی رقم (پچاس روپے) کی علامت تھی جو مرزا کے ہاتھ میں آنے والی تھی۔ اس نے پرندے کو رزق کہہ کر اپنی شکم پروری اور ہوسِ زر کو چھپانے کی کوشش کی۔

دنیا میں روزانہ ہزاروں لوگ مقدمات سے رہا ہوتے ہیں۔ اسے آسمانی نشان صرف وہی کہہ سکتا ہے جس کی نظر مرید کے جیب سے نکلنے والے نوٹوں پر ہو۔

مرزا نے خود تسلیم کیا کہ اسے روپیہ کی ضرورت تھی، اس کا مطلب ہے کہ اس کے الہامی خزانے خالی تھے اور وہ مریدوں کی نذروں کا محتاج تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا آسمانی رزق صرف اور صرف مریدوں کا مال تھا جسے وہ کبھی چڑا، کبھی انگور اور کبھی نورانی روپے کہہ کر وصول کرتا تھا۔ جس کی نبوت پچاس روپے کے نذرانے پر نشان دکھاتی ہو، وہ کذاب نہیں تو اور کیا ہے؟

دعائیں برائے فروخت، تین ہزار میں الہامی سودے بازی

1906ء: نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ مع اپنے بھائیوں کے سخت مشکلات میں پھنس گئے تھے۔ منجملہ ان کے یہ کہ وہ ولی عہد کے ماتحت رعایا کی طرح قرار دیئے گئے تھے اور اُنہوں نے بہت کچھ کوشش کی مگر ناکام رہے۔ اور صرف آخری کوشش یہ باقی رہی تھی کہ وہ نواب گورنر جنرل بہادر بالقابہ سے اپنی داد رسی چاہیں اور اس میں بھی کچھ اُمّید نہ تھی کیونکہ اُن کے برخلاف قطعی طور پر حکامِ ماتحت نے فیصلہ کر دیا تھا۔ اس طوفانِ غم وہمّ میں جیسا کہ انسان کی فطرت میں داخل ہے اُنہوں نے صرف مجھ سے دُعا ہی کی درخواست نہ کی بلکہ یہ بھی وعدہ کیا کہ اگر خدا تعالیٰ اُن پر رحم کرے اور اس عذاب سے نجات دے تو وہ تین ہزار نقد روپیہ بعد کامیابی کے بلا توقّف لنگر خانہ کی مدد کیلئے ادا کریں گے۔ چنانچہ بہت سی دُعاؤں کے بعد مجھے یہ الہام ہوا کہ:۔

اے سَیف اپنا رُخ اِس طرف پھیر لے

تب مَیں نے نواب محمد علی خان صاحب کو اِس وحیِ الٰہی سے اطلاع دی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے اُن پر رحم کیا۔

(تذکرہ صفحہ 648،649)

مرزا قادیانی کا یہ حوالہ اس کے مادی مقاصد اور روحانیت کے نام پر کی جانے والی تجارت کا ایک اور تاریک باب کھولتا ہے۔ یہاں صاف ظاہر ہے کہ مرزا کی دعاؤں کا رخ اللہ کی طرف نہیں بلکہ نوابوں کی تجوریوں کی طرف تھا، اور وحیِ الٰہی بھی تبھی نازل ہوتی تھی جب رقم کا ہندسہ (تین ہزار) بڑا ہو۔

نذرانہ پہلے، دعا بعد میں

نواب محمد علی خان کے حالات سے واضح ہے کہ وہ دنیاوی طور پر مایوس ہو چکے تھے۔ ایسے میں مرزا نے ان کی مجبوری کا فائدہ اٹھایا۔ نواب نے نہ صرف دعا کی درخواست کی بلکہ تین ہزار روپے کا بھاری وعدہ بھی کیا۔ مرزا کا اس واقعے کو فخر سے لکھنا ثابت کرتا ہے کہ اس کے ہاں دعا کی قبولیت کا دارومدار سائل کے اخلاص پر نہیں بلکہ اس کے وعدہ نذرانہ پر تھا۔

الہامی سیاسی مداخلت

مرزا کا الہام: اے سیف اپنا رخ اس طرف پھیر لے، دراصل ایک سیاسی اشارہ تھا۔ اس وقت سیف (تلوار) سے مراد برطانوی حکام یا وائسرائے کی طاقت تھی جسے مرزا اپنے الہام کے ذریعے نواب کے حق میں موڑنے کا دعویٰ کر رہا تھا۔ یہ وحی نہیں بلکہ ایک ہوشیار انسان کی پیشگوئی تھی جو نواب کی آخری کوشش (گورنر جنرل سے اپیل) کے نتیجے پر جوا کھیل رہا تھا۔

لنگر خانہ یا ذاتی خزانہ؟

مرزا نے رقم کو لنگر خانہ کے نام سے جوڑ کر اسے مذہبی رنگ دینے کی کوشش کی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مرزا کے لنگر خانے کا کوئی باقاعدہ حساب کتاب نہ تھا اور مریدوں کا مال مرزا کی شاہانہ زندگی اور فضول مقدمہ بازی میں خرچ ہوتا تھا۔ تین ہزار روپے اس دور میں ایک خطیر رقم تھی، جس کے عوض مرزا نے نواب کو کامیابی کا پروانہ جاری کیا۔

سچے انبیاء کی بے نیازی بمقابلہ مرزا کی سودے بازی

قرآنِ مجید میں حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح اور تمام انبیاء علیہم السلام کا یہ قول بار بار دہرایا گیا ہے:

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ کنزالایمان: اور میں تم سے کچھ اس پر اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

(سورہ الشعراء:145)

مرزا قادیانی نے اس نبوی اصول کی دھجیاں اڑاتے ہوئے دعاؤں کی قیمت مقرر کی، جو اسے مصلح نہیں بلکہ ایک روحانی تاجر ثابت کرتی ہے۔

جعلی مسیحیت کا پول

اگر نواب تین ہزار کے بجائے صرف تین روپے کا وعدہ کرتا، تو کیا مرزا اتنی سخت دعائیں کرتا؟ مرزا کے الہامات رقم کی مقدار دیکھ کر نازل ہوتے تھے۔

مرزا نے ہمیشہ انگریز حکام (گورنر جنرل وغیرہ) کے فیصلوں کو آسمانی تقدیر بنا کر پیش کیا تاکہ مریدین پر یہ تاثر بیٹھے کہ انگریزوں کے دل مرزا کے قبضے میں ہیں۔

اس واقعے کو نشان کہنا اللہ کی توہین ہے۔ دنیاوی اپیلوں میں کامیابی یا ناکامی ایک عام انتظامی عمل ہے، اسے وحی کہنا سراسر دھوکہ دہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دین کو ایک سروس سینٹر بنا دیا تھا جہاں بھاری فیس (نذرانہ) ادا کر کے الہامی دعا خریدی جا سکتی تھی۔ جس کا اللہ تین ہزار روپے دیکھ کر سیف کا رخ بدلتا ہو، وہ اللہ نہیں بلکہ مرزا کا اپنا تراشا ہوا ایک حسابی بت تھا۔

تخت پوش پر نمک اور منی آرڈر کی وحی

1883ء: مرزا دین محمد صاحب سکنہ لنگر وال ضلع گورداسپور نے بیان کیا: ۔ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے صبح کے قریب جگایا اور فرمایا کہ: ۔

''.....مَیں نے دیکھا ہے کہ میرے تخت پوش کے چاروں طرف نمک چُنا ہوا ہے۔''

......فرمایا کہ کہیں سے بہت سا روپیہ آئے گا۔ اس کے بعد مَیں چار دن یہاں رہا۔ میرے سامنے ایک منی آرڈر آیا۔ جس میں ہزار سے زائد روپیہ تھا۔

(تذکرہ صفحہ 743،742)

مرزا قادیانی کی یہ رؤیا اس کے مادی تخیل کی ایک ایسی مثال ہے جہاں نمک جیسی عام شے کو بھی وہ روپوں کی آمد کا پیش خیمہ بنا کر پیش کر رہا ہے۔ یہ حوالہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا کے نزدیک کائنات کی ہر علامت، چاہے وہ نمک ہو یا چڑا، گھوم پھر کر صرف ایک ہی نتیجے پر پہنچتی تھی، منی آرڈر۔

نمک اور روپوں کا مضحکہ خیز جوڑ

مرزا کا یہ دیکھنا کہ اس کے تخت پوش (بیٹھنے کی جگہ) کے چاروں طرف نمک چُنا ہوا ہے، اور اس کی تعبیر یہ نکالنا کہ بہت سا روپیہ آئے گا، سراسر ایک من گھڑت فلسفہ ہے۔

نمک تواضع، ذائقے یا برکت کی علامت ہو سکتا ہے، لیکن مرزا نے اسے براہِ راست ہزار سے زائد روپے سے جوڑ دیا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مرزا کا ذہن خوابوں کی تعبیر میں بھی صرف مادی فائدے تلاش کرتا تھا۔

منی آرڈر کا انتظار اور نبوت کا معیار

مرزا نے اپنے مرید کو صبح سویرے جگا کر یہ خوشخبری سنائی۔ ایک سچا نبی اپنے ساتھیوں کو تہجد کے لیے جگاتا ہے تاکہ وہ اللہ کے حضور روئیں، مگر مرزا اپنے ساتھی کو اس لیے جگا رہا ہے تاکہ اسے آنے والے منی آرڈر کی پیشگی اطلاع دے کر اپنی کرامت کا رعب جما سکے۔ جس نبوت کی صبح روپوں کی گنتی سے شروع ہو، اس کی روحانیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

ہزار روپے کی چمک

اس دور میں (1883ء) ایک ہزار روپے کی رقم ایک بہت بڑی دولت تھی۔ مرزا کا اس رقم کے آنے پر مرید کے سامنے فخر کرنا ثابت کرتا ہے کہ اسے دین کی اشاعت سے زیادہ اس بات کی فکر تھی کہ لوگ اسے کامیاب اور مالدار دیکھیں۔ مرزا کے نزدیک نشانِ صداقت صرف یہ تھا کہ اس کے پاس نقد رقم پہنچ رہی ہے۔

قرآنی توکل بمقابلہ مرزائی منی آرڈر

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے متقین کی صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور جو رزق اللہ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ

ترجمہ: وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری میں اٹھائیں۔

(سورہ البقرہ:3)

مرزا قادیانی کا پورا نظام خرچ کرنے کے بجائے جمع کرنے اور اس کے لیے الہامی بہانے تراشنے پر مبنی تھا۔

جعلی مسیحیت کا پول

اگر مرزا کو خواب میں مٹی نظر آتی، تو شاید وہ کہتا کہ زمینیں ملیں گی۔ اس کی ہر تعبیر کا رخ صرف مادی جائیداد اور نقدی کی طرف تھا۔

مرزا ایسے واقعات اپنے مریدوں کے سامنے جان بوجھ کر کرتا تھا تاکہ وہ باہر جا کر اس کی مالیاتی پیشگوئیوں کی تشہیر کریں اور مزید لوگ متاثر ہو کر چندے بھیجیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو یہاں تک فرمایا تھا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزرنا آسان ہے مگر دولت مند کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل۔ جبکہ یہ نام نہاد مسیح نمک کو بھی روپوں میں بدل کر دیکھ رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی تمام تر ذہنی توانائی اس بات پر صرف کی کہ کس طرح عام واقعات اور خوابوں کو مالیاتی معجزات بنا کر پیش کیا جائے۔ تخت پوش کے گرد نمک نہیں، بلکہ مرزا کے دل کے گرد دنیا کی ہوس چُنی ہوئی تھی، جس نے اسے جھوٹے دعوؤں کی وادی میں دھکیل دیا۔

دعا کی قیمت اور چھوٹا بیگ

1899ء: حضرت اقدس کو رؤیا ہوئی کہ حامد علی آ کر کہتا ہے کہ باہر ایک ہندو کھڑا ہے اور دُعا کیلئے درخواست کرتا ہے۔ حضور اقدس اسے کہتے ہیں کہ بے نذر لئے ہم دُعا کرنے کے نہیں۔ پھر حامد علی دوبارہ واپس آتا ہے تو ایک چھوٹا بَیگ اور دو 2 چادریں ہیں اُن میں روپیہ بھر کر لاتا ہے۔ فرمایا ہندو سے مراد ایسا شخص ہوا کرتا ہے جو دُنیا کے غم ہم میں مبتلا ہو اور چاہے کہ کسی طرح دُنیوی ابتلاؤں سے نجات ہو۔

(تذکرہ صفحہ 759،760)

یہ مکتوب حضرت مولانا نے افریقہ کے ایک شخص کو لکھا کہ آپ کا وعدہ ارسال روپیہ آنے سے ایک ہفتہ قبل حضور اقدس کو رؤیا ہوئی ....پھر جب نام بنام فہرست چندہ پر مشتمل خط آیا تو تاویل و تصدیق واضح ہوگئی۔

(تذکرہ صفحہ 760)

مرزا قادیانی کا یہ حوالہ اس کے کذب اور کاروباری ذہنیت کا وہ حتمی ثبوت ہے جس کے بعد کسی مزید دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ یہاں وہ صاف لفظوں میں اعتراف کر رہا ہے کہ اس کی بارگاہِ نبوت میں دعا مفت نہیں ملتی، بلکہ اس کے لیے پہلے نذرانہ پیش کرنا لازمی ہے۔

بے نذر لیے ہم دعا کرنے کے نہیں

یہ جملہ مرزا قادیانی کی پوری تحریک کا خلاصہ ہے۔ سچے انبیاء علیہم السلام کا یہ شیوہ رہا کہ انہوں نے مصیبت زدہ لوگوں کے لیے بغیر کسی لالچ کے اللہ سے التجائیں کیں۔ مگر یہاں مرزا قادیانی ایک شرط لگا رہا ہے پہلے مال، پھر دعا۔ یہ کسی روحانی پیشوا کا نہیں بلکہ ایک پیشہ ور تعویذ نویس یا مادی سوداگر کا رویہ ہے جس نے اللہ کے نام کو اپنی دکان کی زینت بنا لیا تھا۔

روپوں سے بھرا بیگ اور دو چادریں

خواب میں چھوٹا بیگ اور دو چادریں روپوں سے بھری دیکھ کر مرزا کا مطمئن ہونا اس کی ہوسِ زر کی انتہا ہے۔ وہ اپنی چادروں کو مریدوں کے مال سے بھرتا ہوا دیکھ کر خوش ہو رہا ہے۔ یہ وہی مادی سوچ ہے جو مرزا کے ہر خواب اور الہام میں نقدی کی صورت میں ظاہر ہوتی رہی۔

ہندو کی من گھڑت تعبیر

مرزا نے ہندو سے مراد دنیاوی غموں میں مبتلا شخص لی۔ یہ ایک ایسی تعبیر ہے جو اس

نے اپنی نذرانہ پالیسی کو جواز دینے کے لیے گھڑی۔ مقصد یہ تھا کہ اگر کوئی دنیاوی مشکل دور کروانے آئے، تو اس سے مال وصول کرنا عین شریعتِ مرزا ہے۔

سچے انبیاء کا زہد اور مرزا کی تجارت

قرآنِ مجید انبیاء کی زبان سے اعلان کرواتا ہے:

قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ میں نے تم سے اس پر کچھ اجر مانگا ہو تو وہ تمہیں کو میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

(سورہ سبا:47)

مرزا قادیانی اس قرآنی اصول کے بالکل برعکس کہتا ہے کہ ہم نذرانہ لیے بغیر دعا نہیں کرتے۔ یہ براہِ راست اللہ کے دین سے بغاوت اور نبوت کے پاکیزہ منصب کی توہین ہے۔

جعلی مسیحیت کا آخری پردہ

مرزا نے دعا کو ایک ایسی شے بنا دیا جسے خریدا جا سکتا ہے۔

اس طرح کے خواب سنا کر مرزا اپنے مریدوں کو یہ پیغام دیتا تھا کہ اگر تم اپنی مشکلات حل کروانا چاہتے ہو، تو بیگ بھر کر روپے لاؤ۔

جو شخص خود کو مسیح کہے اور اس کے دل میں غریبوں کے لیے ہمدردی کے بجائے ان کے بیگ اور چادروں پر نظر ہو، وہ انسانیت کا دشمن ہے، ہمدرد نہیں۔

ہم نے مرزا قادیانی کے تذکرہ سے جو حوالے پیش کیے، ان سے ایک ایسی تصویر ابھرتی ہے جو کسی مالیاتی ٹھگ کی تو ہو سکتی ہے، مگر کسی اللہ والے کی نہیں۔

1. کبھی 25 روپے کا طلبانہ۔

2. کبھی آسمان سے اترتا روپیہ۔

3. کبھی 27 روپے کی گمشدگی پر الہامی تسلی۔

4. کبھی ٹیچی فرشتے کی مٹھی بھر رقم۔

5. اور اب یہ کہ بغیر نذرانے کے دعا نہیں ہوگی۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مذہب کو ایک منافع بخش کاروبار بنا لیا تھا جہاں الہامات، خواب اور دعائیں سب کچھ مادی قیمت پر فروخت ہوتے تھے۔

مرزا فیملی پر چندہ خوری کے الزامات

1908ء: خدا نے مجھے بتلایا ہے کہ لنگر جب تک تمہارے ہاتھ میں ہے چلتا رہے گا۔ اگر مَیں اسے ان کے ہاتھ میں دے دوں تو یہ چند دنوں میں ہی بند ہو جاوے۔

حاشیہ: یعنی وہ لوگ جو لنگر خانہ کے خرچ پر اعتراض کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضور علیہ السلام لاہور میں تھے تو ان میں سے ایک نے اپنے دوست کے نام لاہور ان دنوں قادیان سے ایک خط لکھا تھا اور اس میں ظاہر یہ کیا تھا کہ لنگر خانہ کا خرچ آمد سے بہت کم ہے اور جو روپیہ حضرت صاحبؑ کے پاس آتا ہے وہ سب لنگر خانہ میں نہیں بلکہ اپنے گھر میں اور اپنے لوگوں پر نامناسب طور پر خرچ ہوتا ہے...... یہ خط وفات سے کچھ روز ہی پہلے لاہور بھیجا گیا اور اس کا علم حضرت اقدس علیہ السلام مغفور کو بھی ہو گیا تو آپ کو بہت رنج ہوا۔ اور فرمایا کہ ”ایسا لکھنے والا احمق ہے وہ

بیوقوف ہے۔ وہ نہیں دیکھتا کہ مہمان تو یہاں آ رہے ہیں قادیان میں
اَب جاتا کون ہے۔ اسے چاہئے تھا کہ وہ لاہور اور قادیان کا خرچ جمع
کر کے دیکھتا کہ کتنا ہے۔

(تذکرہ صفحہ 773)

مرزا قادیانی کی وفات سے چند روز قبل کا یہ واقعہ اس بات کی گواہی ہے کہ اس کے قریبی حلقے اور مریدوں میں بھی یہ بات زبان زدِ عام تھی کہ دین کا پیسہ ذاتی عیاشیوں پر اڑ رہا ہے۔ مرزا بشیر الدین (خلیفہ ثانی) نے اپنے باپ کے دفاع میں جو کچھ لکھا، اس نے الٹا باپ کے مالیاتی مکر کو مزید واضح کر دیا۔

مریدوں کا عدم اعتماد اور مالی بددیانتی

مرزا قادیانی کے اپنے مریدوں نے یہ مشاہدہ کر لیا تھا کہ لنگر خانہ (جو مسافروں اور غریبوں کے لیے تھا) کا خرچ بہت کم ہے، جبکہ آنے والی آمدنی کا رخ مرزا کے اپنے گھر اور اہل خانہ کی طرف ہے۔ یہ اعتراض کسی دشمن نے نہیں بلکہ قادیان کے اندر بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کیا، جس نے باقاعدہ حساب کتاب (جمع خرچ) دیکھ کر خط لکھا تھا۔

مرزا کا جذباتی دفاع اور مضحکہ خیز دلیل

جب مرزا کو اس چوری کا علم ہوا تو اس نے کوئی باقاعدہ آڈٹ یا حساب پیش کرنے کے بجائے روایتی طریقہ اپنایا:

اعتراض کرنے والے کو احمق اور بیوقوف قرار دیا۔

مرزا نے کہا کہ لاہور اور قادیان کا خرچ جمع کر کے دیکھو۔ سوال یہ ہے کہ اگر مہمان لاہور میں تھے تو قادیان کی جائیدادوں اور گھروں پر جو پیسہ خرچ ہو رہا تھا، اس کا حساب کون دے گا؟ یہ سراسر ایک مالیاتی مکار کا انداز ہے جو ایک جیب کا پیسہ دوسری میں دکھا کر لوگوں



کو الجھاتا ہے۔

لنگر خانہ بطورِ ذاتی جاگیر

مرزا بشیر الدین کا یہ کہنا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ لنگر جب تک تمہارے ہاتھ میں ہے چلتا رہے گا، اس بات کا اعلان تھا کہ یہ مذہب نہیں بلکہ ایک فیملی بزنس ہے جس کی تجوری صرف خاندانِ مرزا کے پاس ہی محفوظ رہ سکتی ہے۔ یہ وحی دراصل اس خوف کا نتیجہ تھی کہ کہیں مرید لنگر کا حساب مانگ کر اس پر اپنا کنٹرول نہ کر لیں۔

قرآنی وعید اور خیانتِ مال

اسلام میں امانت اور دیانت کا جو معیار ہے، مرزا اور اس کا خاندان اس پر کبھی پورا نہ اترا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ ۚ وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ

ترجمہ کنز الایمان: اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ کچھ چھپا رکھے اور جو چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا پھر ہر جان کو ان کی کمائی بھرپور دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

(سورہ آل عمران: 161)

مرزا قادیانی پر اس کے اپنے مریدوں کا خیانت کا الزام لگانا اس کے نبوت کے دعوے پر ایک بہت بڑا سوالیہ نشان تھا۔

بیٹے کا باپ کی طرح چندہ خوری کا دفاع

بشیر الدین نے اپنے خطبے میں وہی رنگ اختیار کیا جو اس کے باپ کا تھا۔ وہ مریدوں

کو ڈرا رہا ہے کہ اگر یہ لنگر میرے ہاتھ سے نکل گیا تو بند ہو جائے گا۔ یہ دراصل مریدوں کو ذہنی غلام بنانے کی ایک کوشش تھی تاکہ وہ کبھی حساب نہ مانگیں اور مرزا خاندان کی مٹھی میں رہیں۔

ہماری سابقہ گفتگو میں مرزا قادیانی کی زندگی کے آخری ایام تک کے حوالے پیش کئے گئے۔ان تمام باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ:

1. مرزا کی نبوت کا آغاز بھی مال سے ہوا۔

2. اس کے الہامات کا مرکز ومحور روپیہ رہا۔

3. اس کی دعاؤں کی قیمت ہزاروں روپے تھی۔

4. اور اس کا انجام اپنوں ہی کی طرف سے چندہ خوری کے الزامات پر ہوا۔

یہ تذکرہ دراصل ایک ایسے شخص کی ڈائری ہے جس نے مذہب کے نام پر مریدوں کو لوٹا اور اپنے خاندان کے لیے ایک مالیاتی سلطنت قائم کی۔

ناک سے خون اور روپوں کی آمد

(رؤیا) فرمایا۔مَیں ایک زینہ پر چڑھتا ہوں مگر اِس طرح سے کہ مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ مَیں گر نہ پڑوں اور چھال مار کر یعنی قلانچ لگا کر دوسرے قدمچہ پر قدم رکھتا ہوں۔جب مَیں اُوپر چڑھا تو میری ناک سے خون آیا.....فرمایا........تعبیر بہت اچھی ہے۔ کہنے والا خون آیا کہے تو اچھا ہے اگر بہنا یا جانا کہے تو برا ہوتا ہے۔اس میں نقصان ہے۔ اِس لئے آنا کہنا چاہئے۔اب معلوم ہوتا ہے کہ آمدن روپیہ کی ہوگی اور خدا تعالیٰ ہمارے ہاتھ کشادہ کرے گا۔

(تذکرہ صفحہ 781)

مرزا قادیانی کی یہ رؤیا اس کے کذب اور دنیا پرستی کا ایک ایسا بدنما نمونہ ہے جو اس کے باطن کی گندگی کو پوری طرح واشگاف کر دیتا ہے۔ جس شخص کی نظر ہر وقت مریدوں کی جیبوں اور منی آرڈرز پر لگی ہو، اسے اپنی ناک سے بہنے والا خون بھی روپوں کی آمد نظر آتا ہے۔

ناک سے خون اور آمدنی کا مضحکہ خیز جوڑ

مرزا کا یہ کہنا کہ ناک سے خون آنا بہت اچھی تعبیر ہے اور اس کا مطلب آمدن روپیہ کی ہوگی اس کی مادی ذہنی پسماندگی کی انتہا ہے۔

انسانی فطرت اور تعبیرِ خواب کی رو سے خون کا نکلنا صدمے، بیماری یا نقصان کی علامت ہوتا ہے۔

مرزا نے یہاں لفظی ہیر پھیر (آنا بمقابلہ جانا) کے ذریعے ایک مکروہ صورتحال کو بھی کیش کرنے کی کوشش کی۔ اس کے نزدیک جسم سے خون نکلنا بھی تبھی مبارک ہے جب اسے آمدنی (آمد) کا نام دیا جاسکے۔

ہاتھ کشادہ ہونا، اصل منزل مقصود

مرزا کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے ہاتھ کشادہ کرے گا۔ یہ جملہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا کی کل کائنات اور اس کی نبوت کا واحد مقصد صرف اور صرف مالی فراخی تھا۔ وہ زینہ چڑھنے کے خطرے (جس سے مراد اس کے جھوٹے دعوے اور قانونی پیچیدگیاں ہوسکتی ہیں) کو بھی اس لیے جھیل رہا تھا کہ آخر میں اسے روپوں کی صورت میں صلہ ملے۔

لفظی شعبدہ بازی، آنا اور بہنا

مرزا نے اپنے مریدوں کو بے وقوف بنانے کے لیے ایک لایعنی بحث چھیڑ دی کہ خون آیا کہنا اچھا ہے اور بہنا برا۔ یہ وہی پرانی پیشہ ورانہ مکارانہ روش ہے جس کے ذریعے وہ

ہر الٹی بات کو اپنی مرضی کی تعبیر دے دیتا تھا۔ ایک سچا مصلح قوم کی اخلاقی حالت کی بہتری کی خوشخبری سناتا ہے، جبکہ مرزا کی خوشی صرف اس میں ہے کہ کسی طرح روپیہ آ جائے۔

قرآنی معیار اور دنیا دار مدعی

قرآنِ مجید نے ان لوگوں کا نقشہ کھینچا ہے جن کے دلوں میں دنیا کی محبت اس طرح رچ بس گئی ہے کہ وہ ہر چیز کو صرف نفع ونقصان کی ترازو میں تولتے ہیں۔

وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اور ان میں کوئی وہ ہے کہ صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے تو اگر ان میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض ہیں۔

(سورہ التوبہ:58)

مرزا قادیانی کا حال بھی یہی تھا کہ اس کی تمام تر روحانیت اور خوشی کا دارومدار صرف مادی وصولیوں پر تھا۔

تذکرہ کا شرمناک انجام

یہ حوالہ (صفحہ 781) تذکرہ کے آخری حصوں میں سے ہے، جو ثابت کرتا ہے کہ مرزا اپنی موت کے قریب پہنچنے تک بھی اسی روپیہ روپیہ کی گردان میں مبتلا رہا۔ اس کا تخیل، اس کے خواب اور اس کی تعبیریں سب ایک ہی نکتے پر مرکوز تھیں پیسہ۔

نبوت یا مالیاتی مکر؟

ہم نے اس کتاب میں مرزا قادیانی کے اپنے لٹریچر (تذکرہ) سے جو مادی شاہکار پیش کیے، انہوں نے اس کذاب کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی ہے۔

ہم نے دیکھا کہ اس کا کرشن بننا نذرانوں کے لیے تھا۔

اس کا چڑا پکڑنا پچاس روپے کے لیے تھا۔

اس کا ٹیچی فرشتہ روپوں کی مٹھیاں بھر کرلاتا تھا۔

اور اس کی ناک کا خون بھی منی آرڈر کی نوید تھا۔

یہ کتاب اب مکمل ہو چکی ہے اور یہ ہر حق کے طالب کے لیے ایک آئینہ ہے کہ وہ دیکھ سکے کہ مسیحِ موعود ہونے کا دعویدار دراصل ایک مادی سوداگر تھا جس نے دین اسلام کی پاکیزہ اصطلاحات کو اپنی جیب بھرنے کے لیے استعمال کیا۔

کتاب کا یہ اختتامیہ (Conclusion) ان تمام حقائق کو ایک لڑی میں پرو دے گا جو ہم نے اس کتاب میں جمع کیے ہیں۔ یہ خلاصہ قاری کے ذہن پر ایک فیصلہ کن اثر چھوڑے گا:

زیرِ نظر کتاب میں پیش کیے گئے حقائق اور مرزا قادیانی کے اپنے اعترافات و کشوف کا مطالعہ کرنے کے بعد اب کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ قادیانیت کوئی روحانی تحریک نہیں بلکہ ایک منظم مادی منصوبہ تھا۔ مرزا قادیانی کی تحریروں کا لبِ لباب اور اس کی زندگی کی جدو جہد کا خلاصہ چند اہم نکات کی صورت میں ہمارے سامنے ہے:

مرکزِ نگاہ صرف دنیا

انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کا آغاز اللہ کی طرف بلانے سے ہوتا ہے، مگر مرزا

قادیانی کے تذکرہ کا آغاز بھی روپوں سے ہوتا ہے اور انجام بھی پیسوں پر۔ اس کے خوابوں میں فرشتے وحی کے بجائے منی آرڈر لاتے ہیں اور الہامات میں اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) اسے کثرتِ رزق اور چندوں کی وصولی کی بشارتیں دیتا ہے۔

عقیدۂ توحید کی توہین

مرزا نے اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات کو ایک ایسے (فرضی) وجود کے طور پر پیش کیا جو (نعوذ باللہ) مرزا کے معمولی مقدمات، پچاس روپے کے نذرانوں اور لنگر خانے کے حساب کتاب میں دلچسپی رکھتا ہے۔ یہ تصورِ الٰہی کی بدترین توہین ہے۔

مریدین کا معاشی استحصال

مرزا قادیانی نے دعا جیسی عظیم عبادت کو برائے فروخت (For Sale) قرار دے دیا۔ نوابوں سے ہزاروں روپے کا وعدہ لینا اور غریبوں کو کرتہ بیچ کر نذرانہ دینے پر اکسانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس نے اپنے پیروکاروں کو صرف سونے کی چڑیا سمجھا جن کا کام مرزا کے سفید رومال اور چادر کے پلو بھرنا تھا۔

خاندانی تجارت کا تسلسل

کتاب کے آخری حصے میں مرزا کے اپنے مریدوں کی طرف سے چندہ خوری کے الزامات اور مرزا کے بیٹے کا اس نظامِ مال کو اپنے ہاتھ میں رکھنے کی تڑپ یہ واضح کر دیتی ہے کہ یہ ایک موروثی تجارتی سلطنت تھی جسے خلافت کا نام دے کر آج بھی برقرار رکھا گیا ہے۔

خداوندِ قدوس نے سچے انبیاء علیہم السلام کو زینتِ دنیا سے بے نیاز کر کے بھیجا تھا، جبکہ مرزا قادیانی کا تذکرہ دنیا کی ہوس، روپوں کی گنتی، موٹے سیٹھوں کے خوابوں اور چندے کی بے چینی سے بھرا پڑا ہے۔ جس شخص کی نظر مرید کے جیب پر ہو، وہ ہدایت کا مینار نہیں بلکہ گمراہی کا گڑھا ہے۔

ہم نے یہ تمام حوالے مرزا کی اپنی وحیوں والہامات پر مشتمل کتاب تذکرہ سے اس لیے پیش کیے تاکہ کل کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ الزامات مخالفین کے ہیں۔ یہ وہ آئینہ ہے جو خود مرزا نے اپنے ہاتھوں سے تراشا اور آج اس آئینے میں اس کا مکروہ مادی چہرہ پوری طرح عیاں ہے۔

سونا چاندنی دیکھ کر جس کا جی للچائے، وہ نبی نہیں بلکہ نفس کا بندہ ہے

تذکرہ



مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام




اُن کو کہا کہ تم کچھ خوف مت کرو خدا ہر یک چیز پر قادر ہے وہ تمہیں نجات دے گا۔ چنانچہ یہ خبر اِنہیں دنوں میں بیسیوں ہندوؤں اور آریوں اور مسلمانوں کو سنائی گئی جس نے سنا بعید از قیاس سمجھا اور بعض نے ایک امرِ محال خیال کیا اور میں نے سنا ہے کہ اُنہیں ایام میں محمد حیات خان صاحب کو بھی یہ خبر کسی نے لاہور میں پہنچا دی تھی۔ سو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةِ کہ یہ بشارت بھی جیسی دیکھی تھی ویسی ہی پوری ہوئی۔''

(براہین احمدیہ حصہ سوم۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۲۷۹، ۲۸۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر ا)

۱۸۸۰ء ''اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ۔ یعنی میں اس کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ یہ ایک نہایت پُرشوکت وحی اور پیشگوئی ہے جس کا ظہور مختلف پیرایوں اور مختلف قوموں میں ہوتا رہا ہے اور جس کسی نے اس سلسلہ کو ذلیل کرنے کی کوشش کی وہ خود ذلیل اور ناکام ہوا۔'' (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۶۷)

قریباً ۱۸۸۰ء ''ایک دفعہ کشفی طور پر مجھے [illegible] یا [illegible] روپیہ دکھائے گئے اور پھر یہ الہام ہوا کہ

ماجھے خان کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع لاہور بھیجنے والے ہیں

پھر بعد اس کے کارڈ آیا جس میں لکھا تھا کہ [illegible] ماجھے خان کے بیٹے کی طرف سے ہیں اور [illegible] ریاسے، شمس الدین پٹواری کی طرف سے ہیں۔ پھر اسی تشریح سے روپیہ آئے۔'' (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۸۰)

۱۸۸۱ء ''ایک بزرگ...... جن کا نامِ نامی عبداللہ غزنوی تھا ایک مرتبہ میں نے اِس بزرگ باصفا کو خواب میں اُن کی وفات کے بعد دیکھا کہ سپاہیوں کی صورت پر بڑی عظمت اور شان کے ساتھ بڑے پہلوانوں کی مانند مسلّح ہونے کی حالت میں کھڑے[1] ہیں تب میں نے کچھ اپنے الہامات کا ذکر کرکے اُن سے پوچھا کہ مجھے

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ ''جب مولوی صاحب غزنوی ہماری مذکورہ بالا خواب کے مطابق فوت ہوگئے تو جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے تھوڑے دنوں کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ میں اپنا ایک خواب ان کے آگے بیان کر رہا ہوں اور وہ ایک بازار میں کھڑے ہیں جو ایک بڑے شہر کا بازار ہے اور پھر میں ان کے ساتھ ایک مسجد میں آ گیا ہوں اور اُن کے ساتھ ایک گروہ کثیر ہے اور سب سپاہیانہ شکل پر نہایت جسیم مضبوط وردیاں کسے ہوئے اور مسلح ہیں اور اُنہیں میں سے ایک مولوی عبداللہ صاحب ہیں کہ جو ایک قوی اور جسیم جوان نظر آتے ہیں وردی کسے ہوئے ہتھیار پہنے ہوئے اور تلوار میان میں لٹک رہی ہے اور میں دل میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ لوگ ایک عظیم الشان حکم کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ باقی سب فرشتے ہیں مگر تیاری ہولناک ہے۔'' (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۱۶)

دقتیں پیش آئیں اور مشکل حد سے بڑھ گئی تو ایک دن قریب مغرب کے خداوندِ کریم نے یہ الہام کیا۔

هُزِّ[1] اِلَيْكَ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكَ رُطَبًا جَنِيًّا[2]

سو میں نے سمجھ لیا کہ یہ تحریک اور ترغیب کی طرف اشارہ ہے اور یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ بذریعہ تحریک کے اس حصہ کتاب کے لئے سرمایہ جمع ہوگا...... اِس الہام کے بعد میں نے حسب الارشاد حضرتِ احدیت کسی قدر تحریک کی تو تحریک کرنے کے بعد...... جس قدر اور جہاں سے خدا نے چاہا اُس حصہ کے لئے جو چھپتا تھا مدد پہنچ گئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِكَ۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۵۰، ۲۵۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱)

۱۸۸۱ء "ایک دن صبح کے وقت کچھ تھوڑی غنودگی میں یک دفعہ زبان پر جاری ہوا۔

عبداللہ خان ڈیرہ اسمٰعیل خان

چنانچہ چند ہندو کہ جو اُس وقت میرے پاس تھے کہ جو ابھی تک اسی جگہ موجود ہیں اُن کو بھی اُس سے اطلاع

۱؎ یعنی کھجور کے تنا کو ہلا۔ تیرے پر تازہ بتازہ کھجوریں گریں گی۔ (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۳۹)

۲؎ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ "یہ وحی یعنی هُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا یہ حضرت مریم کو اس وقت وحی ہوئی تھی کہ جب ان کا لڑکا عیسٰی علیہ السلام پیدا ہوا تھا اور وہ کمزور ہوئی تھیں اور خدا تعالیٰ نے اِسی کتاب براہین احمدیہ میں میرا نام بھی مریم رکھا اور مریم صدیقہ کی طرح مجھے بھی حکم دیا کہ وَ كُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ الصِّدِّيْقِيْنَ۔ دیکھو صفحہ ۲۴۲ براہین احمدیہ[3] پس یہ میری وحی یعنی هُزِّ اِلَيْكَ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ صدّیقیت کا جو حمل تھا اس سے بچہ پیدا ہوا جس کا نام عیسٰی رکھا گیا اور جب تک وہ کمزور رہا صفاتِ مریمیہ اس کی پرورش کرتی رہیں اور جب وہ اپنی طاقت میں آیا تو اس کو پکارا گیا۔ يَا عِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ۔ دیکھو صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ[4] یہ وہی وعدہ تھا جو سورہ تحریم میں کیا گیا اور ضرور تھا کہ اس وعدہ کے موافق اس امت میں سے کسی کا نام مریم ہوتا اور پھر اس طرح پر ترقی کر کے اُس سے عیسٰی پیدا ہوتا اور وہ ابنِ مریم کہلاتا سو وہ میں ہوں۔ وحی هُزِّيْ اِلَيْكِ مریم کو بھی ہوئی اور مجھے بھی مگر باہم فرق یہ ہے کہ اُس وقت مریم ضعفِ بدنی میں مبتلا تھی اور میں ضعفِ مالی میں مبتلا تھا۔"

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۴۱)

۳؎ براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۶۷ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ (ناشر)

۴؎ براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۶۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ (ناشر)

۳۸

دی گئی اور اُسی دن شام کو جواتفاقاً اُنہیں ہندوؤں میں سے ایک شخص[1] ڈاک خانہ کی طرف گیا تو وہ ایک صاحب عبداللہ[2] خاں نامی کا ایک خط لایا جس کے ساتھ ہی کسی قدر روپیہ بھی آیا۔''

(براہین احمدیہ حصہ سوم۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۲۵۱، ۲۵۲ حاشیہ درحاشیہ نمبر ا)

۲۳ یا ۲۴ نومبر ۱۸۸۱ء ''محرم ۱۲۹۹ہجری کی پہلی یا دوسری تاریخ میں ہم کو خواب میں یہ دکھائی دیا کہ کسی صاحب نے مدد کتاب کے لئے پچاس روپیہ روانہ کئے ہیں۔ اُسی رات ایک[3] آریہ صاحب نے ہمارے لئے خواب دیکھی کہ کسی نے مددِ کتاب کے لئے ہزار روپیہ روانہ کیا ہے اور جب انہوں نے خواب بیان کی تو ہم نے اُسی وقت اُن کو اپنی خواب بھی سنادی اور یہ بھی کہہ دیا کہ تمہاری خواب میں اُنیس حصّے جھوٹ مل گیا ہے اور یہ اُسی کی سزا ہے کہ تم ہندو اور دینِ اسلام سے خارج ہو۔ شاید اُن کو گراں ہی گذرا ہوگا مگر بات سچی تھی جس کی سچائی پانچویں یا چھٹے محرم میں ظہور میں آگئی۔ یعنی پنجم یا ششم محرم الحرام میں مبلغ پچاس روپیہ جن کو جُونا گڑھ سے شیخ محمد بہاؤالدین صاحب مدارالمہام ریاست نے کتاب کے لئے بھیجا تھا۔ کئی لوگوں اور ایک آریہ کے رُوبرو پہنچ گئے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔'' (براہین احمدیہ حصہ سوم۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۲۸۳، ۲۸۴ حاشیہ درحاشیہ نمبر ا)

۱۸۸۲ء ''ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنی یہ تھے کہ مَلَأِ اَعْلٰی کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیاءِ دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز مَلَأِ اَعْلٰی پر شخص مُحْیِی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد نمبر ا صفحہ ۵۹۸ حاشیہ درحاشیہ نمبر ۳)

۱۸۸۲ء ''اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحْیِی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اِس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا۔

هٰذَا رَجُلٌ يُّحِبُّ رَسُوْلَ اللهِ

یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔

اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی محبتِ رسول ہے سو وہ اِس شخص میں متحقّق ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۹۸ حاشیہ درحاشیہ نمبر ۳)

---

[1] بشن داس برہمن۔ (مرزا بشیر احمد)   [2] ای۔اے۔سی۔ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ (مرزا بشیر احمد)

[3] لالہ شرمپت۔ (مرزا بشیر احمد)

۴۷

اِس پیشگوئی میں صاف فرمادیا کہ وہ دن آتا ہے کہ ملاقات کرنے والوں کا بہت ہجوم ہوجائے گا یہاں تک کہ ہرایک کا تجھ سے ملنا مشکل ہوجائے گا۔ پس تُو نے اس وقت ملال ظاہر نہ کرنا اور لوگوں کی ملاقات سے تھک نہ جانا۔ سبحان اللہ یہ کس شان کی پیشگوئی ہے اور آج سے ۱۷ برس پہلے اس وقت بتلائی گئی ہے کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہوں گے اور وہ بھی کبھی کبھی۔ اس سے کیسا علم غیب خدا کا ثابت ہوتا ہے۔''

(سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۷۳)

۱۸۸۲ء یا اس سے قبل ''ایک مرتبہ اس عاجز نے اپنی نظر کشفی میں سورۃ فاتحہ کو دیکھا کہ ایک ورق پر لکھی ہوئی اس عاجز کے ہاتھ میں ہے اور ایک ایسی خوبصورت اور دلکش شکل میں ہے کہ گویا وہ کاغذ جس پر سورۃ فاتحہ لکھی ہوئی ہے سُرخ سُرخ اور ملائم گلاب کے پھولوں سے اس قدر لدا ہوا ہے کہ جس کا کچھ انتہا نہیں اور جب یہ عاجز اس سورۃ کی کوئی آیت پڑھتا ہے تو اس میں سے بہت سے گلاب کے پھول ایک خوش آواز کے ساتھ پرواز کر کے اوپر کی طرف اُڑتے ہیں اور وہ پھول نہایت لطیف اور بڑے بڑے اور سُندر اور تر و تازہ اور خوشبودار ہیں جن کے اُوپر چڑھنے کے وقت دل و دماغ نہایت معطّر ہوجاتا ہے اور ایک ایسا عالم مستی کا پیدا کرتے ہیں کہ جو اپنی بے مثل لذتوں کی کشش سے دنیا و مافیہا سے نہایت درجہ کی نفرت دلاتے ہیں۔

اس مکاشفہ سے معلوم ہوا کہ گلاب کے پھول کو سورۃ فاتحہ کے ساتھ ایک روحانی مناسبت ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۳۹۶،۳۹۵ حاشیہ نمبر ۱۱)

۱۸۸۲ء ''کچھ عرصہ گذرا ہے کہ ایک دفعہ سخت ضرورت روپیہ کی پیش آئی۔ جس ضرورت کا ہمارے اس جگہ کے آریہ ہم نشینوں کو بخوبی علم تھا اور یہ بھی ان کو خوب معلوم تھا کہ بظاہر کوئی ایسی تقریب پیش نہیں ہے کہ جو جائے امید ہوسکے بلکہ اس معاملہ میں ان کو ذاتی طور پر واقفیت تھی جس کی وہ شہادت دے سکتے ہیں۔ پس جبکہ وہ ایسے مشکل اور فقدان اسباب حل مشکل سے کامل طور پر مطلع تھے اِس لئے بلا اختیار دل میں اس خواہش نے جوش مارا کہ مشکل کشائی کے لئے حضرتِ احدیّت میں دعا کی جائے تا اس دعا کی قبولیت سے ایک تو اپنی مشکل حل ہوجائے اور دوسرے مخالفین کے لئے تائید الٰہی کا نشان پیدا ہو۔ ایسا نشان کہ اس کی سچائی پر وہ لوگ گواہ ہوجائیں۔ سو اُسی دن دعا کی گئی اور خدائے تعالیٰ سے یہ مانگا گیا کہ وہ نشان کے طور پر مالی مدد سے اطلاع بخشے۔ تب یہ الہام ہوا۔

دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں۔ اَلَآ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ۔ فِیۡ شَائِلٍ مِّقۡیَاسٍ۔ دن وِل یُو گوٹُو امرت سر[1]

یعنی دس۱۰ دن کے بعد روپیہ آئے گا۔ خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے لئے اونٹنی دُم اُٹھاتی ہے تب اس کا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہے اور پھر انگریزی فقرہ میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم امرتسر بھی جاؤ گے۔

تو جیسا اس پیش گوئی میں فرمایا تھا ایسا ہی ہندوؤں یعنی آریوں مذکورۂ بالا کے روبرو وقوع میں آیا۔ یعنی حسب منشاء پیش گوئی دس دن تک ایک خرمہرہ نہ آیا اور دس دن کے بعد یعنی گیارھویں روز محمد افضل خان صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی نے ایک سَو دس (مارعہ) روپیہ بھیجے اور بیست روپیہ ایک اور جگہ سے آئے اور پھر برابر روپیہ آنے کا سلسلہ ایسا جاری ہوگیا جس کی امید نہ تھی اور اُسی روز کہ جب دس دن کے گذرنے کے بعد محمد افضل خان صاحب وغیرہ کا روپیہ آیا امرتسر بھی جانا پڑا کیونکہ عدالتِ خفیفہ امرتسر سے ایک شہادت کے ادا کرنے کے لئے اس عاجز کے نام اُسی روز ایک سمن آگیا۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۵۹ تا ۵۶۱ حاشیہ درحاشیہ نمبر ۳)

۱۸۸۲ء ''کچھ عرصہ ہوا......ایک صاحب نور احمد نامی جو حافظ اور حاجی بھی ہیں بلکہ شاید کچھ عربی دان بھی ہیں اور واعظِ قرآن ہیں اور خاص امرتسر میں رہتے ہیں اتفاقاً اپنی درویشانہ حالت میں سیر کرتے کرتے یہاں بھی آگئے...... چونکہ وہ ہمارے ہی یہاں ٹھہرے اور اس عاجز پر اُنہوں نے خود آپ ہی یہ غلط رائے جو الہام کے بارے میں اُن کے دل میں تھی[2] مدعیانہ طور پر ظاہر بھی کردی اس لئے دل میں بہت رنج گذرا۔ ہر چند معقول طور پر سمجھایا گیا کچھ اثر مترتب نہ ہوا۔ آخر توجہ الی اللہ تک نوبت پہنچی اور اُن کو قبل از ظہور پیش گوئی بتلایا گیا کہ خداوند کریم کی حضرت میں دعا کی جائے گی کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعا بپایۂ اجابت پہنچ کر کوئی ایسی پیش گوئی خداوندِ کریم ظاہر فرمادے جس کو تم بچشمِ خود دیکھ جاؤ۔

---

[1] Then will you go to Amritsar.

[2] (نوٹ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ) کہ الہام انسان کے دماغی خیالات ہی کا نام ہے۔

جس دن یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور امرتسر جانے کا سفر پیش آیا وہی دن پہلی پیشگوئی کے پورے ہونے کا دن تھا۔ سو وہ پہلی پیشگوئی بھی میاں نور احمد صاحب کے رُوبرو پوری ہوگئی یعنی اُسی دن جو دس دن کے بعد کا دن تھا روپیہ آگیا اور امرتسر بھی جانا پڑا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۶۲ تا ۵۶۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

۱۸۸۲ء ''ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ

آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے

یہ پیش گوئی بھی بدستورِ معمول اُسی وقت چند آریوں کو بتلائی گئی اور یہ قرار پایا کہ اُنہیں میں سے ڈاک کے وقت کوئی ڈاک خانہ میں جاوے چنانچہ ایک آریہ ملاوامل نامی اُس وقت ڈاک خانہ میں گیا اور یہ خبر لایا کہ ہوتی مردان سے دس روپیہ آئے ہیں اور ایک خط لایا جس میں لکھا تھا کہ یہ دس روپیہ ارباب سرور خان نے بھیجے ہیں۔ چونکہ ارباب کے لفظ سے اتحادِ قومی مفہوم ہوتا تھا اس لئے اُن آریوں کو کہا گیا کہ ارباب کے لفظ میں دونوں صاحبوں کی شراکت ہونا پیش گوئی کی صداقت کے لئے کافی ہے۔ مگر بعض نے اُن میں سے اس بات کو قبول نہ کیا اور کہا کہ اتحادِ قومی شے دیگر ہے اور قرابت شے دیگر اور اس انکار پر بہت ضد کی۔ ناچار ان کے اصرار پر خط لکھنا پڑا اور وہاں سے یعنی ہوتی مردان سے کئی روز کے بعد ایک دوست منشی الٰہی بخش نامی نے جو اُن دنوں میں ہوتی مردان میں اکونٹنٹ تھے خط کے جواب میں لکھا کہ ارباب سرور خان ارباب محمد لشکر خان کا بیٹا ہے چنانچہ اُس خط کے آنے پر سب مخالفین لاجواب اور عاجز رہ گئے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۶۵، ۵۶۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

۳۰/دسمبر ۱۸۸۲ء (الف) ''ایک عجیب کشف سے جو مجھ کو ۳۰/دسمبر ۱۸۸۲ء بروز شنبہ کو یک دفعہ ہوا۔ آپ کے شہر[1] کی طرف نظر لگی ہوئی تھی اور ایک شخص[2] نامعلوم الاسم کی ارادت صادقہ خدا نے میرے پر ظاہر کی جو

---

[1] لدھیانہ (ناشر)

[2] حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔''لودہانہ میں ایک صاحب میر عباس علی نام تھے جو بیعت کرنے والوں میں داخل تھے۔ چند سال تک انہوں نے اخلاص میں ایسی ترقی کی کہ ان کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ایک دفعہ الہام ہوا۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ۔ اس الہام سے صرف اس قدر مطلب تھا کہ اُس زمانہ میں وہ راسخ الاعتقاد

۵۳

بہت ہی دُور پڑی ہوئی ہے اور ابھی تک ہر ایک رفیق کو یہی جواب روح کی طرف سے ہے۔ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا۔ وَ كَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَالَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا۔[1]

(از مکتوب بنام میر عباس علی صاحب لدھیانوی۔ مکتوبات احمد جلد ا صفحہ ۵۲۴، ۵۲۵ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

۱۸۸۳ء ''پنڈت شیو نارائن نے جو برہمو سماج کا ایک منتخب معلّم ہے لاہور سے میری طرف ایک خط لکھا کہ میں حصّہ سوم[2] کا ردّ لکھنا چاہتا ہوں۔ ابھی وہ خط اس جگہ نہیں پہنچا تھا کہ خدا نے بطور مکاشفات مضمون اس خط کا ظاہر کر دیا چنانچہ کئی ہندوؤں کو بتلایا گیا اور شام کو ایک ہندو کو ہی جو آریہ ہے ڈاک خانہ میں بھیجا گیا تا گواہ رہے۔ وہی ہندو اُس خط کو ڈاک خانہ سے لایا۔ پھر میں نے پنڈت شیو نارائن کو لکھا کہ جس الہام کا تم ردّ لکھنا چاہتے ہو خدا نے اُسی کے ذریعہ سے تمہارے خط کی اطلاع دی اور اُس کے مضمون سے مطّلع کیا۔ اگر تم کو شک ہے تو خود قادیان میں آ کر اُس کی تصدیق کر لو کیونکہ تمہارے ہندو بھائی اس کے گواہ ہیں ردّ لکھنے میں بہت سی تکلیف ہوگی اور اس طرح جلدی فیصلہ ہو جائے گا۔ میں نے یہ بھی لکھا کہ اگر تم صدق دل سے بحث کرتے ہو تو تمہیں اس جگہ ضرور آنا چاہیے کہ اس جگہ اپنے بھائیوں کی شہادت سے حق الامر کھل جائے گا لیکن باوجود ان سب تاکیدوں کے پنڈت صاحب نے کچھ جواب نہ لکھا اور اس بارہ میں دم بھی نہ مارا اور وہ الہام پورا ہوا جو حصہ سوم میں چھپ چکا ہے۔ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ[3]۔''

(از مکتوب بنام میر عباس علی صاحب۔ مکتوبات احمد جلد اوّل صفحہ ۵۱۵، ۵۱۶ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

اپریل ۱۸۸۳ء ''ایک دفعہ اپریل ۱۸۸۳ء میں صبح کے وقت بیداری ہی میں جہلم سے روپیہ روانہ ہونے کی اطلاع دی گئی اور...... اُس روپیہ کے روانہ ہونے کے بارہ میں جہلم سے کوئی خط نہیں آیا تھا...... اور ابھی پانچ روز نہیں گذرے تھے جو پینتالیس[۴۵] روپیہ کا منی آرڈر جہلم سے آ گیا اور جب حساب کیا گیا تو ٹھیک اُسی دن منی آرڈر روانہ ہوا تھا جس دن خداوند عالم الغیب نے اُس کے روانہ ہونے کی خبر دی تھی۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۶۷، ۵۶۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

۱۸۸۳ء ''ایک مرتبہ اس عاجز نے خواب میں دیکھا کہ ایک عالی شان حاکم یا بادشاہ کا ایک جگہ خیمہ لگا ہوا ہے

---

[1] (ترجمہ از ناشر) یقیناً تو ہرگز میرے ساتھ صبر کی استطاعت نہیں رکھے گا اور تو کیسے اس پر صبر کر سکے گا جس کا تو تجربہ کے ذریعہ احاطہ نہیں کر سکا۔ (الکھف: ۶۸، ۶۹)

[2] مراد براہین احمدیہ کا حصّہ سوم (مرزا بشیر احمد)

[3] (ترجمہ) سو عنقریب ہم ان کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۲۷۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴)

۵۶

۱۸۸۳ء یااس سے قبل ''کچھ عرصہ ہوا ہے کہ خواب میں دیکھا تھا کہ حیدر آباد سے نواب اقبال الدولہ صاحب کی طرف سے خط آیا ہے اور اس میں کسی قدر روپیہ دینے کا وعدہ لکھا ہے...... پھر تھوڑے دنوں کے بعد حیدر آباد سے خط آ گیا اور نواب صاحب موصوف نے سو روپیہ بھیجا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۶۸، ۵۶۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

۱۸۸۳ء یااس سے قبل ''ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اوّل یہ الہام ہوا۔

آئی لَو یُو[1] یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔

پھر یہ الہام ہوا۔

آئی ایم وِد یُو[2] یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں۔

پھر الہام ہوا۔

آئی شیل ہیلپ یُو[3] یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔

پھر الہام ہوا۔

آئی کین وَیٹ آئی وِل ڈُو[4] یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔

پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا۔

وِی کین وَیٹ وِی وِل ڈُو[5] یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔

اور اُس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے اور باوجود پُر دہشت ہونے کے پھر اُس میں ایک لذت تھی جس سے رُوح کو معنے معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلی اور تشفی ملتی تھی اور یہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہا ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۷۱، ۵۷۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

۱۔ I love you.
۲۔ I am with you.
۳۔ I shall help you.
۴۔ I can what I will do.
۵۔ We can what we will do.

۶ر ستمبر ۱۸۸۳ء ''بتاریخ ۶ ر ستمبر ۱۸۸۳ء روز پنج شنبہ خداوند کریم نے عین ضرورت کے وقت میں اس عاجز کی تسلی کے لئے اپنے کلامِ مبارک کے ذریعہ سے یہ بشارت دی کہ

بِست و یک روپیہ آنے والے ہیں۔

کیونکہ اس بشارت میں ایک عجیب بات یہ تھی کہ آنے والے روپیہ کی تعداد سے اطلاع دی گئی اور کسی خاص تعداد سے مطلع کرنا ذاتِ غیب دان کا خاصہ ہے کسی اور کا کام نہیں ہے۔ دوسری عجیب بر عجیب یہ بات تھی کہ یہ تعداد غیر معہود طرز پر تھی کیونکہ قیمت مقررہ کتاب سے اس تعداد کو کچھ تعلق نہیں۔ پس انہیں عجائبات کی وجہ سے یہ الہام قبل از وقوع بعض آریوں کو بتلایا گیا۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۲۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

۱۰ر ستمبر ۱۸۸۳ء ''پھر ۱۰ر ستمبر ۱۸۸۳ء کو تاکیدی طور پر سہ۳ بارہ الہام ہوا کہ

بست و یک روپیہ آئے ہیں

جس الہام سے سمجھا گیا کہ آج اس پیش گوئی کا ظہور ہو جائے گا چنانچہ ابھی الہام پر شاید تین منٹ سے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا ہوگا کہ ایک شخص وزیر سنگھ نامی بیمار دار آیا اور اُس نے آتے ہی ایک روپیہ نذر کیا۔ ہر چند علاج معالجہ اِس عاجز کا پیشہ نہیں اور اگر اتفاقاً کوئی بیمار آجاوے تو اگر اُس کی دوا یاد ہو تو محض ثواب کی غرض سے لِلّٰہ فِی اللہ دی جاتی ہے لیکن وہ روپیہ اس سے لیا گیا کیونکہ فی الفور خیال آیا کہ یہ اُس پیش گوئی کی ایک جُز ہے۔ پھر بعد اس کے ڈاک خانہ میں ایک اپنا معتبر بھیجا گیا اس خیال سے کہ شاید دوسری جُز بذریعہ ڈاک خانہ پوری ہو۔ ڈاک خانہ سے ڈاک منشی نے جو ایک ہندو ہے جواب میں یہ کہا کہ میرے پاس صرف ایک منی آرڈر پانچ روپیہ کا جس کے ساتھ ایک کارڈ بھی نتھی ہے ڈیرہ غازیخان سے آیا ہے سو ابھی تک میرے پاس روپیہ موجود نہیں جب آئے گا تو دوں گا۔ اس خبر کے سننے سے سخت حیرانی ہوئی اور وہ اضطراب پیش آیا جو بیان نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ یہ عاجز اسی تردّد میں سر بزانو تھا اور اِس تصور میں تھا کہ پانچ۵ اور ایک۱ مل کر چھ۶ ہوئے، اب اکیس کیوں کر ہوں گے۔ یا الٰہی یہ کیا ہوا۔ سو اسی استغراق میں تھا کہ یک دفعہ یہ الہام ہوا۔

بست و یک آئے ہیں۔ اِس میں شک نہیں۔

اس الہام پر دو۲ پہر نہیں گذرے ہوں گے کہ اسی روز ایک آریہ کہ جو ڈاک منشی کے پہلے بیان کی خبر سن چکا تھا

پہلے خبر نہ تھی یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شبِ تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردۂ غیب سے اِنِّیۡ اَنَا رَبُّكَ[1] کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولّی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت ربّ العالمین ہے۔''

(ہم اور ہماری کتاب۔ آخری صفحہ ٹائٹل براہین احمدیہ حصّہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۶۷۳)

۱۸۸۴ء فرمایا۔ ''یہ میرا ایک پرانا الہام ہے۔

''اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ اَمْرَكَ۔ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا۔''[2]

(البدر جلد ا نمبر ۵ مورخہ ۲۸ ؍نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۷)

جنوری ۱۸۸۴ء ''کچھ دن گذرے ہیں کہ اس عاجز کو ایک عجیب خواب آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مجمعِ زاہدین اور عابدین ہے اور ہر ایک شخص کھڑا ہو کر اپنے مشرب کا حال بیان کرتا ہے اور مشرب کے بیان کرنے کے وقت ایک شعر موزوں اُس کے منہ سے نکلتا ہے جس کا اخیر لفظ قعود اور سجود اور شہود وغیرہ آتا ہے۔ جیسے یہ مصرع

تمام شب گذرانیم در قیام و سجود[3]

چند زاہدین اور عابدین نے ایسے ایسے شعر اپنی تعریف میں پڑھے ہیں۔ پھر اخیر پر اس عاجز نے اپنے مناسب حال سمجھ کر ایک شعر پڑھنا چاہا ہے مگر اس وقت وہ خواب کی حالت جاتی رہی اور جو شعر اس خواب کی مجلس میں پڑھنا تھا وہ بطور الہام زبان پر جاری ہو گیا اور وہ یہ ہے ؎

طریقِ زہد و تعبّد ندانم اے زاہد   خدائے من قدمم راند بر رہِ داوٗد''[4]

(از مکتوب بنام میر عباس علی صاحب۔ مکتوبات احمد جلد اوّل صفحہ ۵۸۷ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

۳؍جنوری ۱۸۸۴ء (الف) ''آپ کے مبلغ پچاس روپیہ عین ضرورت کے وقت پہنچے۔ بعض آدمیوں کے

۱؎ (ترجمہ از ناشر) یقیناً میں تیرا ربّ ہوں۔

۲؎ (ترجمہ از مرتّب) کیا یہ لوگ تیرے معاملہ میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ معاملہ اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں وہ بہت اختلاف پاتے۔

(نوٹ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ) چونکہ البدر میں لکھا ہوا ہے کہ یہ پُرانا الہام براہین احمدیہ کے زمانہ کا ہے اس لئے اسے براہین کے بعد رکھا جاتا ہے۔

۳؎ (ترجمہ از ناشر) ہم نے تمام رات قیام و سجود میں گزاری۔

۴؎ (ترجمہ از مرتّب) اے زاہد! میں تو کوئی زہد و تعبّد کا طریق نہیں جانتا۔ میرے خدا نے خود ہی میرے قدم کو داوٗد کے راستہ پر ڈال دیا ہے۔

بے وقت تقاضا سے بالفعل پچاس روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔دُعا کے لئے یہ الہام ہوا۔

بحسن قبولیء دعا بنگر که چه زود دُعا قبُول میکنم[1]

۳/جنوری ۱۸۸۴ءکو یہ الہام ہوا۔٦ تاریخ کوآپ کا روپیہ آ گیا۔وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۔''

(از مکتوب بنام میر عباس علی صاحب۔مکتوبات احمد جلد ا صفحہ ۵۸۷ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

(ب) ''ایک دفعہ ہمیں اتفاقاً پچاس روپیہ کی ضرورت پیش آئی اور جیسا کہ اہل فقر اور توکّل پر کبھی کبھی ایسی حالت گذرتی ہے اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا سو جب ہم صبح کے وقت سیر کے واسطے گئے تو اس ضرورت کے خیال نے ہم کو یہ جوش دیا کہ اس جنگل میں دُعا کریں۔پس ہم نے ایک پوشیدہ جگہ میں جا کر اس نہر کے کنارہ پر دُعا کی جو قادیان سے تین میل کے فاصلہ پر بٹالہ کی طرف واقع ہے۔جب ہم دُعا کر چکے تو دعا کے ساتھ ہی ایک الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں

تب ہم خوش ہو کر قادیان کی طرف واپس آئے اور بازار کا رُخ کیا تا کہ ڈاکخانہ سے دریافت کریں کہ آج ہمارے نام کچھ روپیہ آیا ہے یا نہیں چنانچہ ہمیں ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ پچاس روپیہ لدھیانہ سے کسی نے روانہ کئے ہیں اور غالباً وہ روپیہ اُسی دن یا دوسرے دن ہمیں مل گیا۔'' (نزول المسیح۔روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۱۲)

جنوری ۱۸۸۴ء ''ایک رات خواب میں دیکھا کہ کسی مکان پر جو یاد نہیں رہا یہ عاجز موجود ہے اور بہت سے نئے نئے آدمی جن سے سابق تعارف نہیں ملنے کو آئے ہوئے ہیں اور آپ بھی ان کے ساتھ موجود ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور مکان ہے۔اُن لوگوں نے اس عاجز میں کوئی بات دیکھی ہے جو ان کو ناگوار گذری ہے،سو اُن سب کے دل منقطع ہو گئے۔آپ نے اُس وقت مجھ کو کہا کہ وضع بدل لو۔میں نے کہا کہ نہیں۔بدعت ہے سو وہ لوگ بیزار ہو گئے اور ایک دوسرے مکان میں جو ساتھ ہے جا کر بیٹھ گئے۔تب شاید آپ بھی ساتھ ہیں میں ان کے پاس گیا تا اپنی امامت سے ان کو نماز پڑھاؤں۔پھر بھی انہوں نے بیزاری سے کہا کہ ہم نماز پڑھ چکے ہیں تب اس عاجز نے اُن سے علیحدہ ہونا اور کنارہ کرنا چاہا اور باہر نکلنے کے لئے قدم اُٹھایا معلوم ہوا کہ ان سب میں سے ایک شخص پیچھے چلا آتا ہے۔جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو آپ ہی ہیں۔اب اگرچہ خوابوں میں تعینات معتبر نہیں ہوتے اور اگر خدا چاہے تو تقدیراتِ معلّقہ کو مبدّل بھی کر دیتا ہے لیکن اندیشہ گذرتا ہے کہ خدانخواستہ وہ آپ

[1] (ترجمہ از ناشر) دعا کی قبولیت کی خوبی دیکھ کہ کیسے جلد میں دعا کو قبول کرتا ہوں۔

مئی ۱۸۸۴ء ’’ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب[1] صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف مبدّل ہوگئی ہے اور آسودہ حال اور شکر گذار ہیں اور نہایت عمدگی اور صفائی سے یہ خواب آئی اور یہ خواب بہ طور کشف تھی۔ چنانچہ اسی صبح کو نواب صاحب کو اس خواب سے اطلاع دی گئی۔‘‘

(از مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب۔ مکتوبات احمد جلد ۱ صفحہ ۶۰۳، ۶۰۴ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

مئی ۱۸۸۴ء ’’پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتاب[2] کے معاون ہیں۔ کسی اپنی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت پچاس روپیہ بھیجے اور جس روز یہ خواب آئی اس روز سے دو چار دن پہلے ان کی طرف سے دعا کے لئے الحاح ہو چکا تھا مگر یہ عاجز نواب[3] صاحب کے لئے مشغول تھا اس لئے ان کے لئے دُعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا اور جس روز نواب صاحب کے لئے بشارت دی گئی تھی تو اس دن خیال آیا کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے توجہ سے دعا کریں سو بعد نماز عصر جب وقتِ صفا پایا اور دعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے سو اس وقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کی گئی۔ بعد دُعا اسی جگہ الہام ہوا۔

نُنَجِّيْهِمَا مِنَ الْغَمِّ

یعنی ہم اِن دونوں کو غم سے نجات دیں گے...... پھر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آ گیا کہ سرائے کا کام جاری ہو گیا ہے۔‘‘ (از مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب۔ مکتوبات احمد جلد ۱ صفحہ ۶۰۳، ۶۰۴ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

نومبر ۱۸۸۴ء ’’ایک ابتلا مجھ کو اس شادی[4] کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا...... میری حالتِ مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا...... کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے...... غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جنابِ الٰہی میں دُعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعے سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے چنانچہ وہ دوا میں نے طیّار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پُرصحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دُنیا میں مل سکتی

---

[1] مراد نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر (مرزا بشیر احمد) [2] براہین احمدیہ (مرزا بشیر احمد)
[3] مراد نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر (مرزا بشیر احمد) [4] جو ۱۷؍ نومبر ۱۸۸۴ء کو دہلی میں ہوئی۔ (مرزا بشیر احمد)

یہ تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے کسی امر میں مخالفت کر کے کوئی تحریر چھپوائی ہے اور اُس کی سُرخی میری نسبت ''کمینہ'' رکھی ہے۔ معلوم نہیں اس کے کیا معنے ہیں اور وہ تحریر پڑھ کر کہا ہے کہ آپ کو میں نے منع کیا تھا پھر آپ نے کیوں ایسا مضمون چھپوایا۔ ھٰذَا مَارَاَیْتُ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِتَأْوِیْلِہٖ۔''

(از مکتوب بنام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مکتوبات احمد جلد ا صفحہ ۳۱۳ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

۱۴رفروری ۱۸۸۸ء ''۱۳، ۱۴رفروری ۱۸۸۸ء کی گذشتہ رات مجھے آپ کی نسبت دو ہولناک خوابیں آئی تھیں جن سے ایک سخت ہمّ وغم مصیبت معلوم ہوتی تھی۔ میں نہایت وحشت وتردّد میں تھا کہ یہ کیا بات ہے اور غنودگی میں ایک الہام بھی ہوا کہ جو مجھے بالکل یاد نہیں رہا۔ چنانچہ کل سندرداس کی وفات اور انتقال کا خط پہنچ گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ معلوم ہوتا ہے یہ وہی غم تھا جس کی طرف اشارہ تھا۔''

(از مکتوب بنام چودھری رستم علی صاحب۔ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۵۳۸ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

قریباً ۱۸۸۸ء ''ایک دفعہ ہمیں لدھیانہ سے پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا۔ روانہ ہونے سے پہلے الہام ہوا کہ

''اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ ہمّ وغم پیش آئے گا''

اس پیشگوئی کی خبر ہم نے اپنے ہمراہیوں کو دے دی چنانچہ جبکہ ہم پٹیالہ سے واپس آنے لگے تو عصر کا وقت تھا ایک جگہ ہم نے نماز پڑھنے کے لئے اپنا چوغہ اُتار کر سید محمد حسن خان صاحب وزیر ریاست کے ایک نوکر کو دیا تا کہ وضو کریں۔ پھر جب نماز سے فارغ ہو کر ٹکٹ لینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ جس رومال میں روپے باندھے ہوئے تھے وہ رومال گر گیا ہے۔ تب ہمیں وہ الہام یاد آیا کہ اس نقصان کا ہونا ضروری تھا۔

پھر جب ہم گاڑی پر سوار ہوئے تو راستہ میں ایک اسٹیشن دوراہہ پر ہمارے ایک رفیق کو کسی مسافر انگریز نے محض دھوکہ دہی سے اپنے فائدہ کے لئے کہہ دیا کہ لودیانہ آگیا ہے چنانچہ ہم اُس جگہ سب اُتر پڑے اور جب ریل چل دی تب ہم کو معلوم ہوا کہ یہ کوئی اور اسٹیشن تھا اور ایک بیابان میں اُترنے سے سب جماعت کو تکلیف ہوئی اور اس طرح پر الہام مذکورہ کا دوسرا حصّہ بھی پورا ہوگیا۔'' (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۰۹، ۶۱۰)

مئی ۱۸۸۸ء ''ایک بار فتح مسیح نام ایک عیسائی نے کہا تھا کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ میں نے جب اُسے کہا کہ تو پیشگوئی کر، تو گھبرایا اور مجھے کہا کہ ایک مضمون بند لفافہ میں رکھا جاوے اور آپ اس کا مضمون بتا دیں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دی کہ

۱۸۳

گزرے تھے۔''[۱] (آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۷ حاشیہ)

۱۹/اکتوبر ۱۸۹۲ء " زرِ چندہ حیدر آباد۔[۲]

کشف میں نواب محمد علی سے ملاقات ہوئی۔'' (رجسٹر متفرق یادداشتیں از حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۳۱)

۱؎ اسی کشف کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عربی میں یوں تحریر فرمایا ہے۔

''رَأَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَأَنِّیْ فِیْ حَلَقَةٍ مُلْتَحِمَةٍ وَ رُفْقَةٍ مُزْدَحِمَةٍ۔ وَ أُبَیِّنُ بَعْضَ الْمَعَارِفِ بِجَأْشٍ مَّتِیْنٍ۔ وَ لِسَانٍ مُبِیْنٍ لِلْحَاضِرِیْنَ۔ وَ رَأَیْتُ أَنَّ الْمَکَانَ رَبْعٌ لَطِیْفٌ نَظِیْفٌ یَنْفِی التَّرَحَ رُؤْیَتُهٗ وَ یَسُرُّ النَّاظِرِیْنَ هَیْئَتُهٗ۔ وَ کُنْتُ أَخَالُ أَنَّهٗ مَکَانِیْ فَحَبَّذَا هُوَ مِنْ مَکَانٍ رَأَیْتُ فِیْهِ سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَ رَأَیْتُ عِنْدِیْ رَجُلًا مِنَ الْعُلَمَآءِ لَا بَلْ مِنَ السُّفَهَآءِ جَاثِیًا عَلٰی رُکْبَتِهٖ یُنْکِرُ عَلَیَّ لِغَبَاوَتِهٖ وَ یَکْلَبُ عَلَی اللَّجَاجِ لِشَقَاوَتِهٖ۔ وَرَأَیْتُهٗ کَالْحَاسِدِیْنَ۔ فَاشْتَدَّ غَضَبِیْ وَ قُلْتُ: تَعْسًا لِهٰٓؤُلَآءِ الْعُلَمَآءِ إِنَّهُمْ مِّنْ اَعْدَآءِ الدِّیْنِ۔ فَقُلْتُ هَلْ مِنِ امْرِءٍ یُخْرِجُهٗ مِنْ هٰذَا الْمَقَامِ، کَاِخْرَاجِ الْاَشْرَارِ وَ اللِّئَامِ وَ یُطَهِّرَ الْمَکَانَ مِنْ هٰذَا الْقَرِیْنِ الضَّنِیْنِ۔ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ خُدَّامِیْ۔ وَ هَمَّ بِاِخْرَاجِهٖ مِنْ اَمَامِ عَیْنِیْ وَ مَقَامِیْ لِیُؤْمِنَنِیْ مِنْ ذَالِكَ الظَّنِّیْنِ۔ فَرَأَیْتُ اَنَّهٗ اَخَذَهٗ وَ جَعَلَ یَدْفَعُهٗ وَ یَذُبُّهٗ وَ یَذْأَطُهٗ مِنَ الْمَکَانِ وَ لَهٗ رَطِیْطٌ وَ کَرْبٌ وَ فَزَعٌ مَعَ الْاَرْدَمَانِ حَتّٰی أُخْرِجَ فَاَصْبَحَ مِنَ الْغَآئِبِیْنَ۔ فَرَفَعْتُ نَظَرِیْ فَإِذَا حِذَتَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَآئِمٌ وَ کَاَنَّهٗ کَانَ یَرٰی کُلَّ مَا وَقَعَ بَیْنَنَا مُوَارِیًا عِیَانَهٗ۔ فَأَخَذَنِیْ هَیْبَةٌ مِنْ رُؤْیَتِهٖ وَ نَهَضْتُ أَسْتَقْرِیْ مَکَانًا یُنَاسِبُ شَأْنَهٗ وَقُمْتُ کَالْخَادِمِیْنَ۔ فَإِذَا دَنَوْتُ مِنْهُ (صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) وَ نَظَرْتُ اِلٰی وَجْهِهٖ فَإِذَا وَجْهٌ قَدْ رَأَیْتُهٗ مِنْ قَبْلُ۔ مَا رَأَیْتُ وَجْهًا أَحْسَنَ مِنْهُ فِی الدُّنْیَا فَهُوَ خَاتَمُ الْحَسِیْنِیْنَ وَ الْجَمِیْلِیْنَ، کَمَا أَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔ وَ رَأَیْتُ فِیْ یَدِهٖ کِتَابًا فَإِذَا هُوَ کِتَابِیْ ''اَلْمِرْآةُ'' اَلَّذِیْ صَنَّفْتُهٗ بَعْدَ ''الْبَرَاهِیْن''۔ وَ کَانَ قَدْ وَضَعَ إِصْبُعًا عَلٰی مَحَلٍّ فِیْهِ مَدْحُهٗ وَ إِصْبُعًا عَلٰی مَحَلٍّ فِیْهِ مَدْحُ اَصْحَابِهٖ وَ قَدْ قَیَّدَ لَحْظَهٗ بِهِمَا وَ هُوَ یَتَبَسَّمُ وَ یَقُوْلُ هٰذَا لِیْ وَ هٰذَا لِأَصْحَابِیْ وَکَانَ یَنْظُرُ اِلَیْهِ کَالْقَارِئِیْنَ۔ ثُمَّ انْحَدَرَتْ طَبِیْعَتِیْ اِلَی الْاِلْهَامِ فَأَشَارَ الرَّبُّ الْکَرِیْمُ اِلٰی مَقَامٍ مِّنْ مَّقَامَاتِ ''الْمِرْآةِ''۔ وَ قَالَ هٰذَا الثَّنَآءُ لِیْ ثُمَّ اسْتَیْقَظْتُ۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔'' (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۶۲، ۵۶۳)

۲؎ (ترجمہ از مرتّب) حیدر آباد کے چندے کا روپیہ۔

۲۴۳

☆ **۲۱/دسمبر ۱۸۹۴ء** (الف)'' فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ۔ قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا۔ فَوَقَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ شَرِّ ذَالِکَ الْیَوْمِ۔[ا]

اس وقت مَیں نے دیکھا کہ میری بیوی اس گھر کے اندر کے دالان میں گھبرائی در دِ زہ میں اضطراب کرتی ہوئی میری چار پائی تک پہونچی ہے۔'' (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۹)

(ب)'' یَا مَسِیْحَ الْخَلْقِ عَدْوَانَا۔'' (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۹)

(ترجمہ) اے مسیح جو خلقت کی بھلائی کے لئے بھیجا گیا۔ ہماری طاعون کے دفع کے لئے مدد کر۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۳)

مارچ ۱۸۹۵ء '' کچھ تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ مجھ کو خواب آیا تھا کہ ایک جگہ مَیں بیٹھا ہوں۔ یک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ غیب سے کسی قدر روپیہ میرے سامنے موجود ہو گیا ہے۔ مَیں حیران ہوا کہ کہاں سے آیا۔ آخر میری یہ رائے ٹھہری کہ خدا تعالیٰ کے فرشتہ نے ہماری حاجات کے لئے یہاں رکھ دیا ہے۔ پھر ساتھ الہام ہوا کہ

اِنِّیْ مُرْسِلٌ اِلَیْکُمْ هَدِیَّةً

کہ مَیں تمہاری طرف ہدیہ بھیجتا ہوں اور ساتھ ہی میرے دل میں پڑا کہ اس کی یہی تعبیر ہے کہ ہمارے مخلص دوست حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب اس فرشتہ کے رنگ میں متمثل کئے گئے ہوں گے اور غالباً وہ روپیہ بھیجیں گے اور مَیں نے اس خواب کو عربی زبان میں اپنی کتاب میں لکھ لیا چنانچہ کل اس کی تصدیق ہوگئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ یہ قبولیت کی نشانی ہے کہ مولیٰ کریم نے خواب اور الہام سے تصدیق فرمائی۔''

(از مکتوب بنام سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ مدراسی۔ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۳۴۳، ۳۴۴ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

اپریل ۱۸۹۵ء ''اَوْحٰی اِلَیَّ اَنَّ الدِّیْنَ هُوَ الْاِسْلَامُ وَاَنَّ الرَّسُوْلَ هُوَ الْمُصْطَفَی السَّیِّدُ الْاِمَامُ۔ رَسُوْلٌ اُمِّیٌّ اَمِیْنٌ۔ فَکَمَا اَنَّ رَبَّنَا اَحَدٌ یَسْتَحِقُّ الْعِبَادَةَ وَحْدَهٗ فَکَذَالِکَ رَسُوْلُنَا الْمُطَاعُ وَاحِدٌ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَلَا شَرِیْکَ مَعَهٗ وَاَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ۔

(خدا تعالیٰ نے) مجھے الہام کیا کہ دین اللہ اسلام ہی ہے اور سچا رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سردار امام

ا (ترجمہ از مرتّب) پھر اس (عورت) کو در دِ زہ کھجور کے تنے کی طرف لے گئی۔ تب اس نے کہا کاش مَیں اس سے پہلے مر جاتی۔ پھر خدا نے انہیں اس دن کی خرابی سے بچا لیا۔

٢۴۵

۲۴رمئی ۱۸۹۵ء ''جب یہ[۱] پیدا ہوا تھا تو اُس وقت عالم کشف[۲] میں مَیں نے دیکھا کہ آسمان پر سے ایک روپیہ اُترا اور میرے ہاتھ پر رکھا گیا۔ اس پر لکھا تھا۔

مُعَمَّرُ اللّٰہِ۔''[۳]

(بدر جلد ۶ نمبر ۱، ۲ مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

۱۸۹۵ء ''مجھے اپنے مرض ذیابیطس کی وجہ سے آنکھوں کا بہت اندیشہ تھا کیونکہ اس مرض کے غلبہ سے آنکھ کی بینائی کم ہوجایا کرتی ہے اور نزول الماء ہوجاتا ہے۔ اِس اندیشہ کی وجہ سے دعا کی گئی تو الہام ہوا کہ

نَزَلَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰى ثَلٰثٍ اَلْعَيْنِ وَعَلَى الْاُخْرَيَيْنِ۔''

یعنی رحمت تین اعضا پر نازل ہوگی ایک تو آنکھ اور دو اَور عضو۔ اس جگہ آنکھ کا ذکر تو کر دیا لیکن باقی دو اعضا کی تصریح نہیں فرمائی مگر لوگ کہا کرتے ہیں کہ زندگی کا لُطف تین عضو کے بقا میں ہے۔ آنکھ، کانؔ، پرانؔ۔ اس الہام کے پورا ہونے کی کیفیت اس سے معلوم ہوسکتی ہے کہ قریباً اٹھارہ سال سے یہ مرض مجھے لاحق ہے اور ڈاکٹر اور حکیم لوگ جانتے ہیں کہ اس مرض میں آنکھوں کو کیسا اندیشہ ہوتا ہے پھر کونسی طاقت ہے جس نے پہلے سے خبر دے دی کہ یہ قانون تجھ پر توڑ دیا جائے گا اور بعد میں ایسا ہی کر کے دکھا دیا۔''

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۹۲، ۵۹۳)

دسمبر ۱۸۹۵ء ''میں نے اس تاریخ سے پہلے جو جمادی الثانی ۱۳۱۳ھ روز شنبہ مطابق ۷ر دسمبر ۱۸۹۵ء ہے دیکھا تھا کہ میرے تینوں لڑکے ایک جگہ بیٹھے ہیں اور مَیں کہتا ہوں یعنی ان کو مخاطب کر کے کہ ہم میں اور تم میں صرف ایک دن کی میعاد ہے۔ اس کی مَیں نے یہ تعبیر کی ہے کہ یہ چوتھے لڑکے کی روح مجھ میں بولی ہے۔''

(رجسٹر متفرق یادداشتیں از حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۰۴)

۱؎ (نوٹ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ) مراد حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ ہیں۔ یہ رؤیا حضورؑ نے جنوری ۱۹۰۷ء میں بیان فرمائی ہے مگر چونکہ ساتھ فرما دیا ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی پیدائش کے وقت دیکھی تھی۔ اِس لئے اسے صاحبزادہ موصوف کی پیدائش کے سن کے الہامات وکشوف میں درج کیا گیا ہے۔

۲؎ (نوٹ از ناشر) الحکم مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱ میں یہ کشف ان الفاظ میں درج ہے۔

''جب یہ پیدا ہوا تھا تو اُس وقت عالمِ کشف میں آسمان پر ایک ستارہ دیکھا تھا جس پر لکھا تھا۔ مُعَمَّرُ اللّٰہِ۔''

۳؎ (ترجمہ از مرتّب) خدا کی طرف سے عمر پانے والا۔

۲۷/جنوری ۱۸۹۶ء ''رَاَیْتُ[۱] کَاَنَّ مَسْجِدًا اَعْنِی الْمَسْجِدَ الَّذِیْ وَقَعَ عِنْدَ السُّوْقِ قَدْ هُدِّمَتْ۔ وَهَدَّمَهٗ رَجُلٌ۔ وَهَدَّمَ مَعَهٗ مَکَانًا لَّنَا۔ وَاَنَا اَقُوْلُ کَانَ هٰذَا مَسْجِدًا فَنُفَوِّضُ الْاَمْرَ اِلَی اللهِ۔''[۲]

(رجسٹر متفرق یادداشتیں از حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۱۹)

۱۶/مارچ ۱۸۹۶ء ''عین ایک بجے رات پر ۲۹/رمضان شب دوشنبہ کو یعنی ۱۶/مارچ ۱۸۹۶ء کو مَیں نے امام علی شاہ کو خواب میں دیکھا۔ گویا پہلے مَیں ان کے مکان پر گیا اور پھر وہ میرے چھوڑنے کے لئے ایک جماعت کے ساتھ آئے جو شاید قریب دس آدمی کے ہوں گے اور انہوں نے مجھ سے میرا طریق پوچھا اور مَیں نے بجواب ان کے فارسی زبان میں ان کو کہا کہ ''آنچہ[۳] در ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مے کردید آں نظر اجمالی بود وناقص۔ و آنچہ ما مے کنیم آں نظر مبسوط است و محیط۔ به بینید ایں طریق است که کارِشما مثل غنچه بود وہمه اجزا نہفته (اس میں مَیں نے ہاتھ کو غنچہ کی شکل بنا کر دکھلایا) پھر مَیں نے کہا۔ وکار ماہمه شگفته است و مثلِ گل۔ و در ذکرِ ما نظر بر همه تفاصیل نفی غیر عبور مے کند۔ و ایں چنیں شکل است۔ (پھر مَیں نے ہاتھ کو غنچۂ شگفتہ کی طرح کر کے دکھلایا) اور کہا به بینید ایں چنیں است لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ۔ ایں نفی برہمه اجزاء زروئے تفصیل است۔ میں نے جب یہ بات

---

۱ (ترجمہ از مرتّب) مَیں نے دیکھا گویا مسجد یعنی وہ مسجد جو بازار کے پاس ہے گرادی گئی ہے اور اس کو ایک شخص نے گرایا ہے اور اس کے ساتھ ایک اور مکان کو بھی جو ہمارا تھا گرادیا ہے اور مَیں کہتا ہوں کہ یہ تو مسجد تھی۔ پس ہم اس معاملے کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔

۲ (نوٹ از ناشر) یہ کشف ایک رنگ میں اس وقت پورا ہوا جب مورخہ ۲۳ اور ۲۴/مئی ۲۰۱۸ء کی درمیانی رات معاندین نے سیالکوٹ، پاکستان میں واقع مسجد بیت المبارک کے گنبد و مینار اور اس سے ملحقہ تاریخی اہمیت کے مکان حکیم حسام الدین صاحبؓ کو منہدم کرنے کی کارروائی کی۔

۳ (ترجمہ از مرتّب) وہ جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کے ذکر میں تم کرتے تھے وہ اجمالی نظر تھی اور ناقص۔ اور وہ جو ہم کرتے ہیں وہ نظر مبسوط اور محیط ہے دیکھو یوں ہے کہ تمہارا کام غنچہ کی طرح تھا اور تمام اجزاء پوشیدہ تھے...... اور ہمارا کام کھلے ہوئے پھول کی مانند ہے اور ہمارے ذکر میں نظر غیر کی نفی کی تمام تفصیلات پر حاوی ہے اور یہ شکل ہے...... دیکھو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ یُوں ہے۔ یہ نفی تمام اجزاء پر تفصیلی طور سے ہے۔

۲۴۷

کہی تو ان کو ایک لذّت آئی جیسا کہ کسی کو ایک جدید اور عجیب نکتہ سُننے سے لذّت آتی ہے اور یہ لذّت اُن کی اُن کی ایک منہ کی حالت سے مجھ کو معلوم ہوئی اور انہوں نے ایک روپیہ نذر کیا۔ مجھے خیال آیا کہ مَیں نے تو کسی وقت ان کو دو روپے دیئے تھے۔ انہیں میں سے انہوں نے مجھے ایک روپیہ دیا۔ پھر اسی جگہ کھڑے ہونے کی حالت میں ایک گلی میں جو ہمارے مکان سے قریب شمالی طرف ہے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ گورداسپور کب جائیں گے۔ مَیں نے جواب دیا۔ نمی دانم۔ قدمی برزمین استوار نمی شود تا خدا نخواہد[1]۔ پھر مَیں اسی گلی میں اُن کو وہیں چھوڑ کر نکل آیا۔ وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِالصَّوَابِ۔ اور اُسی وقت ۲ بجے رات کے یہ چند سطریں لکھی گئیں۔''

(رجسٹر متفرق یادداشتیں از حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۰۵)

۲۲/مارچ ۱۸۹۶ء ''الہام سعادت انجام۔

آج ۲۲/مارچ ۱۸۹۶ء کو مجھ کو الہام ہوا۔

یَآ اَھۡلَ الۡمَدِیۡنَةِ جَآءَ کُمۡ نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتۡحٌ قَرِیۡبٌ۔''[2]

(رجسٹر متفرق یادداشتیں از حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۰۵)

۱۸۹۶ء ''مجھے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ

''مَیں اس زمانہ کے لئے تجھے گواہ کی طرح کھڑا کروں گا۔''

پس کیا خوش نصیب ہے وہ شخص جس کے بارے میں اچھی گواہی ادا کر سکوں۔''

(از مکتوب بنام حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ۔ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

۱۸۹۶ء ''وہ خاص الہامات اس کے جو اس وقت میں مخالف مولویوں کو سناؤں گا ان میں سے بطور نمونہ چند الہامات اس جگہ لکھتا ہوں۔ ان میں سے بعض الہامات بیس برس کے عرصہ سے ہیں جو مختلف ترتیبوں اور کمی بیشی کے ساتھ بار بار القا ہوئے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

---

[1] (ترجمہ از مرتّب) مَیں نہیں جانتا کوئی قدم مضبوطی سے زمین پر نہیں پڑتا جب تک کہ خدا نہیں چاہتا۔

[2] (ترجمہ از مرتّب) اے شہر والو! تمہارے پاس اللہ کی نصرت آ گئی اور فتح قریب ہے۔

۲۵۸

۱۸۹۶ء ''اِنِّیْ مُرْسِلُکَ اِلٰی قَوْمٍ مُّفْسِدِیْنَ۔ وَاِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ وَاِنِّیْ مُسْتَخْلِفُکَ اِکْرَامًا کَمَا جَرَتْ سُنَّتِیْ فِی الْاَوَّلِیْنَ۔''[۱] (انجام آتھم۔روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۷۹)

۱۸۹۶ء ''اِنَّکَ اَنْتَ مِنِّی الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ۔ وَاُرْسِلْتَ لِیَتِمَّ مَا وَعَدَ مِنْ قَبْلُ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ۔ اِنَّ وَعْدَہٗ کَانَ مَفْعُوْلًا وَھُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ۔''[۲] (انجام آتھم۔روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۸۰)

۱۸۹۶ء ''اِنَّکَ اَنْتَ ھُوَ فِیْ حُلَلِ الْبُرُوْزِ۔ وَھٰذَا ھُوَ الْوَعْدُ الْحَقُّ الَّذِیْ کَانَ کَالسِّرِّ الْمَرْمُوْزِ۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَلَا تَخَفْ اَلْسِنَةَ الْجَاھِلِیْنَ وَ کَذَالِکَ جَرَتْ سُنَّةُ اللّٰہِ فِی الْمُتَقَدِّمِیْنَ۔''[۳]
(انجام آتھم۔روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۸۰)

۱۸۹۶ء ''یَآ اَحْمَدُ اُجِیْبُ کُلَّ دُعَآئِکَ اِلَّا فِیْ شُرَکَآئِکَ۔''[۴] (انجام آتھم۔روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۱)

یکم اکتوبر ۱۸۹۶ء ''کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مُرسلہ آں محبّ مجھ کو پہنچا۔ اُس کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ اس روپیہ کے پہنچنے سے تخمیناً سات گھنٹہ پہلے مجھ کو خدائے عزّوجل نے اس کی اطلاع دی۔ سو آپ کی اس خدمت کے لئے یہ اجر کافی ہے کہ خدا تعالیٰ آپ سے راضی ہے اس کی رضا کے بعد اگر تمام جہان ریزہ ریزہ ہوجاوے تو کچھ پرواہ نہیں۔ یہ کشف اور الہام آپ ہی کے بارہ میں مجھ کو دو دفعہ ہوا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔''

(از مکتوب بنام سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ مدراسی۔مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۳۴۸ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

---

۱ (ترجمہ از مرتّب) مَیں تجھے ایک مفسد قوم کی طرف بھیجتا ہوں اور مَیں تجھے لوگوں کا امام بناتا ہوں اور مَیں تجھے اکرام سے خلیفہ مقرر کرتا ہوں جیسا کہ پہلے لوگوں میں میری سنّت رہی ہے۔

۲ (ترجمہ از مرتّب) تُو ہی میری طرف سے مسیح ابن مریم ہے اور اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تا وہ جو وعدہ تیرے ربِّ اکرم نے پہلے سے کیا ہوا تھا۔ وہ پورا ہو۔ اس کا وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے اور وہ سب سے بڑھ کر سچا ہے۔

۳ (ترجمہ از مرتّب) تُو بروزی طور پر وہی (یعنی عیسیٰ) ہے اور یہی وہ سچا وعدہ ہے جو رازِ پوشیدہ کی طرح چلا آتا تھا۔ پس جو حکم تجھے دیا جاتا ہے اُسے کھول کر لوگوں کو پہنچا اور جاہل لوگوں کی زبان درازی سے مت ڈر اور اسی طرح پہلے لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی یہی سنت جاری رہی ہے۔

۴ (ترجمہ از مرتّب) اے احمد! مَیں تیری تمام دعائیں قبول کروں گا مگر تیرے شریکوں کے بارے میں نہیں۔

۱۸۹۸ء ''خدا نے ...... مجھے بار بار الہام دیا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی معرفت الٰہی اور کوئی محبّتِ الٰہی تیری معرفت اور محبّت کے برابر نہیں۔'' (ضرورۃ الامام۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۵۰۲)

۳/اکتوبر ۱۸۹۸ء ''صبح کو بعد نماز فجر فرمایا کہ

رات کو بعد تہجد لیٹ گیا تو تھوڑی سی غنودگی کے بعد دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ''سُرمہ چشم آریہ'' کے چار ورق ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ آریہ لوگ اب خود اس کتاب کو چھپوا رہے ہیں۔''

(الحکم جلد ۲ نمبر ۳۰ مورخہ ۸/اکتوبر ۱۸۹۸ء صفحہ ۶)

۱۴/اکتوبر ۱۸۹۸ء ۱۴/اکتوبر ۱۸۹۸ء کو مولوی عبدالکریم صاحب ؓ سیالکوٹی خطبہ جمعہ دے رہے تھے۔ دَورانِ خطبہ فرمایا۔

''بنی اسرائیل میں سے جو کافر ہوئے اُن پر خدا نے لعنت کی، داوٗدؑ اور مسیحؑ ابن مریم کی زبان سے۔ اور یہ اس لئے ہوئی کہ وہ حدِّ اعتدال سے بڑھ نکلے اور نافرمانی کے لئے تجاوز کر گئے۔ بنی اسرائیل کا ایسا حال ہو گیا تھا کہ نہی عنِ المنکر اور اَمر بِالمعروف قطعاً چھوڑ دیا تھا۔ چھوٹے بڑوں کی شرارتوں پر اور بڑے چھوٹوں کی شیطنتوں پر رضا مند ہو گئے تھے۔ اس لئے مسیحؑ اور داوٗدؑ کی لسان سے اُن پر لعنت برسی...... اب پھر وقت آیا ہے کہ دنیا میں سوکھے ہوئے درخت ہَرے ہوں۔ خدا تعالیٰ کے فضل کی بارش ہو رہی ہے۔ زمانے کا امام آیا ہے جو ابن مریم کے نام سے آیا ہے اور اس کو داوٗد بھی کہا گیا ہے۔ پس بڑی ضروری اور خطرناک بات ہے کہ ایسا نہ ہو اس کے مقابلہ میں گندی اور ناپاک کوششیں کرنے والے اور اس سے منہ پھیرنے والے اُس لعنت کے نیچے آجاویں، جو داوٗدؑ اور مسیح ابن مریم کی زبان سے ہوئی۔''

جس وقت حضرت مولانا صاحب نے یہ فقرہ (خط کشیدہ) فرمایا۔ اسی وقت حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا کہ۔

''یہ لعنت ابھی وزیرآباد میں برسی ہے۔''

(الحکم جلد ۲ نمبر ۳۲ مورخہ ۲۲/اکتوبر ۱۸۹۸ء صفحہ ۵ ب)

۴/نومبر ۱۸۹۸ء ''آج ۴/نومبر ۱۸۹۸ء میں خواب میں مجھ کو دکھلایا گیا کہ ایک شخص روپیہ بھیجتا ہے۔ مَیں بہت خوش ہوا اور یقین رکھتا تھا کہ آج ۵۰ روپیہ آئے گا چنانچہ آج ہی ۴/نومبر ۱۸۹۸ء کو آپ کا

صفحہ روپیہ آ گیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَجَزَا کُمُ اللہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روپیہ بھیجنا درگاہِ الٰہی میں قبول ہے۔''

(ازمکتوب بنام ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ۔مکتوبات احمد جلد ۴ صفحہ ۲۱۰ مطبوعہ ۲۰۱۵ء)

۱۸۹۸ء ''مَیں نے کچھ دن ہوئے خواب میں آپ کی نسبت کچھ بلا اور غم کو دیکھا تھا۔ ایسے خوابوں اور الہاموں کو کوئی ظاہر نہیں کرسکتا۔ مجھے اندیشہ تھا آخر اس کا یہ پہلو ظاہر ہوا۔ یہ تقدیر مبرم تھی جو ظہور میں آئی۔''

(ازمکتوب بنام نواب محمد علی خاں صاحبؓ۔مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

۱۵؍نومبر ۱۸۹۸ء ''۱ اِنِّیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی۔ ۲ فَاصْبِرْ حَتّٰی یَاْتِیَ اللہُ بِاَمْرِہٖ۔ ۳ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا۔ ۴ وَ تَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ۔ ۵ مَالَھُمْ مِّنَ اللہِ مِنْ عَاصِمٍ۔ ۶ فَاصْبِرْ حَتّٰی یَاْتِیَ اللہُ بِاَمْرِہٖ۔ ۷ اِنِّیْ مَعَکُمْ اَسْمَعُ وَاَرٰی۔ ۸ اِنِّیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی۔''[1] (تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رجسٹر محاورات العرب)[2]

۱۵؍نومبر ۱۸۹۸ء ''۱ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔ ۲ اِنَّہٗ طَیِّبٌ مَّقْبُوْلُ الرَّحْمٰنِ۔ ۳ اِتَّقِ اللہَ۔ ۴ اِنَّ اللہَ مَعَ الْخَآئِفِیْنَ۔''[3]

(تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رجسٹر محاورات العرب)

۱۶؍نومبر ۱۸۹۸ء ''اِنِّیْ مَعَ الْغَفَّارِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً۔''[4]

(تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رجسٹر محاورات العرب)

---

[1] (ترجمہ از مرتّب) ۱ مَیں تم دونوں کے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ ۲ پس تم صبر کرو اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کرے۔ ۳ برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔ ۴ اور ان لوگوں پر ذلّت طاری ہوگی۔ ۵ اللہ (کے عذاب) سے انہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔ ۶ پس تم صبر کرو اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کرے۔ ۷ یقیناً مَیں تمہارے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ ۸ یقیناً مَیں تم دونوں کے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔

[2] (نوٹ از مولانا عبد اللطیف بہاولپوری) یہ رجسٹر خلافت لائبریری ربوہ میں موجود ہے یہ رجسٹر وہی ہے جس کی دوسری طرف رشتہ کے لئے لڑکوں اور لڑکیوں کے نام بھی درج ہیں۔

[3] (ترجمہ از مرتّب) ۱ مَیں مغلوب ہوں پس میری مدد کر۔ ۲ وہ پاک ہے۔ خدا کا مقبول ہے۔ ۳ اللہ سے ڈر۔ ۴ یقیناً اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔

[4] (ترجمہ از مرتّب) مَیں خدائے غفار کے ساتھ ہوں تیرے پاس اچانک آؤں گا۔

۱۹۰۰ء ''ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے جس پر مَیں بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ کرشن جی کہاں ہیں؟ جس سے سوال کیا گیا وہ میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے۔ پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اتنے ہجوم میں سے ایک ہندو بولا۔

ہے کرشن جی رُودّر گوپال

(یہ ایک عرصہ[۱] دراز کی رؤیا ہے)'' (البدر جلد ۲ نمبر ۴۱، ۴۲ مورخہ ۲۹/اکتوبر و ۸/نومبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۲۲)

۱۹۰۰ء[۲] ''حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ

ایک بار ہم نے کرشن جی کو دیکھا کہ وہ کالے رنگ کے تھے اور پتلی ناک۔ کشادہ پیشانی والے ہیں۔ کرشن جی نے اُٹھ کر اپنی ناک ہماری ناک سے اور اپنی پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی۔''

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۷ مورخہ ۶/مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۷)

۱۹۰۰ء ''ایک بار یہ الہام[۳] ہوا تھا کہ آریوں کا بادشاہ آیا۔''

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۷ مورخہ ۶/مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۷)

۱۹۰۰ء (الف) ''ایک دفعہ مجھے مرض ذیابیطس کے سبب بہت تکلیف تھی۔ کئی دفعہ سَو سَو مرتبہ دن میں پیشاب آتا تھا۔ دونوں شانوں میں ایسے آثار نمودار ہو گئے جن سے کاربنکل کا اندیشہ تھا۔ تب مَیں دُعا میں مصروف ہوا تو یہ الہام ہوا۔ وَالْمَوْتِ اِذَا عَسْعَسَ

یعنی قسم ہے موت کی جب کہ ہٹائی جائے چنانچہ یہ الہام بھی ایسا پورا ہوا کہ اس وقت سے لے کر ہمیشہ ہماری زندگی کا ہر ایک سیکنڈ ایک نشان ہے۔'' (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۱۳)

(ب) ''پرانا الہام۔ اَلْوَدَاعُ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ۔ غِيْضَ الْمَآءُ[۴]۔ وَالْمَوْتِ اِذَا عَسْعَسَ۔''

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۵)

(ج) ''بارہا میں مشاہدہ کرتا ہوں کہ بعض وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی انذاری پیش گوئی میرے

۱، ۲ (نوٹ از مولانا جلال الدین شمسؓ) چونکہ اس کشف کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔ اس لئے سابقہ کشف کی مناسبت سے اسے یہاں درج کیا گیا۔

۳ (نوٹ از مولانا جلال الدین شمسؓ) اس الہام کی بھی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہو سکی پچھلی مناسبت سے یہاں لکھا گیا۔

۴ (ترجمہ از ناشر) پانی خشک ہو گیا۔

تھے۔غرض مَیں نے دیکھا کہ وہ ایک عظیم الشان تخت پر بیٹھے ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ خدا تعالیٰ ہے۔

اس میں سِرّ یہ ہوتا ہے کہ باپ چونکہ شفقت اور رحمت میں بہت بڑا ہوتا ہے اور قُرب اور تعلّق شدید رکھتا ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کا باپ کی شکل میں نظر آنا اس کی عنایت' تعلّق اور شدّتِ محبّت کو ظاہر کرتا ہے۔اس لئے قرآن شریف میں بھی آیا ہے کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ[1] اور میرے الہامات میں یہ بھی ہے اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ۔[2] یہ قرآن شریف کی اسی آیت کے مفہوم اور مصداق پر ہے۔'' (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۰ رمئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

۱۰/اپریل ۱۹۰۲ء ''۱۰/اپریل کو الہام ہوا۔

افسوس صد افسوس'' (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۰ رمئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

۱۱/اپریل ۱۹۰۲ء ''۱۱/اپریل کو الہام ہوا۔

رہگرائے عالَمِ جاودانی شُد۔''[3]

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۰ رمئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

۱۹۰۲ء ''حضرت اقدسؑ ایک روز فرماتے تھے۔ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پَرے تک بازار نکل گئے اُونچی اُونچی دومنزلی چومنزلی یا اس سے بھی زیادہ اُونچے اُونچے چبوتروں والی دکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ، بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے، بیٹھے ہیں اور اُن کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں، روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور قسما قسم کی دوکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکّے، بگھیاں، ٹمٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے، شکرمیں، پیدل اِس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھِڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔''

(از مضمون پیر سراج الحق صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۶ نمبر ۱۶ مورخہ ۳۰/اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۲، ۱۳)

---

[1] (ترجمہ از ناشر) جس طرح تم اپنے آباء کا ذکر کرتے ہو۔ (البقرۃ:۲۰۱)

[2] (ترجمہ) تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد۔ (دافع البلاء۔روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۸)

[3] (ترجمہ از مرتّب) اس نے عالَمِ بقا کی راہ اختیار کر لی۔

۴۱۶

سے اِدھر اُدھر تیر رہے ہیں۔ ایک بجنے میں ۲۰ منٹ باقی تھے کہ مَیں نے یہ خواب دیکھا۔''

(البدر جلد ۱ نمبر ۷ مورخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۵)

۹ر دسمبر ۱۹۰۲ء ''گذشتہ شب کو مجھے یہ الہام ہوا ہے۔

سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ [۱]

پھر اس کے بعد الہام ہوا۔ سَلَامٌ عَلٰى اَمْرِكَ۔ صِرْتَ فَآئِزًا۔'' [۲]

(البدر جلد ۱ نمبر ۷ مورخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۵۔ الحکم جلد ۶ نمبر ۴۴ مورخہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۸)

۱۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء ''فرمایا کہ یہ الہام ہوا ہے اس کے ساتھ ایک اَور عجیب اور مبشّر فقرہ تھا وہ یاد نہیں رہا۔

يُنَادِىْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ۔'' [۳]

(البدر جلد ۱ نمبر ۸ مورخہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۸)

۱۹ر دسمبر ۱۹۰۲ء ''اِنِّىْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِىْ۔'' [۴]

(البدر جلد ۱ نمبر ۹ مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۶۸۔ الحکم جلد ۶ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۴)

۱۹ر دسمبر ۱۹۰۲ء ''مغرب و عشاء کی نماز باجماعت ادا کر کے حضرت اقدس تشریف لے گئے اور پھر تشریف لائے تو آپ نے اپنی تین رؤیا سنائیں جو کہ آپ نے پے در پے دیکھی تھیں۔

کہ ایک شخص نے ایک روپیہ اور پانچ چھوارے رؤیا میں دیئے۔

---

۱ (ترجمہ) یعنی اے ابراہیم! تجھ پر سلام۔ تیرے کاروبار پر سلامتی ہوا اور تُو بامراد ہو گیا۔

(البدر مورخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۵)

۲ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ ''مولوی رُسل بابا...... ۸ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو ساڑھے پانچ بجے صبح کے اس جہانِ فانی سے رخصت ہوا اور یہ میرا الہام اس کی موت سے پہلے شائع کیا گیا تھا اور الحکم میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ پھر ساتھ ہی مجھے یہ الہام ہوا سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ۔ سَلَامٌ عَلٰى اَمْرِكَ۔ صِرْتَ فَآئِزًا یعنی اے ابراہیم تیرے پر سلام تُو فتح یاب ہو گیا۔'' (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۱۲، ۳۱۳)

۳ (ترجمہ از مرتّب) ایک آسمان سے آیا ہوا پکارنے والا پکار رہا ہے۔

۴ (ترجمہ از مرتّب) مَیں فوجیں لے کر آ رہا ہوں۔

۴۱۷

اس کے بعد پھر غنودگی ہوئی تو دیکھا کہ تریاق القلوب کا ایک صفحہ دکھایا گیا ہے جس پر

عَلٰی شُکْرِ الْمَصَآئِبِ

لکھا ہوا ہے جس کے یہ معنے ہوئے کہ ھٰذِہٖ صِلَةٌ عَلٰی شُکْرِ الْمَصَآئِبِ گویا یہ روپیہ اور چھوارے شکر المصائب کا صلہ ہے۔
تیسری دفعہ پھر کچھ ورق دکھائے گئے جن پر بیٹوں کے بارے میں کچھ لکھا ہوا تھا اور جو اس وقت یاد نہیں ہے۔''

(البدر جلد ۱ نمبر ۹ مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۶۹)

۲۱ر دسمبر ۱۹۰۲ء ''۲۱ر و ۲۲ر دسمبر کے درمیان کی شب کو دو اور ۳ بجے کے درمیان یہ الہام ہوا۔

یَأْتِیْ عَلَیْكَ زَمَنٌ كَمِثْلِ زَمَنِ مُوْسٰی۔''[1]

(البدر[2] جلد ۱ نمبر ۹ مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۷۱)

۲۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء (الف) ''اِنَّهٗ كَرِیْمٌ تَمَشّٰی اَمَامَكَ وَعَادٰی مَنْ عَادٰی''[3]

(البدر جلد ۱ نمبر ۹ مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۷۱۔ البدر جلد ۱ نمبر ۱۰ مورخہ ۲ر جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷۶۔
الحکم جلد ۶ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۳، ۱۴)

(ب) فرمایا۔کل جو الہام ہوا تھا یَأْتِیْ عَلَیْكَ زَمَنٌ كَمِثْلِ زَمَنِ مُوْسٰی یہ اسی الہام کے آگے معلوم ہوتا ہے جہاں ایک الہام کا قافیہ جب دوسرے الہام سے ملتا ہے خواہ وہ الہامات ایک دُوسرے سے دس دن کے فاصلہ سے ہوں مگر مَیں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں کا تعلق آپس میں ضرور ہے یہاں بھی موسٰی اور عادٰی کا قافیہ ملتا ہے اور پھر توریت میں اس قسم کا مضمون ہے کہ خدا نے موسٰی کو کہا کہ تُو چل مَیں تیرے آگے چلتا ہوں۔''

(البدر جلد ۱ نمبر ۱۰ مورخہ ۲ر جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷۶)

۲۳ر دسمبر ۱۹۰۲ء نماز فجر سے پیشتر حضرت اقدس نے یہ رؤیا سنائی۔

''مَیں کسی اَور جگہ ہوں اور قادیان کی طرف آنا چاہتا ہوں۔ایک دو آدمی ساتھ ہیں۔کسی نے کہا راستہ بند

۱؎ (ترجمہ) یعنی تیرے پر ایسا زمانہ آنے والا ہے جیسے موسٰی پر آیا تھا۔ (البدر مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۷۱)

۲؎ (نوٹ از ناشر) الحکم مورخہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱ میں اس الہام کی تفصیل یوں درج ہے۔''۲۱ر دسمبر کی رات کو جس کی صبح کو ۲۲ر دسمبر تھی اور جو اخیر عشرہ رمضان کی پہلی رات تھی آپ کو یہ الہام ہوا۔یَأْتِیْ عَلَیْكَ زَمَانٌ كَمِثْلِ زَمَنِ مُوْسٰی۔ فرمایا۔اس زمانہ میں جو بیس پچیس برس کے قریب ہوتا ہے یہ الہام کبھی نہیں ہوا۔موسٰی کا نام تو کئی الہاموں میں رکھا گیا ہے۔''

۳؎ (ترجمہ) یعنی وہ کریم ہے تیرے آگے آگے چلتا ہے جس نے تیری عداوت کی گویا اس کی عداوت کی۔

(البدر مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۷۱)

۴۲۲

۱۲/جنوری ۱۹۰۳ء ”مَیں نے دیکھا کہ میری بیوی نے ایک روپیہ مجھ کو دیا ہے اور کہا کہ یہ تمہارے لئے روپیہ نذر ہے۔“ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱)

۱۳/جنوری ۱۹۰۳ء ”۱ اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ۔[1] ۲ اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِعَانَتَكَ۔ ۳ اَنْتَ وَجِیْهٌ فِیْ حَضْرَتِیْ۔ ۴ اِخْتَرْتُكَ لِنَفْسِیْ وَ سِرُّكَ سِرِّیْ۔ ۵ اَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مَعَكَ وَ سِرُّكَ سِرِّیْ۔ ۶ اِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ وَ كُلَّمَا اَحْبَبْتَ اَحْبَبْتُ۔

۷ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ۔ ۸ فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ (النَّاسِ) یَحْمَدُكَ اللهُ مِنْ عَرْشِهٖ۔ ۹ وَ یَحْمَدُكَ اللهُ وَ یَمْشِیْ اِلَیْكَ۔ ۱۰ اَنْتَ وَجِیْهٌ فِیْ حَضْرَتِیْ۔ ۱۱ اِخْتَرْتُكَ لِنَفْسِیْ وَسِرُّكَ سِرِّیْ۔ ۱۲ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةٍ لَّا یَعْلَمُهَا الْخَلْقُ۔ ۱۳ یَا اَحْمَدِیْ اَنْتَ مُرَادِیْ وَمَعِیْ۔ ۱۴ وَاَنْتَ مَعِیْ وَ اَنَا مَعَكَ۔ ۱۵ سِرُّكَ سِرِّیْ۔ ۱۶ اِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ وَ كُلَّمَا اَحْبَبْتَ اَحْبَبْتُ۔ ۱۷ اَنْتَ وَجِیْهٌ فِیْ حَضْرَتِیْ اِخْتَرْتُكَ لِنَفْسِیْ۔“ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱)

۱۹۰۳ء ”وَاِنَّهٗ بَشَّرَنِیْ وَقَالَ۔ لَا اُبْقِیْ لَكَ فِی الْمُخْزِیَاتِ ذِكْرًا۔
وَ قَالَ۔ یَعْصِمُكَ اللهُ مِنْ عِنْدِهٖ وَهُوَ الْوَلِیُّ الرَّحْمٰنُ۔“[2]
(مواہب الرحمٰن۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۵)

---

[1] (ترجمہ از مرتّب) ۱ مَیں اس شخص کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کرے گا۔ ۲ مَیں اس شخص کی اعانت کروں گا جو تیری اعانت کرے گا۔ ۳ تُو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ ۴ مَیں نے تجھے اپنے لئے چُن لیا اور تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ۵ تُو میرے ساتھ ہے اور مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ۶ جب تو غضبناک ہوتا ہے تو مَیں غضبناک ہوتا ہوں اور جب تو محبّت کرتا ہے تو مَیں محبّت کرتا ہوں۔ ۷ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ ۸ پس وقت آ گیا ہے کہ تیری مدد کی جائے اور تجھے لوگوں میں مشہور کیا جائے۔ اللہ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ ۹ اور اللہ تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ ۱۰ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ ۱۱ مَیں نے تجھے اپنے لئے چُن لیا اور تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ۱۲ میرے نزدیک تیرا وہ مرتبہ ہے جس کو لوگ نہیں جانتے۔ ۱۳ اے میرے احمد! تُو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ ۱۴ اور تو میرے ساتھ ہے اور مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ ۱۵ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ۱۶ جب تُو غضب ناک ہوتا ہے تو مَیں غضبناک ہوتا ہوں اور جب تُو محبّت کرتا ہے تو مَیں محبّت کرتا ہوں۔ ۱۷ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ مَیں نے تجھ کو اپنے لئے چُن لیا۔

[2] (ترجمہ از مرتّب) اور اس نے مجھے بشارت دی اور فرمایا۔ مَیں تیرے متعلق رُسوا کن باتوں کا ذکر تک نہیں چھوڑوں گا۔ اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت اپنی طرف سے کرے گا اور وہی بے حد رحم کرنے والا دوست ہے۔

۱۹۰۳ء ’’ فرمایا کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نُوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر اُن کی لا انتہا نالیاں ہوتی ہیں اور بقدر حصّہ رسدی ہر حق دار کو پہنچتی ہیں ۔‘‘

(الحکم جلد ۷ نمبر ۸ مورخہ ۲۸ ؍فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷)

یکم مارچ ۱۹۰۳ء ’’صبح کی سیر (کے وقت) نواب[۱] صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج رات ایک کشف میں آپ کی تصویر ہمارے سامنے آئی اور اتنا لفظ الہام ہوا۔ **حُجَّۃُ اللہِ**

یہ امر کوئی ذاتی معاملات سے تعلق نہیں رکھتا۔ اِس کے متعلق یوں تفہیم ہوئی کہ چونکہ آپ اپنی برادری اور قوم میں سے اور سوسائٹی میں سے الگ ہو کر آئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام **حُجّۃ اللہ** رکھا یعنی آپ اُن پر حجت ہوں گے ۔ قیامت کے دن اُن کو کہا جاوے گا کہ فلاں شخص نے تم سے نکل کر اس صداقت کو پرکھا اور مانا تم نے کیوں ایسا نہ کیا۔ یہ بھی تم میں سے ہی تھا اور تمہاری طرح کا ہی انسان تھا۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کا نام **حُجّۃ اللہ** رکھا آپ کو بھی چاہیے کہ آپ اُن لوگوں پر تحریر سے ،تقریر سے، ہر طرح سے حجت پُوری کر دیں ۔‘‘

(الحکم جلد ۷ نمبر ۹ مورخہ ۱۰ ؍مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۱)

۱۹۰۳ء ’’آج بوقت چار بجے صبح کو مَیں نے ایک خواب دیکھا۔ مَیں حیرت میں ہوں کہ اس کی کیا تعبیر ہے۔ مَیں نے آپ[۲] کی بیگم صاحبہ عزیزہ سعیدہ امۃ الحمید بیگم کو خواب میں دیکھا کہ جیسے ایک اولیاء اللہ خدا سے تعلق رکھنے والی ہوتی ہیں اور ان کے ہاتھ میں دس روپیہ سفید اور صاف ہیں ۔ یہ میرے دل میں گزرا ہے کہ دس روپیہ ہیں ۔ مَیں نے صرف دُور سے دیکھے ہیں ۔ تب انہوں نے وہ دس روپیہ اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی طرف پھینکے ہیں اور ان روپوں میں سے نور کی کرنیں نکلتی ہیں جیسا کہ چاند کی شعاعیں ہوتی ہیں وہ نہایت تیز اور چمک دار کرنیں ہیں جو تاریکی کو روشن کر دیتی ہیں اور مَیں اس وقت تعجب میں ہوں کہ روپیہ میں سے کس وجہ سے اس قدر نُورانی کرنیں نکلتی ہیں اور خیال گزرتا ہے کہ ان نورانی کرنوں کا اصل موجب خود وہی ہیں ۔ اس حیرت سے آنکھ کُھل گئی ...... تعجب میں ہوں کہ اس کی تعبیر کیا ہے ۔ شاید اس کی تعبیر یہ ہے کہ ان کے لئے خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی نہایت نیک حالت درپیش ہے ۔ اسلام میں عورتوں میں سے بھی صالح اور ولی ہوتی رہی ہیں جیسا کہ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا ۔ اور یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ شاید اس کی یہ تعبیر ہو کہ زمانہ کے رنگ بدلنے سے آپ کو

---

۱ نواب محمد علی خان صاحب ؓ رئیس مالیر کوٹلہ ۔ (مرزا بشیر احمد) ۲ نواب محمد علی خان صاحب ؓ رئیس مالیر کوٹلہ ۔ (شمس)

۴۴۲

''۳۱ر مئی ۱۹۰۳ء مطابق ۳ر ربیع الاوّل ۱۳۲۱ھ روز یکشنبہ''

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ '' (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۸)

۳ر جون ۱۹۰۳ء ''خواب میں دیکھا کہ کسی شخص نے مجھ کو کچھ روپیہ دیا کہ یہ سرکار سے تجھ کو ملا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ڈگری کا روپیہ تھا۔ مَیں نے اس کو ایک چادر کے پلّے میں باندھ کر رکھ لیا اور مَیں نے دینے والے کو پوچھا کہ کیا اس کی رسید لو گے۔ اس نے کہا کہ رسید کی حاجت نہیں مَیں اعتباری آدمی ہوں۔ پھر دیکھا کہ وہ روپیہ گم ہوگیا۔ کوئی لے گیا۔ مَیں نے اُس شخص سے پوچھا کہ وہ کتنا روپیہ تھا۔ اُس نے کہا ۲۷/۴[1] تھے اور مَیں نے ایک شخص کو جو اپنے ملازموں میں سے معلوم ہوتا ہے پکڑ لیا کہ تو نے لیا ہے اور وہ انکار کرتا ہے۔ اب تک پتہ نہیں کہ کس نے لیا۔ ہم کچہری کے مقام پر ہیں مگر وہاں حاکم کوئی نہیں۔ بعد اس کے الہام ہوا۔

اِنِّیْ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ۔ اِنِّیْ مَعَ کَثْرَۃِ رِزْقِکَ۔ ''[2]

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۹)

۴ر جون ۱۹۰۳ء ''۲ یا ۳ بجے رات کو مَیں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک جگہ پر مع چند ایک دوستوں کے گیا ہوں۔ وہ دوست وہی ہیں جو رات دن پاس رہتے ہیں۔ ایک اُن میں مخالف بھی معلوم ہوتا ہے۔ اس کا سیاہ رنگ، لمبا قد اور کپڑے چرکین ہیں۔ آگے جاتے ہوئے تین قبریں نظر آئی ہیں۔ ایک قبر کو دیکھ کر مَیں نے خیال کیا کہ والد صاحب کی قبر ہے اور دوسری قبریں سامنے نظر آئیں۔ مَیں ان کی طرف چلا۔ اس قبر سے کچھ فاصلہ پر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ صاحبِ قبر (جسے مَیں نے والد کی قبر سمجھا تھا) زندہ ہو کر قبر پر بیٹھا ہوا ہے۔ غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اَور شکل ہے والد صاحب کی شکل نہیں مگر خوب گورا رنگ، پتلا بدن، فربہ چہرہ ہے۔ مَیں نے سمجھا کہ اس قبر میں یہی تھا۔ اتنے میں اُس نے آگے ہاتھ بڑھایا کہ مصافحہ کرے۔ مَیں نے مصافحہ کیا اور نام پوچھا تو اُس نے کہا نظام الدین۔ پھر ہم وہاں سے چلے آئے۔ آتے ہوئے مَیں نے اُسے پیغام دیا کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور والد صاحب کو السلام علیکم کہہ چھوڑنا۔ راستہ میں مَیں نے اس مخالف سے پوچھا کہ آج جو ہم نے یہ عظیم الشان معجزہ دیکھا کیا اَب بھی نہ مانو گے؟ تو اُس نے جواب دیا کہ اَب تو حد ہوگئی، اَب بھی نہ مانوں تو کب مانوں۔ مُردہ زندہ ہوگیا ہے۔ اس کے بعد الہام ہوا۔ سَلِیْمٌ حَامِدٌ مُسْتَبْشِرًا کچھ حصّہ الہام کا یاد نہیں رہا۔

---

[1] نقل مطابق اصل۔ (ناشر)

[2] (ترجمہ از مرتّب) یقیناً مَیں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ مَیں تیرے کثرتِ رزق کے ساتھ ہوں۔

۲۱/جولائی ۱۹۰۳ء ''آج قریب صبح مَیں نے دیکھا کہ مرزا احمد بیگ رشتہ دار نظام الدین فوت ہو گیا ہے اور ایسا خیال گزرا کہ وہ سخت جان کندن میں ہے۔ پھر مَیں نے کہا کہ احمد بیگ اور امام الدین کے مرنے میں صرف چھ سات دن کا فاصلہ ہے۔ اسی کی تائید میں اسی تاریخ صاحبزادہ سراج الحق نے خواب میں دیکھا کہ ایک درخت نہایت سرسبز ہے اور نظام الدین کی ملکیت ہے اس کے نیچے ہم کھڑے ہیں۔ اتنے میں میر اسمٰعیل آئے اور کہا کہ اس کی ایک شاخ ہم کاٹ دیں گے۔ تب انہوں نے اس درخت کی ایک سرسبز شاخ کاٹ دی۔'' (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۲)

۲۱/جولائی ۱۹۰۳ء الہام۔ ''یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَفَتْحُ الْحُنَیْنِ۔''[۱]

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۲)

۲۳/جولائی ۱۹۰۳ء ۱۔ ''خواب میں مَیں نے دیکھا کہ میں نے کچھ پھل پائے ہیں کسی نے مجھے پوچھا وہ کون سے پھل ہیں میں نے کہا کہ ایک طُوبٰی[۱] ایک آم[۲] ایک اور پھل[۳]۔''[۲]

۲۔ ''دیکھا ظفر احمد میرے پاس آیا ہے۔'' (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۲)

۲۴/جولائی ۱۹۰۳ء ''اَلْفِتْنَۃُ وَالصَّدَقَاتُ۔''[۳]

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۲۔ البدر جلد ۲ نمبر ۲۹ مورخہ ۷/اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۲۶)

۲۷/جولائی ۱۹۰۳ء ''خواب میں مَیں نے دیکھا کہ ایک شخص گویا چراغ یا فجّا گورداسپور سے آیا ہے اور اس کے پاس کچھ روپے اور کچھ پیسے ہیں اور کہتا ہے کہ یہ بقیہ چندہ گورداسپور سے لایا ہوں۔ مَیں نے ایک خوان میں یعنی برتن میں وہ روپے جمع کرا دیئے تو معلوم ہوا کہ بہت سے پیسے ہیں۔ مَیں نے چاہا کہ یہ چندہ کا روپیہ ہے اِس کو گِن لیں۔ جب مَیں گننے لگا تو وہ تمام پیسے کشمش کی شکل پر ہو گئے ہیں۔'' (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۳)

۱۔ (ترجمہ از مرتّب) سوموار کا دن اور حنین کی فتح۔

۲۔ (نوٹ از ناشر) البدر مورخہ ۷/اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۲۶ پر یہ خواب یوں تحریر ہے۔ ''فرمایا کہ رات کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک آنب ہے جسے مَیں نے تھوڑا سا چوسا تو معلوم ہوا کہ وہ تین پھل ہیں۔ جب کسی نے پوچھا کہ کیا پھل ہیں تو کہا ایک آنب ہے، ایک طوبا اور ایک اور پھل ہے۔''

۳۔ (ترجمہ از مرتّب) ایک خاص فتنہ آرہا ہے اور اس کا علاج صدقات ہیں۔

لَعَلِّیۡ اٰتِیۡکُمۡ مِّنۡھَا بِقَبَسٍ اَوۡ اَجِدُ عَلَی النَّارِ ھُدًی۔'' [۱]

(البدر جلد ۳ نمبر ۱۱ مورخہ ۱۶؍مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۸ نمبر ۶ مورخہ ۱۷؍فروری ۱۹۰۴ء صفحہ ۴)

۲۴؍فروری ۱۹۰۴ء ۱۔ ''مَیں نے دیکھا کوئی کہتا ہے کہ فلاں شخص کی جگہ شیخ آیا۔ خیال گزرتا ہے کہ چندو لال کی جگہ آیا۔ وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ۔''

۲۔ ''مَیں نے دیکھا کہ ایک سُرخ جوتا میرے سامنے رکھا گیا ہے اور ایک سنہری جوتا عمدہ کسی اَور کو بھیجا گیا ہے۔ خیال گزرتا ہے کہ وہ میری جماعت میں سے ہے۔ شاید خواجہ کمال الدین ہیں۔ ایسا ہی خیال گزرتا ہے۔ وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ۔'' (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۳)

۲۹؍فروری ۱۹۰۴ء ''میدان میں فتح خدا تجھے دے گا۔''

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۳۔ ضمیمہ البدر جلد ۳ نمبر ۱۱ مورخہ ۱۶؍مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۰)

یکم مارچ ۱۹۰۴ء ''تمہارا نام ہے علی باس''

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۳)

۲؍مارچ ۱۹۰۴ء ''وقت صبح کے دیکھا کہ ایک کاغذ کا تھیلہ ہے جو روپیہ سے بھرا ہوا ہے وہ مجھ کو کسی نے دیا اور مَیں نے لے لیا اور رومال سفید میں اس کو باندھنے لگا ہوں اور باندھتے وقت یہ دعا پڑھی۔

رَبِّ اجۡعَلۡ بَرَکَۃً فِیۡہِ [۲]

اور یہ کلمہ بطور الہام تھا اور غنودگی ہوگئی اور دیکھا کہ ایک ٹوکرا انگوروں کے ڈبوں کا بھرا ہوا آیا ہے۔''

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۳)

۱۱؍مارچ ۱۹۰۴ء ''بُشۡرٰی لَکَ یَا غُلَامَ اَحۡمَدَ'' [۳]

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۳)

---

۱ (ترجمہ از مرتّب) اُمید ہے کہ مَیں تمہارے پاس اس میں سے کوئی انگارہ لے آؤں یا اس آگ کے پاس مجھے رہنمائی مل جائے۔

۲ (ترجمہ از ناشر) اے میرے ربّ اس میں برکت ڈال دے۔

۳ (ترجمہ از مرتّب) اے غلام احمد تجھے بشارت ہو۔

۴۹۴

۲؍مارچ ۱۹۰۵ء ’’خدائے عزّوجلّ اس کی عزت رکھے۔‘‘

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۳۹)

۳؍مارچ ۱۹۰۵ء ’’وہ رات جس کے بعد جمعہ ۳؍مارچ ۱۹۰۵ء ہے ایک بجنے کے بعد پینتیس[۳۵] منٹ پر اس رات میں مَیں نے خواب دیکھا کہ کچھ روپیہ کی کمی اور سخت مشکلات پیش ہیں اور بہت فکر دامن گیر ہے۔ مَیں کسی کو کہتا ہوں کہ ایک کاغذ بناؤ جس میں لکھا ہو کہ جمع یہ تھا اور خرچ یہ ہوا۔ کوئی میری بات کی طرف توجہ نہیں کرتا اور سامنے ایک شخص کچھ حساب کے کاغذات لکھ رہا ہے۔ مَیں نے شناخت کیا کہ یہ توچھمن داس جمع خرچ نویس ہے جو کسی زمانہ میں خزانہ سیالکوٹ میں اسی عہدہ پر نوکر تھا۔ مَیں نے اس کو بلانا چاہا۔ وہ بھی نہ آیا۔ لاپروا رہا۔ اور مَیں نے دیکھا کہ روپیہ کی بہت کمی ہے۔ کسی طرح بات نہیں بنتی۔ اسی اثناء میں ایک صالح مرد سادہ طبع سادہ پوش آیا۔ اُس نے اپنی بھری ہوئی مٹھی روپیہ کی میری جھولی میں ڈال دی اور ایسے جلدی چلا گیا کہ مَیں اس کا نام بھی نہ پوچھ سکا مگر پھر بھی روپیہ کی کمی رہی۔ پھر ایک اَور صالح مرد آیا جو محض نورانی شکل سادہ طبع کوٹلہ کے ایک صوفی کی شکل کے مشابہ تھا جس کا نام غالباً کرم الٰہی یا فضل الٰہی ہے جس نے کُرتہ پیچ کر ہمیں روپیہ دیا تھا صورت انسان کی ہے مگر علیحدہ خلقت کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ روپیہ سے بھر کر میری جھولی میں وہ روپیہ ڈال دیا اور وہ بہت سارو پیہ ہوگیا۔ مَیں نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے۔ اس نے کہا۔ نام کیا ہوتا ہے نام کچھ نہیں۔ مَیں نے کہا کچھ بتلاؤ۔ نام کیا ہے۔ اس نے کہا ٹیچی[۱] اور مَیں اُس وقت چشم پُرآب ہوگیا کہ ہماری جماعت میں ایسے بھی ہیں جو اِس قدر روپیہ دیتے اور نام نہیں بتلاتے اور ساتھ ہی کہتا ہوں کہ یہ تو آدمی نہیں ہے یہ تو فرشتہ ہے۔ اور جب بہت سے مال کا نظارہ میرے سامنے آیا مَیں نے کہا مَیں اس میں سے منظور محمد کی بیوی کو دوں گا کہ وہ حاجت مند ہے اور جب مَیں نے یہ خواب دیکھا اس وقت رات کا ایک بج کر اس پر پینتیس[۳۵] منٹ زیادہ گزر چکے تھے۔‘‘ (کاپی الہامات[۲] حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۳۹)

۱؎ ’’ٹیچی پنجابی زبان میں وقتِ مقررہ کو کہتے ہیں۔ یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۶)

۲؎ (نوٹ از ناشر) الحکم مورخہ ۲۴؍مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۲ اور ریویو آف ریلیجنز ماہ مارچ ۱۹۰۵ء ٹائٹل صفحہ آخر پر یہ خواب یوں درج ہے۔

’’کوئی شخص ہے اس سے میں کہتا ہوں کہ تم حساب کرلو مگر وہ نہیں کرتا اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے ایک مٹھی

۱۰؍مئی ۱۹۰۵ء ''کیا عذاب کا معاملہ درست ہے۔ اگر درست ہے تو کس حد تک۔''

(بدر جلد ۱ نمبر ۶ مورخہ ۱۱؍مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۔ الحکم جلد ۹ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۷؍مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱)

۱۳؍مئی ۱۹۰۵ء ''خواب میں دیکھا کہ جیسا ہم ایک عدالت میں ہیں اور ایک مقدمہ ہے۔ شبہ گزرتا ہے کہ مجسٹریٹ ایک شخص ڈپٹی قائم علی ہے اور اس کا سررشتہ دار ہمارے بھائی غلام قادر صاحب مرحوم ہیں اور ہم تینوں ایک ہی جگہ بیٹھے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم مدعی ہیں اور مدعا علیہ کو بلوانا ہے۔ مجسٹریٹ نے سررشتہ دار کے کان میں کچھ کہا جس کو ہم نے بھی سن لیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ ۲۵؎ روپے طلبانہ داخل کر دیں اور فریق ثانی کو بلایا جاوے۔ ہم نے جیب سے پچیس روپے دے دیئے اور فریق مخالف کو طلب کیا گیا۔[1]

فرمایا۔ قائم علی میں ''علی'' خدا کا نام ہے اور اس سے مراد علو مرتبہ اور غلام قادر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے کچھ کام کرنا چاہتا ہے اور طلبانہ سے مراد کچھ ابتلاء اور تکلیف ہے۔ یعنی قدرتِ خداوندی سے کامیابی ضرور ہماری ہے لیکن اُس میں کچھ درمیانی تکلیف مقدر ہے جیسا کہ ہمیشہ انبیاء اور اولیاء اللہ کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔''

(بدر جلد ۱ نمبر ۶ مورخہ ۱۱؍مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱)

۱۴؍مئی ۱۹۰۵ء ''میاں محمد اسحٰق،[2] حضرت میر ناصر نواب صاحب کا چھوٹا صاحبزادہ بیمار تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی رائے میں حالت اچھی نہ تھی۔ فرمایا۔ مَیں نے دعا کی اور دعا کی اصل وجہ تو شماتتِ اعدا تھی۔ ورنہ اولاد ہو یا کوئی اَور عزیز۔ موت فوت تو ساتھ ہی ہے۔ غرض جب مَیں دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا۔

۱ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ[3] ۲ پر خدا کا رحم ہے، کوئی بھی اس سے ڈر نہیں۔''

(الحکم جلد ۹ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۷؍مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱)

مئی ۱۹۰۵ء ''۲۴ مئی کو بیان کیا کہ کئی روز ہوئے جب اسحٰق بیمار تھا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ بہت

---

[1] (نوٹ از ناشر) الحکم مورخہ ۱۷؍مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱ میں معمولی لفظی تبدیلی سے خواب تو درج ہے مگر تعبیر درج نہیں۔

[2] (نوٹ از ناشر) بدر مورخہ ۱۱؍مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱ میں ۱۷؍مئی ۱۹۰۵ء کے تحت اس الہام کے بارہ میں یہ الفاظ ہیں۔
''فرمایا چند روز ہوئے ہم نے خواب میں دیکھا کہ میاں محمود احمد اور میاں محمد اسحٰق بیمار ہیں ان کے واسطے دعا کرتے تھے۔ الہام ہوا۔''

[3] (ترجمہ) سلامتی ہے یہ ربّ رحیم نے فرمایا۔ (حقیقۃ المہدی۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۴۴۶)

۲ برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔
۳ رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَّ كَاذِبٍ۔ ۴ اَنْتَ تَرٰى كُلَّ مُصْلِحٍ وَّ صَادِقٍ۔''[1]

(بدر جلد ۲ نمبر ۲۲ مورخہ ۳۱ رمئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۹ مورخہ ۳۱ رمئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۳۱ رمئی ۱۹۰۶ء روز یک شنبہ '' ۱ اَللّٰهُ يَعْلَمُ فَمَنْ هٰذَا۔ ۲ روز محشر۔ ۳ اِنَّا اَخَذْنَاكَ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔[2] خدا کی پاک وحی ایک نئے مخالف شدہ کے بارے میں ہے۔ پڑھنے والے سمجھ لیں۔''

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۵۰)

مئی ۱۹۰۶ء '' فرمایا۔ چند روز ہوئے مَیں نے دیکھا تھا (رؤیا کہ) بہت سے زنبور ہیں اور مَیں ان کو کپڑے میں پکڑ کر مار رہا ہوں۔''

(بدر جلد ۲ نمبر ۲۳ مورخہ ۷ رجون ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۰ رجون ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مئی ۱۹۰۶ء '' ۱ وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ۔ ۲ يُلْقِي الرُّوْحَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ مِنْ عِنْدِهٖ۔[3] ۳ دنیا کی بھی کامیابی ہو جائے گی اور آخرت کی بھی کامیابی ہو جائے گی۔ ۴ مونہہ کی زردی جاتی رہی ہے۔''

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۵۴، ۲۵۳)

۴ رجون ۱۹۰۶ء (الف) ''رؤیا۔ دیکھا کہ مَیں ایک جگہ ہوں اور وہاں ایک چادر ایک اُونچی جگہ پر رکھی ہوئی ہے۔ اتنے میں ایک چڑا آیا اور اس چادر پر بیٹھ گیا۔ تب مَیں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ جس طرح بنی اسرائیل کے واسطے آسمان سے پرند اُترتے تھے اسی طرح ہمارے واسطے ہے۔''

(بدر جلد ۲ نمبر ۲۳ مورخہ ۷ رجون ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۰ رجون ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ ''یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔ تُو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ اِس فقرہ الہامیہ میں عبدالحکیم خاں کے اس قول کا رَدّ ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھیراتا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ تُو صادق نہیں ہے مَیں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤں گا۔'' (اشتہار ۱۶ راگست ۱۹۰۶ء مشمولہ کتاب حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۱۱ حاشیہ)

[2] (ترجمہ از ناشر) ۱ اللہ حقیقت سے واقف ہے یہ کون ہے؟ ۳ ہم نے تجھے دردناک عذاب کے ساتھ پکڑا۔

[3] (ترجمہ از ناشر) ۱ اور اللہ تعالیٰ شکر گزار بندوں کو ضرور جزا دے گا۔ ۲ وہ (خدا) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اس پر اپنی جناب سے نبوت کی روح ڈال دیتا ہے۔

۵۹۳

(ب) ’’مجھے یاد ہے کہ جب نظام الدین[1] کے لئے مَیں نے دعا کی تب خواب میں دیکھا کہ ایک چڑا اُڑتا ہوا میرے ہاتھ میں آ گیا اور اُس نے اپنے تئیں میرے حوالہ کر دیا اور مَیں نے کہا کہ یہ ہمارا آسمانی رزق ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر آسمان سے رزق اُترا کرتا تھا۔‘‘

(از مکتوب بنام نواب محمد علی خان صاحبؓ۔ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

۵/جون ۱۹۰۶ء ’’[1] مَا اُرْسِلَ نَبِیٌّ اِلَّا اَخْزٰی بِہِ اللّٰہُ قَوْمًا لَّا یُؤْمِنُوْنَ۔ [2] یُلْقِی الرُّوْحَ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ۔[2] [3] خدا[3] کی فیلنگ[4] اور خدا کی مُہر نے کتنا بڑا کام کیا۔‘‘

(بدر جلد ۲ نمبر ۲۳ مورخہ ۷/جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۰/جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ ’’نظام الدین نام سیالکوٹ میں ایک مستری ہے۔ چند روز ہوئے اس کا ایک خط میرے نام آیا......اس کا مضمون یہ تھا کہ مَیں فوجداری جُرم میں گرفتار ہو گیا ہوں اور کوئی صورت رہائی کی نظر نہیں آتی۔ اس بے قراری میں مَیں نے یہ نذر مانی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اِس خوفناک مقدمہ سے رہا کر دے تو مَیں مبلغ پچاس روپیہ نقد آپ کی خدمت میں بلا توقف ادا کر دوں گا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جب اس کا خط پہنچا تو مجھے خود روپیہ کی ضرورت تھی۔ تب مَیں نے دعا کی کہ اے خدائے قادر و کریم! اگر تُو اس شخص کو اس مقدمہ سے رہائی بخشے تو تین طور کا فضل تیرا ہو گا۔ اوّل یہ کہ یہ مضطر آدمی اس بلا سے رہائی پا جائے گا۔ دوم مجھے جو اِس وقت روپیہ کی ضرورت ہے میرا مطلب کسی قدر پُورا ہو گا۔ سوم تیرا ایک نشان ظاہر ہو جائے گا۔ دُعا کرنے سے چند روز بعد نظام الدین کا خط آیا...... اور دوسرے روز پچاس روپے آ گئے۔‘‘ (از مکتوب بنام نواب محمد علی خان صاحبؓ۔ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

[2] (ترجمہ) ۱ کوئی نبی نہیں بھیجا گیا مگر خدا نے اس کی وجہ سے ایک قوم کو رُسوا کیا جو ایمان نہیں لاتے تھے۔ ۲ خدا اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کی رُوح اس پر ڈالتا ہے۔ (بدر مورخہ ۷/جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

[3] حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ ’’اِس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آ گیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مُہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اِس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمّتی ہے اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتَم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اَور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اِسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النّبیّین ٹھہرا۔ یعنی آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوّت بخشتی ہے اور آپؐ کی توجہِ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اَور نبی کو نہیں ملی۔‘‘ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۹، ۱۰۰ حاشیہ)

[4] FEELING

تعبیر۔عورتوں سے مراد کمزور لوگ ہو سکتے ہیں اور خدا نے قرآن شریف میں اس اُمّت کے نیک بندوں کو بھی فرعون کی عورت اور مریم سے تشبیہ دی ہے اور قلم سے مُراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی محمد علی صاحب کے دِل میں ایسی طاقت پیدا کر دے کہ وہ مخالفوں کے رَدّ میں اعلیٰ مضامین لکھیں۔وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔‘‘

(بدر جلد ۲ نمبر ۴۶ مورخہ ۱۵ر نومبر ۱۹۰۶ صفحہ ۳۔الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۹ مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۰۶ صفحہ ۱)

نومبر ۱۹۰۶ء ’’رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا۔‘‘[۱]

(بدر جلد ۲ نمبر ۴۶ مورخہ ۱۵ر نومبر ۱۹۰۶ صفحہ ۳۔الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۹ مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۰۶ صفحہ ۱)

۱۳ر نومبر ۱۹۰۶ء ’’مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔[۲]

اور گویا مَیں کسی کو کہتا ہوں۔ لَا تَخَفْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔‘‘[۳]

(بدر جلد ۲ نمبر ۴۶ مورخہ ۱۵ر نومبر ۱۹۰۶ صفحہ ۳۔الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۹ مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۰۶ صفحہ ۱)

۱۹۰۶ء ’’نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ مع اپنے بھائیوں کے سخت مشکلات میں پھنس گئے تھے۔منجملہ ان کے یہ کہ وہ ولی عہد کے ماتحت رعایا کی طرح قرار دیئے گئے تھے اور اُنہوں نے بہت کچھ کوشش کی مگر ناکام رہے۔

اور صرف آخری کوشش یہ باقی رہی تھی کہ وہ نواب گورنر جنرل بہادر بالقابہ سے اپنی دادرسی چاہیں اور اس میں بھی کچھ اُمید نہ تھی کیونکہ اُن کے برخلاف قطعی طور پر حکامِ ماتحت نے فیصلہ کر دیا تھا۔اس طوفانِ غم وہم میں جیسا کہ انسان کی فطرت میں داخل ہے اُنہوں نے صرف مجھ سے دُعا کی ہی درخواست نہ کی بلکہ یہ بھی وعدہ کیا کہ اگر خدا تعالیٰ اُن پر رحم کرے اور اس عذاب سے نجات دے تو وہ تین ہزار نقد روپیہ بعد کامیابی کے بِلا توقف

---

۱ (ترجمہ از مرتّب) اے میرے ربّ زمین پر کافروں میں سے کوئی باشندہ نہ چھوڑ۔

۲ (ترجمہ) کسی نشان کو ہم منسوخ نہیں کرتے یا فراموش نہیں کراتے مگر اس سے بہتر یا اس جیسا نشان عطا کرتے ہیں۔کیا تُو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ (بدر مورخہ ۱۵ر نومبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

۳ (ترجمہ از مرتّب) مت ڈر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

۶۴۹

لنگر خانہ کی مدد کے لئے ادا کریں گے چنانچہ بہت سی دُعاؤں کے بعد مجھے یہ الہام ہوا کہ۔

اے سیف اپنا رُخ اِس طرف پھیر لے[1]

تب مَیں نے نواب محمد علی خان صاحب کو اِس وحیِ الٰہی سے اطلاع دی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے اُن پر رحم کیا۔" (چشمہءِ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۹)

۱۵؍نومبر ۱۹۰۶ء (الف) "۱ قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے

بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

۲ کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔" (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۵۲، ۱۵۱)

(ب) "آج رات ستائیسویں رمضان المبارک تھی اور اِس پر یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ یہ رات شبِ قدر کی ہوتی ہے۔ مَیں نے سوچا کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں شاید پھر یہ رات نصیب ہو یا نہ ہو۔ پس مَیں اُٹھا اور مَیں نے نماز پڑھ کر دعا[2] کی۔ بعد میں مفصلہ ذیل الہامات ہوئے۔

۱ قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے

بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

۲ کمترین[3] کا بیڑا غرق ہو گیا (یعنی کسی کے قول کی طرف اشارہ ہے) اور یا شاید کمترین سے مراد کوئی شدید مخالف ہے۔

۳ تیری دعا قبول کی گئی۔

۱؎ (نوٹ از ناشر) کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۵۲ اور بدر مورخہ ۱۵؍نومبر ۱۹۰۶ صفحہ ۳ اور الحکم مورخہ ۱۷؍نومبر ۱۹۰۶ صفحہ ۱ پر اس الہام کے الفاظ یہ ہیں۔ "اے سیف اپنا رُخ پھیر لے"

۲؎ (نوٹ از مولانا جلال الدین شمسؓ) یعنی دعا کرنے کے لئے نماز پڑھی اور اُس میں دعا کی۔

۳؎ (نوٹ از مولانا جلال الدین شمسؓ) الاستفتاء مشمولہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۰۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الہام حضورؑ کو ۲۰؍اکتوبر ۱۹۰۶ء میں بھی ہوا تھا۔

۷۰۱

۲۹/جولائی ۱۹۰۷ء ''۲۹/جولائی ۱۹۰۷ء روز دوشنبہ میں میں نے خواب[1] میں دیکھا کہ مَیں نے محمدی کو تین روپیہ دیئے ہیں گویا قبر وغیرہ سامان کے لئے اور میں نے اس کو (کہا) کہ کفن مَیں اپنی طرف سے دوں گا۔ ذہن میں ہے کہ ایک شخص فوت ہوگیا ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔'' (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۵)

۱۹۰۷ء[2] ''لَا تَنْقَطِعُ الْاَعْدَآءُ اِلَّا بِمَوْتِ اَحَدٍ مِّنْھُمْ۔''[3]

(بدر جلد ۶ نمبر ۳۱ مورخہ یکم اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۶۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

یکم اگست ۱۹۰۷ء (الف) ''۱ رَبِّ اجْعَلْنِیْ غَالِبًا عَلٰی غَیْرِیْ۔[4] ۲ میری فتح۔ ۳ اَیُّھَا الْکُفَّارُ اقْتُلُوا الْفُجَّارَ۔''[5] (کاپی الہامات[6] حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۴)

(ب) ''اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً۔''[7]

(بدر جلد ۶ نمبر ۳۲ مورخہ ۸ اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۲)

۸/اگست ۱۹۰۷ء ''۱ سَلَامٌ۔ ۲ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ ۳ اِنِّیْ مَعَ اللّٰہِ۔''[8]

(بدر جلد ۶ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۵/اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۷/اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

۹/اگست ۱۹۰۷ء (الف) ''۱ شَرَّفْنَا بِکَلَامٍ مِّنَّا۔ ۲ شَرَّفْنَا بِاِکْرَامٍ مِّنَّا۔ ۳ اِنِّیْ مُبَشِّرٌ۔''[9]

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۴ و ۳۔ بدر جلد ۶ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۵/اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۷/اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

---

[1] (نوٹ از ناشر) بدر مورخہ یکم اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ اور الحکم مورخہ ۳۱/جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۳ میں خواب کے الفاظ یوں ہیں۔ ''اور خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک عورت کو تین روپیہ دیئے ہیں اور اسے کہتا ہوں کہ کفن کے لئے میں آپ دوں گا۔ گویا کوئی مرگیا ہے اُس کی تجہیز وتکفین کے لئے طیاری کی ہے۔''

[2] (نوٹ از مولانا جلال الدین شمسؒ) یہ الہام دراصل پرانا ہے مگر تاریخ کی تعیین نہ ہوسکنے کی وجہ سے سالِ اشاعت میں درج کیا گیا ہے۔ [3] (ترجمہ) دشمن نہیں منقطع ہوں گے مگر ان میں سے ایک کی موت کے ساتھ۔ (بدر مورخہ یکم اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۶)

[4] (ترجمہ) اے میرے ربّ مجھے میرے غیر پر غالب کر۔ (بدر مورخہ ۸/اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۴) [5] (ترجمہ از ناشر) اے کافرو فاجروں کو قتل کرو۔

[6] (نوٹ از ناشر) بدر مورخہ ۸/اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ اور الحکم مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۲ میں الہام نمبر ۳ درج نہیں۔

[7] (ترجمہ) مَیں اپنی فوجوں سمیت تیرے پاس اچانک آؤں گا۔ (بدر مورخہ ۸/اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

[8] (ترجمہ) ۱ سلامتی۔ ۲ خدا ہمارے ساتھ ہے ۳ مَیں خدا کے ساتھ ہوں۔ (بدر مورخہ ۱۵/اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

[9] (ترجمہ) ۱ ہم نے اپنے کلام سے مشرف کیا ۲ ہم نے اپنے اکرام سے مشرف کیا ۳ مَیں بشارت دینے والا ہوں۔ (بدر مورخہ ۱۵/اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

۷۴۲

فرمائی......(ابھی) دعا میں مصروف تھے کہ عین دعا کرتے کرتے حضرت صاحب کو الہام ہوا۔

''ناکامی''

پھر دعا کی تو الہام ہوا۔ ''اَے بسا آرزُو کہ خاك شُدہ''[1]

پھر اس کے بعد ایک اَور الہام ہوا۔ ''فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ''[2]

......فرمایا کہ معلوم نہیں میاں عبداللہ صاحب کا ہمارے ساتھ کیسا تعلق ہے کہ اِدھر دعا کرتا ہوں اور اُدھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب مل جاتا ہے۔ چند دنوں کے بعد میاں محمد یوسف صاحب کا جواب آ گیا کہ میاں عبداللہ کے والد اور دادا اور خسر تو راضی ہو گئے ہیں مگر اسمٰعیل انکار کرتا ہے۔ اِس پر حضرت نے فرمایا کہ اَب ہم اسمٰعیل کو خود کہیں گے......ممکن ہے اللہ تعالیٰ کے الہامات کا یہ منشا ہو کہ جس طریق پر کوشش کی گئی ہے اِس میں ناکامی ہے اور کسی اَور طریق پر کامیابی مقدر ہو......پھر حضرت صاحب نے اسمٰعیل کو میرے متعلق کہا مگر اُس نے انکار کیا اور کئی عذر کر دیئے۔''

(سیرت المہدی مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے، جلد ۱۔روایت نمبر ۱۰۱ صفحہ ۷۷ تا ۷۹ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

۱۸۸۲ء میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے بیان کیا۔

''حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ابھی مَیں نے اسمٰعیل سے بات شروع نہیں کی تھی کہ مجھے کشف ہوا تھا کہ اُس نے میرے بائیں ہاتھ پر دَست پھر دیا ہے۔ نیز مَیں نے کشف میں دیکھا تھا کہ اُس کی شہادت کی اُنگلی کٹی ہوئی ہے۔ اِس پر مَیں سمجھ گیا تھا کہ یہ اِس معاملہ میں مجھے نہایت گندے جواب دے گا......اس کے بعد اسمٰعیل نے اپنی لڑکی کی دوسری جگہ شادی کر دی......مگر اِس شادی کے بعد اسمٰعیل پر بڑی مصیبت آئی۔''

(سیرت المہدی مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے، جلد ۱ روایت نمبر ۱۰۱ صفحہ ۷۹ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

۱۸۸۳ء مرزا دین محمد صاحبؓ سکنہ لنگروال ضلع گورداسپور نے بیان کیا۔

''ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے صبح کے قریب جگایا اور فرمایا کہ۔

''......مَیں نے دیکھا ہے کہ میرے تخت پوش کے چاروں طرف نمک چُنا ہوا ہے۔''

---

[1] (ترجمہ از مرتّب) ہائے بہت سی آرزوئیں ہیں جو خاک میں مل گئیں۔

[2] (ترجمہ از مرتّب) پس صبر اچھا ہے۔

۷۴۳

......فرمایا کہ کہیں سے بہت سا روپیہ آئے گا۔اس کے بعد مَیں چار دن یہاں رہا۔میرے سامنے ایک منی آرڈر آیا۔جس میں ہزار سے زائد روپیہ تھا۔''

(سیرت المہدی مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے،جلد ا روایت نمبر ۶۳۶ صفحہ ۶۰۴ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

۱۸۸۳ء (الف) حافظ محمد ابراہیم صاحبؓ ولد میاں نادر علی صاحب سکنہ مکووال ضلع انبالہ نے بیان کیا۔

''۸۳ء میں جب شہب گرے تو فرمایا۔اس وقت مَیں دیکھ رہا تھا کہ مَیں اور سیّد عبد القادر برابر برابر کھڑے ہیں۔پھر مَیں نے دیکھا کہ شیخ سعدی اور سیّد عبد القادر ایک باغ میں سیر کر رہے ہیں۔

انہی ایام میں آپ کو الہام ہوا''یَا عَبْدَ الْقَادِرِ۔''فرمایا کہ اولیاء کو عبد القادر کا خطاب اُس وقت دیا جاتا ہے جب اُن کے لئے قادرانہ نشان دکھانے مقصود ہوں۔'' (الحکم جلد ۳۹ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۱؍مارچ ۱۹۳۶ء صفحہ ۵)

(ب) حافظ نور محمد صاحبؓ سکنہ فیض اللہ چک ضلع گورداسپور نے بیان کیا۔

''ایک دفعہ حضورؑ نے فرمایا کہ مَیں نے خواب میں ایک مرتبہ دیکھا کہ سیّد عبد القادرؒ صاحب جیلانی آئے ہیں اور آپ نے پانی گرم کرا کر مجھے غسل دیا ہے اور نئی پوشاک پہنائی ہے اور گول کمرہ کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ آؤ ہم اور تم برابر برابر کھڑے ہو کر قد ناپیں۔پھر انہوں نے میرے بائیں[1] طرف کھڑے ہو کر کندھے سے کندھا ملایا تو اُس وقت دونوں برابر برابر رہے۔''

(سیرت المہدی مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے،جلد ا روایت ۴۸۱ صفحہ ۵۰۹ مطبوعہ ۲۰۰۸ء۔
الحکم جلد ۳۷ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۴؍ستمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۴)

مولوی رحیم بخش صاحبؓ سکنہ تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور نے بیان کیا۔

''حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے۔

''یُنَجِّیْکَ مِنَ الْغَمِّ وَ کَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا''[2]

اور آپؑ نے فرمایا کہ ''ہمیں خدا کے فضل سے غم تو کوئی نہیں ہے شاید آئندہ کوئی غم پیش آئے۔جب مکان پر آئے تو ایک شخص امرتسر سے یہ خبر لایا کہ آپ کا وہ نگینہ جو''اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ'' لکھنے کے واسطے

---

[1] (نوٹ از مولانا جلال الدین شمسؓ) الحکم میں دائیں طرف کا ذکر ہے۔(الحکم مورخہ ۱۴؍ستمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۴)
[2] (ترجمہ از مرتّب) خدا تجھے غم سے نجات دے گا اور تیرا ربّ قادر ہے۔
(نوٹ از مولانا جلال الدین شمسؓ)الحکم مورخہ ۱۴؍اگست ۱۹۳۴ء صفحہ ۳ میں متعلقہ حوالہ میں'' نُنَجِّیْکَ''چھپا ہے۔

۷۵۹

۱۱/اگست ۱۸۹۸ء ''هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ مُرْغِمِیْكَ فَخَضَّرَ دَعْوَاكَ ۔''[1]

(ذکر حبیب مؤلفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ ۲۱۶ مطبوعہ دسمبر ۱۹۳۶ء)

۶/مئی ۱۸۹۹ء ''رات عشاء کی نماز میں حضرت اقدسؑ کی زبان پر الہاماً جاری ہوا۔

وَاجْعَلْ اَفْئِدَةً کَثِیْرَةً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیَّ

یعنی انسانوں کے بہت سے دلوں کو میری طرف جھکا دے۔ یہ ایک بشارت ہے سلسلہ کی ترقی کے متعلق۔''

(خط نمبر ۱۲ از مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی ۶/مئی ۱۸۹۹ء۔ مندرجہ تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۶۔ جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۴۷)

۱۲/جون ۱۸۹۹ء ''۱۲/جون ۱۸۹۹ء کو الہام ہوا۔

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۔''

(خط نمبر ۱۳ از مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی مندرجہ تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۶۔ جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۴۸)

(ترجمہ) عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائے گی اور پیٹھ پھیر لیں گے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۲)

۱۸/اکتوبر ۱۸۹۹ء ''بِالْفِعل خدا تعالیٰ نے میرے دل میں یہی ڈالا ہے کہ بیعت کرنے والے دو قسم میں رکھے جائیں گے، ایک جو اعلیٰ اور صاف تر زندگی کے خواہشمند اور خدا تعالیٰ کے منشاء کی اطاعت کے لئے حاضر ہیں اور ایک وہ جو کسی قدر کمزور ہیں۔'' (اقتباس مکتوب نمبر ۴ از مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی مورخہ ۱۸/اکتوبر ۱۸۹۹ء مندرجہ تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۶۔ جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۴۳، ۲۴۴)

۱۸۹۹ء ''حضرت اقدسؑ کو رؤیا ہوئی کہ حامد علی آ کر کہتا ہے کہ باہر ایک ہندو کھڑا ہے اور دعا کے لئے درخواست کرتا ہے۔ حضور اقدسؑ اسے کہتے ہیں کہ بے نذر لئے ہم دعا کرنے کے نہیں۔ پھر حامد علی دوبارہ واپس آتا ہے تو ایک چھوٹا بیگ اور دو چادریں ہیں اُن میں روپیہ بھر کر لاتا ہے۔

فرمایا۔ ہندو سے مراد ایسا شخص ہوا کرتا ہے جو دنیا کے غم ھَم میں مبتلا ہو اور چاہے کہ کسی طرح دُنیوی

---

[1] (ترجمہ از مرتب) وہی ہے جس نے تیرے بدخواہوں کو نکالا۔ پھر تیرے دعویٰ کو سرسبز کیا۔

۷۶۰

ابتلاؤں سے نجات ہو۔'' (مکتوب[۱] از حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی مندرجہ تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۶ رجون ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۴۷)

۵رجنوری ۱۹۰۰ء (الف) ''۷رجنوری ۱۹۰۰ء کو صبح کی نماز کے وقت حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ پرسوں کی نماز میں جب مَیں التّحیات کے لئے بیٹھا تو بجائے التّحیات کے یہ دعا پڑھنے لگ گیا صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلَیْكَ وَ یُرَدُّ دُعَآءُ اَعْدَآءِكَ عَلَیْھِمْ[۲]۔ حضرت صاحبؑ فرماتے تھے کہ مَیں نے خیال کیا کہ یہ کیا پڑھ رہا ہوں، تو معلوم ہوا کہ الہام ہے۔''

(روایت منشی محمد الدین صاحبؓ واصل باقی نویس۔ رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ نمبر ۱۱ صفحہ ۱۰۴ اور جسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ نمبر ۱۴ صفحہ ۱۴۲)

(ب) صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحبؓ جمالی نعمانی نے بیان کیا کہ۔

''ایک روز مغرب کی نماز پڑھی گئی اور مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کھڑا تھا۔ جب نماز کا سلام پھیرا گیا تو آپؑ نے بایاں ہاتھ میری دائیں ران پر رکھ کر فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب! اِس وقت مَیں اَلتَّحِیَّات پڑھتا تھا الہاماً میری زبان پر جاری ہوا کہ۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔''

(الحکم جلد ۲۶ نمبر ۱۹، ۲۰ مورخہ ۲۱، ۲۸ رمئی ۱۹۲۴ء صفحہ ۵)

۷رجنوری ۱۹۰۰ء منشی محمد الدین صاحبؓ واصل باقی نویس ولد میاں نورالدین صاحب ضلع گجرات نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو نمازِ عصر اَلتَّحِیَّات میں الہام ہوا۔

''وَاجْعَلْ لِّیْ غَلَبَةً فِی الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ۔''[۳]

(رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ نمبر ۱۱ صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵۔ رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ نمبر ۱۴ صفحہ ۱۴۲)

---

۱ (نوٹ از مولانا جلال الدین شمسؓ) یہ مکتوب حضرت مولانا نے افریقہ کے ایک شخص کو لکھا کہ ''آپ کا وعدہ ارسال روپیہ آنے سے ایک ہفتہ قبل حضور اقدسؑ کو رؤیا ہوئی...... پھر جب نام بنام فہرست چندہ پر مشتمل خط آیا تو تاویل وتصدیق واضح ہوگئی۔'' (از مکتوب مذکور)

۲ (ترجمہ از مرتّب) اللہ تعالیٰ محمدؐ پر صلوٰۃ بھیجے اور تجھ پر بھی، اور تیرے دشمنوں کی بددُعا اُن پر لوٹا دی جائے گی۔

۳ (ترجمہ از مرتّب) اور دنیا اور دین میں مجھے غلبہ دے۔

ڈاک میں خط آیا کہ قاضی صاحب[۱] فوت ہو گئے ہیں۔'' (الحکم جلد ۴۲ نمبر ۵، ۶ مورخہ ۱۴، ۲۱ رفروری ۱۹۳۹ء صفحہ ۳)

۱۹۰۴ء میاں عبدالعزیز صاحبؓ سکنہ لاہور المعروف مغل نے بیان کیا کہ۔

''ایک دفعہ گورداسپور میں حضورؑ نے صاحبزادہ مبارک احمد کو بوسہ دیا تو حضورؑ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا ہے کہ اس کو چُومو۔'' (رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ نمبر ۹ صفحہ ۴۵)

۷ راکتوبر ۱۹۰۴ء چودھری محمد علی خان صاحبؓ اشرف ہیڈ ماسٹر بیرم پور نے بیان کیا کہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے) اسی مقدّمہ کرم دین کی آخری پیشی پر تاریخ فیصلہ سے ایک دن قبل بوقت نماز عصر......فرمایا کہ ہم نے رؤیا دیکھی ہے کہ ہم سفید گھوڑے پر سوار باہر سے گھر کو آرہے ہیں۔ (مفہوم) اور ہمارے گھر والے یہ الفاظ کہہ رہے ہیں کہ ہمارا نقصان ہو گیا ہے (غالباً روپوں کا) تو مَیں نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ مَیں تو سلامت آ گیا ہوں۔

اِس رؤیا کی تعبیر آپؑ نے یہ فرمائی کہ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ منصف (جو بے حد متعصب آریہ ہے اور آنحضورؐ کے خلاف فیصلہ دینے پر تلا ہوا ہے) ہمیں جرمانہ وغیرہ کی سزا دے گا اور دوسری قِسم کی سزا نہ دے سکے گا۔ بالآخر عدالتِ عالیہ سے ہم بَری ثابت ہوں گے اور اس کی شرارتوں سے ہم بچ کر سلامت رہیں گے چنانچہ دوسرے دن یہی وقوعہ پیش آیا کہ منصف نے آپؑ کے خلاف جرمانہ کا حکم سنایا جو اُسی وقت ادا کیا گیا......اور اپیل کرنے پر جرمانہ بھی معاف ہو گیا۔'' (الحکم جلد ۳۸ نمبر ۳ مورخہ ۲۸ رجنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۴)

۸ راکتوبر ۱۹۰۴ء شکر الٰہی صاحب موضع نبی پور ضلع گورداسپور نے بیان کیا کہ۔

''مولوی کرم دین کے مقدمہ کے فیصلہ...... کے (دن) عصر کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام درختوں کے نیچے......ٹہل رہے تھے......ٹہلتے ٹہلتے آپ ٹھہر گئے۔ مولوی صاحب (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کچھ فرمایا اور اُسی وقت (عدالت سے) آواز پڑ گئی۔ شیڈ میں آیا تھا کہ آپؑ نے مولوی صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ مولوی صاحب! کیا دیکھتا ہوں کہ میرا رُومال تالاب میں گر گیا ہے۔ ٹٹولنے سے مل گیا ہے۔ فرمانے لگے کہ کچھ جرمانہ ہو گا مگر معاف ہو جاوے گا۔ سو ایسا ہی ہوا۔''

(رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ نمبر ۳ صفحہ ۱۱۴)

۱؎ (نوٹ از مولانا جلال الدین شمسؓ) قاضی صاحب مرحوم کے فرزند قاضی محمد عبداللہ صاحب سابق ناظر ضیافت سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اُن کے والد صاحب موصوف کی وفات ۱۵ رمئی ۱۹۰۴ء کو ہوئی تھی۔

۷۷۳

کھانسی میں اچھی نہیں ۔آپ پھر مسکرائے اور کھاتے رہے۔ مَیں نے اپنی نادانی سے پھر اصرار کیا کہ نہیں کھانا چاہیے۔اس پر آپ پھر مسکرائے اور فرمایا مجھے ابھی الہام ہوا ہے کہ۔

''کھانسی دُور ہوگئی''

چنانچہ کھانسی اُسی وقت سے جاتی رہی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ر جولائی ۱۹۴۲ء۔الفضل جلد ۳۰ نمبر ۱۶۴ مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۴۲ء صفحہ ۳ کالم نمبر ۲ و ۳)

۱۹۰۸ء حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ ''حضرت صاحبؑ کو الہام ہوا تھا۔

سپُردَم بتُو مایہءِ خویش را تُو دانی حسابِ کم و بیش را ''[۱]

(منصبِ خلافت۔انوار العلوم جلد ۲ صفحہ ۵۵ و برکاتِ خلافت۔انوار العلوم جلد ۲ صفحہ ۱۷۳ شائع کردہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ پاکستان)

۱۹۰۸ء حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔

''خدا نے مجھے بتلایا ہے کہ لنگر جب تک تمہارے ہاتھ میں ہے چلتا رہے گا۔ اگر مَیں اسے ان کے ہاتھ میں دے دوں تو یہ چند دنوں میں ہی بند ہو جاوے[۲]۔'' (از خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ر فروری ۱۹۱۵ء۔

خطباتِ محمود (خطبات جمعہ) جلد ۴ صفحہ ۲۷۱ شائع کردہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ پاکستان)

---

۱ (ترجمہ از مرتّب) مَیں نے اپنی پونجی تیرے سپرد کی۔کم و بیش کا حساب تو جانتا ہے۔

۲ (نوٹ از مولانا عبداللطیف بہاولپوری) یعنی وہ لوگ جو لنگر خانہ کے خرچ پر اعتراض کرتے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔جب حضور علیہ السلام لاہور میں تھے تو ان میں سے ایک نے اپنے دوست کے نام لاہور ان دنوں قادیان سے ایک خط لکھا تھا اور اس میں ظاہر یہ کیا تھا کہ لنگر خانہ کا خرچ آمد سے بہت کم ہے اور جو روپیہ حضرت صاحبؑ کے پاس آتا ہے وہ سب لنگر خانہ میں نہیں بلکہ اپنے گھر میں اور اپنے لوگوں پر نامناسب طور پر خرچ ہوتا ہے...... یہ خط وفات سے کچھ روز ہی پہلے لاہور بھیجا گیا اور اس کا علم حضرت اقدس علیہ السلام مغفور کو بھی ہو گیا تو آپؑ کو بہت رنج ہوا۔ (الفضل مورخہ ۲۷ر مئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۲۱)

اور فرمایا کہ ''ایسا لکھنے والا احمق ہے وہ بیوقوف ہے۔وہ نہیں دیکھتا کہ مہمان تو یہاں آرہے ہیں قادیان میں اَب جاتا کون ہے۔اسے چاہیے تھا کہ وہ لاہور اور قادیان کا خرچ جمع کرکے دیکھتا کہ کتنا ہے۔''

(الفضل مورخہ ۲۵ر فروری ۱۹۱۵ء صفحہ ۶)

۱۸۷

۲۱۔ (رؤیا) فرمایا۔ ''میں ایک زینہ پر چڑھتا ہوں مگر اِس طرح سے کہ مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ میں گر نہ پڑوں اور چھال مار کر یعنی قلانچ لگا کر دوسرے قدمچہ پر قدم رکھتا ہوں۔ جب میں اُوپر چڑھا تو میری ناک سے خون آیا......فرمایا......تعبیر بہت اچھی ہے۔ کہنے والا خون آیا کہے تو اچھا ہے اگر بہنا یا جانا کہے تو بُرا ہوتا ہے۔ اس میں نقصان ہے۔ اِس لئے آنا کہنا چاہیے۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ آمدن روپیہ کی ہوگی اور خدا تعالیٰ ہمارے ہاتھ کشادہ کر دے گا۔''

(تذکرۃ المہدی مصنفہ پیر سراج الحق صاحبؓ حصّہ دوم صفحہ ۱۵ مطبوعہ دسمبر ۱۹۲۱ء)

۲۲۔ فرمایا۔ ''ہمیں بھی ایک بار حج کے روز کشف میں حج کا نظارہ دکھایا گیا یہاں تک کہ سب کی باتیں اور لبیک اور تسبیح و تہلیل ہم سنتے تھے۔ اگر ہم چاہتے تو لوگوں کی باتیں لکھ لیتے۔''

(تذکرۃ المہدی مصنفہ پیر سراج الحق صاحبؓ نعمانی حصّہ دوم صفحہ ۴۵ مطبوعہ دسمبر ۱۹۲۱ء۔ الحکم جلد ۴۰ نمبر ۲ مورخہ ۲۱/جنوری ۱۹۳۷ء صفحہ ۳)

۲۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا۔

''آج ہمیں دکھایا گیا ہے کہ ان موجود اور حاضر لوگوں میں کچھ ہم سے پیٹھ دیئے بیٹھے ہیں اور ہم سے رُوگردان ہیں اور کراہت کے ساتھ ہم سے دوسری طرف (منہ) پھیر رکھا ہوا ہے۔''

(تذکرۃ المہدی مصنفہ پیر سراج الحق صاحبؓ نعمانی حصّہ دوم صفحہ ۴۵ مطبوعہ دسمبر ۱۹۲۱ء)

۲۴۔ ''ایک روز میں[1] اور حضرت اقدس علیہ السلام مسجد مبارک میں بیٹھے تھے......آپؑ نے سرِ مبارک اُٹھایا اور فرمایا اَب ہمیں اِس وقت یہ الہام ہوا۔ **حَقّ** ''

(تذکرۃ المہدی مصنفہ پیر سراج الحق صاحبؓ نعمانی حصّہ دوم صفحہ ۴۶ مطبوعہ دسمبر ۱۹۲۱ء)

۲۵۔ ''ایک دفعہ مسجد مبارک میں حضرت اقدس سیّدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے تھے...... سبع مثانی کی تحقیق کا ذکر ہوا۔ کسی نے الحمد کا نام بتلایا اور کسی نے دوسری آیتوں کا، اور کسی نے کہا کہ الحمد مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اِس لئے دونوں مقام پر نازل ہونے کے باعث اِس کا نام سبع مثانی ہوا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن ہمارے نزدیک اِس سورۃ کا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونا اور دوسری بار مہدی و مسیح موعود پر نازل ہونا ہے جس کے سبب سے اِس

---

[1] یعنی صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ۔ (شمس)